مجلہ

ہمخیال

رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا

سوونیئر

ہمخیال

۸۴-۱۹۸۳ء

مجلسِ ادارت

مدیر:

نسیم الدین

معاونین :

شجاع الدین ــــــــ سلیم احمد

فرینڈز سرکل (رجسٹرڈ) کراچی

CamScanner

فہرست

پیغام ـــــ مہمان خصوصی

پیغام ـــــ صدر فرینڈز سرکل

ہم اپنے رب کریم کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ـــــ لٹریری سیکریٹری

پیغام ـــــ محمد حنیف

پیغام ـــــ عبدالخالق ذکائی

قوم حکیمان کی کہانی ایک دردمند قوم کی زبانی ـــــ حمید الدین بقائی دہلوی

آج کا نوجوان اسلام سے مخلص نہیں ـــــ شجاع الدین صدر فرینڈز سرکل

روشنیوں کا شہر کراچی ـــــ نسیم الدین

قومی ہال کی تکمیل وقت کی اہم ضرورت ہے ـــــ محمد حفیظ ذکائی

اقوال زریں ـــــ مس رخسانہ ذکائی

قرآن وحدیث کی روشنی میں تعلیم ـــــ شائستہ پروین

انا کے زعم میں اجاڑنے والے ـــــ سیما صبوحی

حضورؐ کی اکملیت اور جامعیت ـــــ ثمینہ متین

اقوال زریں ـــــ ثریا انجم

اخلاق حسنہ اور ہمارا معاشرہ ـــــ ندیم عمر بقائی

کیا آپ کو معلوم ہے ـــــ شبانہ پروین

ہمارے تعلیمی معیار کی پستی کا ذمہ دار کون ـــــ شیخ محمد صارم

علم اور کتب خانہ ـــــ ہما ناز

ہری مرچیں ـــــ ناہید متین

آج کا نوجوان اور معاشرتی تقاضے ـــــ انیسہ عمر بقائی

کامیاب زندگی کے بہترین اصول ـــــ نجمہ سلطانہ

اقوال زریں ـــــ راجہ اعجاز

اچھے طالب علم بننے کی مفصل تراکیب ـــــ الطاف اقبال

معصوم کلیاں ـــــ شاہدہ نایاب

انسانیت کے علمبردار ـــــ الطاف اقبال

نیا سال (نظم) ـــــ سلیم احمد

اس شہر کراچی میں ـــــ حمیرہ مزمل

سودا ـــــ محمد سہیل ذکائی

رپورٹ ـــــ سلیم احمد جنرل سکریٹری

لٹریری سکریٹری کے قلم سے ـــــ نسیم الدین

رپورٹ ـــــ ندیم احمد اسپورٹس سکریٹری

رپورٹ ـــــ محمد متین فنانس سکریٹری

تصویری خبرنامہ

CS CamScanner

مہمانِ خصوصی

سیّد حمیل احمد نقوی

CamScanner

پیغام

مجھے یہ جان کر بڑی مسرت ہوئی کہ فرینڈز سرکل جمعیت حکیمانِ دہلی طلباء کی ہمت افزائی اور تعلیم و تربیت کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس ادارے کی جانب سے امتحانات میں امتیازی پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو دیئے جانے والے انعامات نہ صرف طلباء کے ذوقِ علم و آگہی کو فروغ دینے کا ذریعہ ہیں بلکہ ان میں گہرے مطالعہ کا شوق اور جذبۂ مسابقت کو ابھارنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ادارے کی علمی اور عملی خدمات لائقِ تحسین ہیں۔ مجھے اس ادارے کے زیرِ سرپرستی شائع ہونے والے "سووینئر" میں پیغام دیتے ہوئے بے انتہا خوشی محسوس ہو رہی ہے۔

میں صدر اور اراکین مجلسِ منتظمہ فرینڈز سرکل دہلی حکیمانِ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ ان کی مساعی کامیاب ہوں۔

—

سید حسیل احمد نقوی

ناظم تعلیمات برائے مدارس کراچی ڈویژن کراچی

CamScanner

CamScanner

پیغام

فرینڈز سرکل کی بزم طلباء میں تقریب تقسیم طلائی تمغہ، انعامات اور امتیازی اسناد کے موقع پر میں کامیاب طلبہ اور طالبات کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عملی میدان میں بھی ایسی ہی کامیابیاں عطا فرمائے (آمین)

کھیلوں کے مقابلوں اور ادبی مقابلوں میں انعامات حاصل کرنے والے کامیاب اراکین فرینڈز سرکل کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

عزیز طلباء طالبات کسی بھی کامیابی کو حقیقی کامیابی بنانے کے لئے محنت اور دیانتداری شرط ہے۔ اگر آپ نے ان چیزوں کو اپنا شعار بنایا تو آپ ایسی کامیابی حاصل کریں گے کہ اس سے نہ صرف مالی منفعت بلکہ آپ کو روحانی اور قلبی سکون بھی حاصل ہوگا۔

انسانی خدمت کو اپنا شعار بنائیے اور کوئی بھی پیشہ منتخب کریں اس میں اسلام کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اخلاقیات کا مظاہرہ کرتے ہوئے انسانیت کی خدمت کریں گے تو آپ یقیناً حقیقی مسرت محسوس کریں گے۔ انسان کی عظمت اسکی محنت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو محنت کا صحیح رخ اختیار کرنیکی توفیق عطا فرمائے (آمین)

مجلہ "ہم خیال" آپ کے ہاتھوں میں ہے جسے شب و روز محنت کر کے سجایا اور بنایا گیا ہے۔ اس مجلہ نہ صرف یہ کہ فرینڈز سرکل کی سال بھر کی مصروفیات کا ریکارڈ ہے۔ بلکہ صاف ستھرے مضامین اچھی اچھی غزلیں افسانے اور دیگر ادبی شہ پارے دیئے گئے ہیں۔ اور قارئین کی دلچسپی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ امید ہے قارئین اسے پسند فرمائیں گے۔

مجلس ادارت۔ اراکین مجلس منتظمہ۔ ممبران فرینڈز سرکل۔ اہل قلم حضرات اور دیگر معاونین مبارکباد کے مستحق ہیں اور میں ان سب حضرات کا ممنون ہوں کہ ان کی کاوشوں سے یہ مجلہ تکمیل تک پہنچا۔

حاضرین محفل کو خوش آمدید کہتا ہوں

والسلام

شجاع الدین

صدر فرینڈز سرکل۔ کراچی

ہم اپنے رب کریم کا شکر ادا کرتے ہیں

خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جو ہم نے دو سال قبل بڑے شوق سے فرینڈز سرکل کا بوجھ اپنے ناتواں کاندھوں پر اٹھایا تھا اور خندہ پیشانی سے آپ کے نمائندے منتخب ہوتے تھے۔ یہ ایک بارِ گراں تھا جسکو ہمیں اٹھانے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ دو سال تک اس بوجھ کو ہمت ہمیں ہمارے ممبرانِ سرکل نے اپنے کاندھوں پر اٹھائے رکھا جسکی وجہ سے آج ہم آپ حضرات کے سامنے سرخرو کھڑے ہیں۔ پچھلے دو سالوں میں ہم نے کیا کھویا؟ کیا پایا؟ ہم اس کارواں کو کہاں سے لے کے چلے اور آج ہم کہاں کھڑے ہیں۔ اس کا فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔

میں اپنے تمام ممبران کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے ہمارے ادبی پروگراموں کو کامیاب بنایا اور تمام پروگراموں میں بھرپور شرکت کی۔ وہ تمام طلباء و طالبات قابلِ مبارکباد ہیں جنہوں نے آج یہاں گولڈ میڈل، سلور میڈلز اور دوسرے انعامات حاصل کیے۔ جن طلباء و طالبات کو اس مرتبہ انعام نہیں مل سکا ہے ان سے ہمیں امید ہے کہ وہ آئندہ سال زیادہ محنت کر کے انعام حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

قابلِ مبارکباد ہیں وہ اہلِ قلم جن کی کاوشوں سے مجھے یہ جرأت حاصل ہوئی کہ میں "مجلہ ہم خیال" آپ حضرات کے سامنے پیش کرنے کے قابل ہوا۔

ہمارے ممبران بہت اچھے ہیں .... بہت ہی اچھے

جو دوست بھی ملا اس نے دل سے دعا کی کہ مجلہ "ہم خیال" آجائے۔ دوستوں کی دعائیں بھی کسی نصیب والے کو نصیب ہوتی ہیں۔ ساری دعاؤں نے ہمارا بہت ساتھ دیا۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے کبھی اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کیا۔ انہی دعاؤں کی بدولت آج "ہم خیال" حاضر ہے۔ جیسا بھی ہے قبول کر لیجئے۔ اگر قابلِ قبول ہے تو آپ کا حسنِ نظر ہے اور اگر آپ کے معیار سے کم ہے تو یہ سراسر ہماری ناتجربہ کاری ہے..... ہماری ناتجربہ کاری قابلِ معافی اور آپ کا حسنِ نظر قابلِ ستائش ہے لیکن ہم نے اپنی کاوشوں میں کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے۔

یہاں میں اپنے دونوں ساتھیوں جناب شجاع الدین صاحب اور جناب سلیم احمد صاحب کا ذکر نہ کروں تو یہ ایک بڑی زیادتی ہوگی۔ دونوں حضرات کا میں انتہائی مشکور ہوں جن کے بھرپور تعاون کی وجہ آج یہ مجلہ آپ کے سامنے ہے۔

آخر میں ایک مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچوا کر مجھے سرخرو کیا۔

نسیم الدین
مدیر و نگرانِ اعلیٰ

مجلسِ ادارت

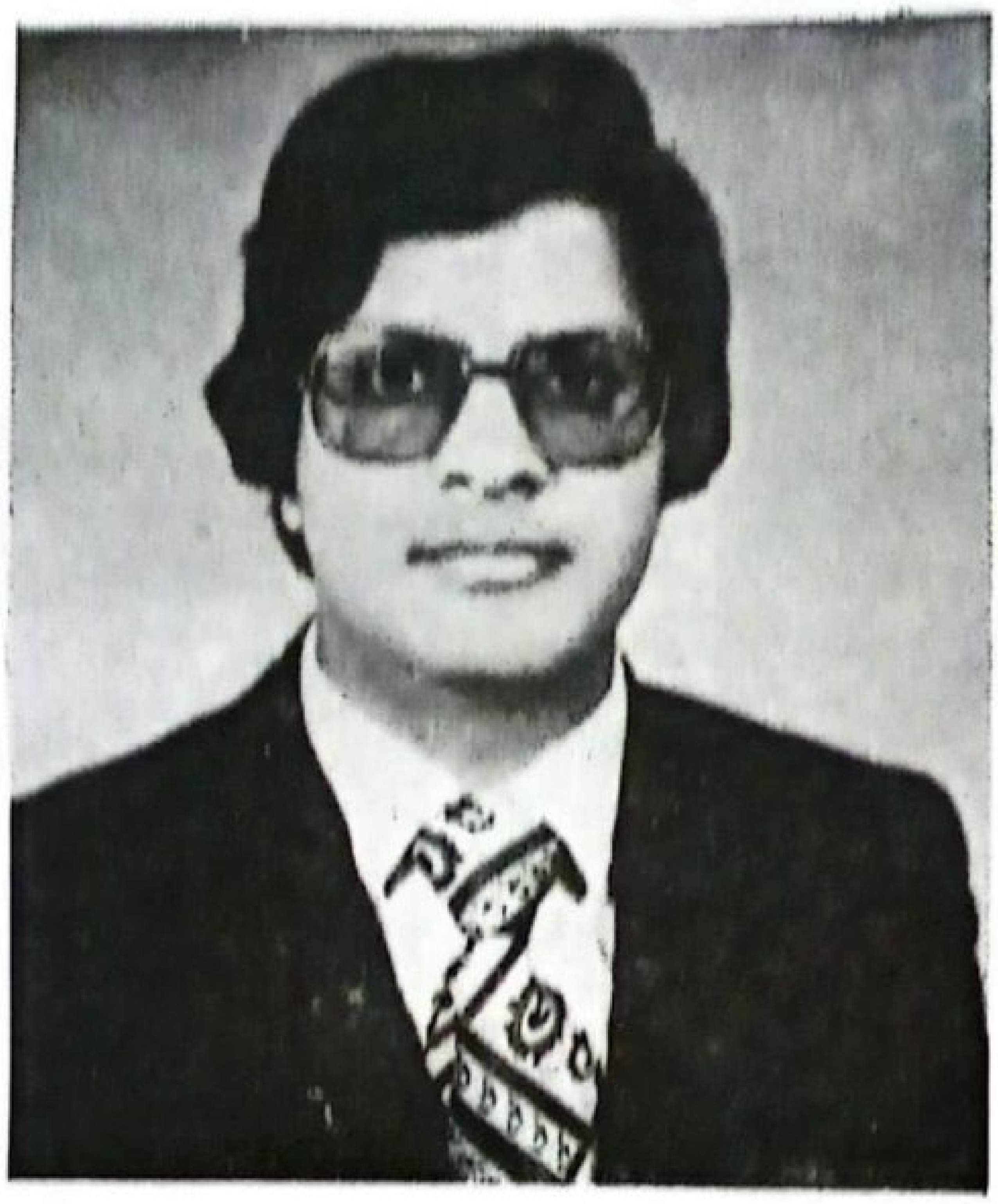

مدیر نگرانِ اعلیٰ — نسیم الدین

معاونین

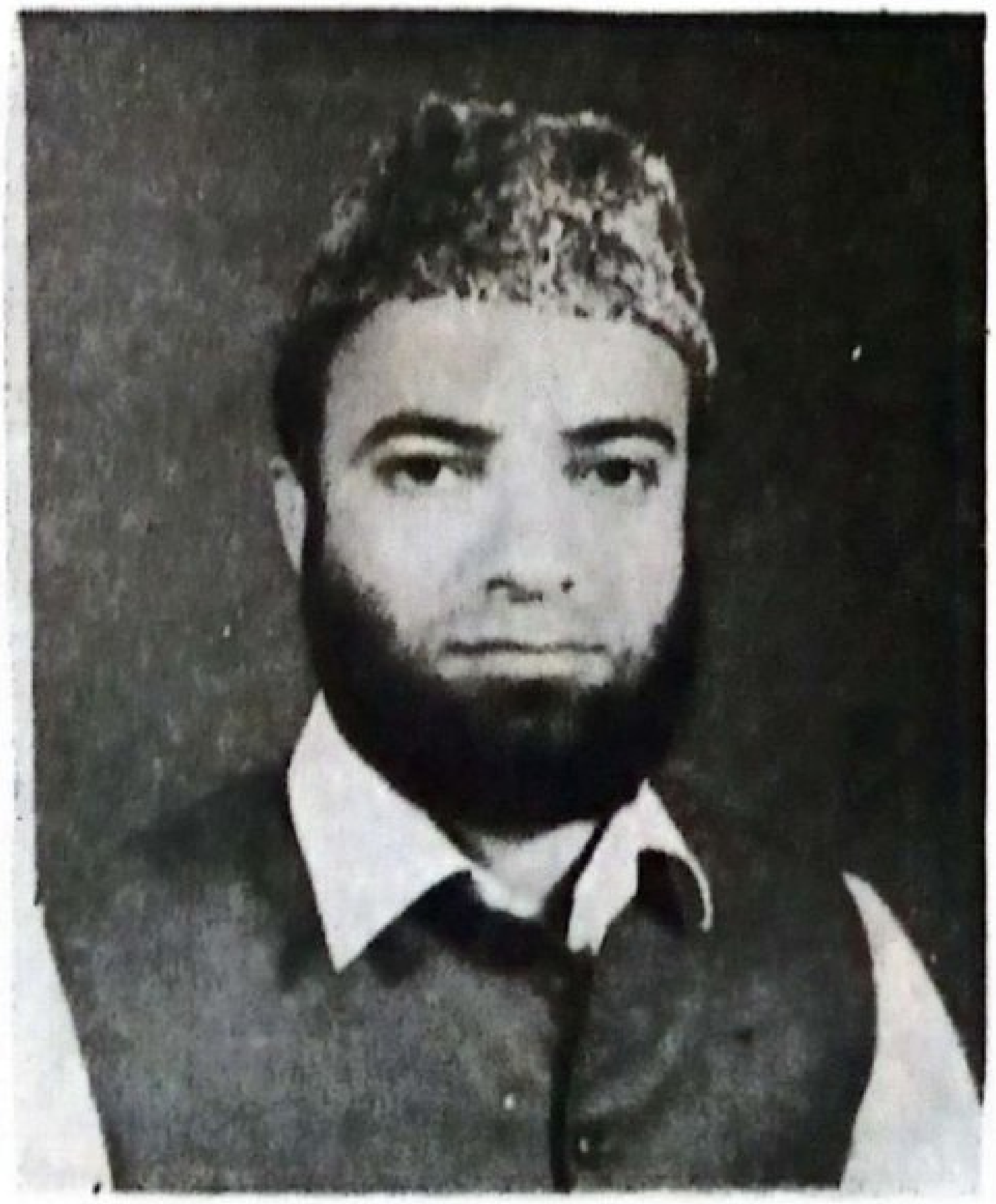

شجاع الدین رومی

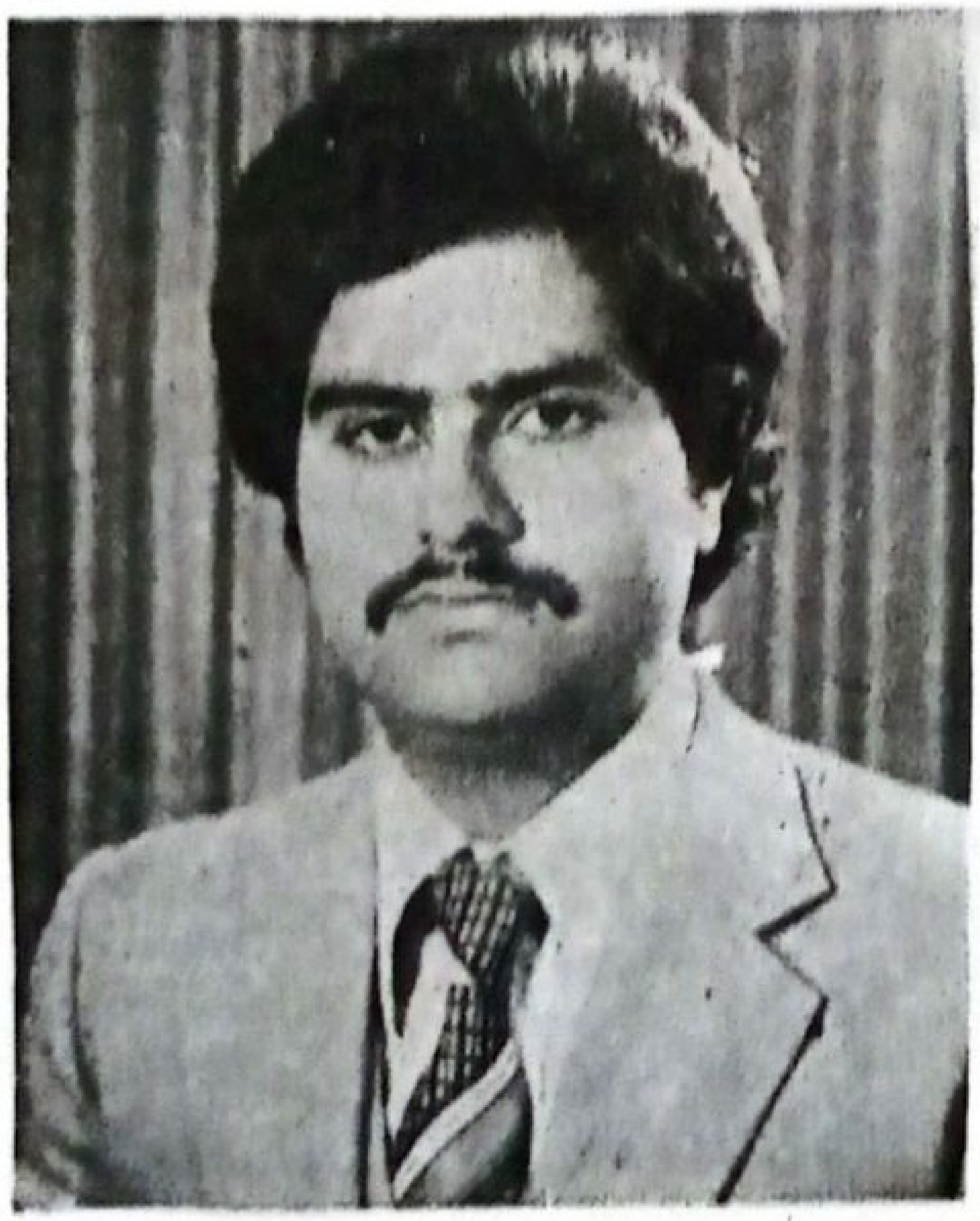

سلیم احمد

CamScanner

مجلسِ منتظمہ فرینڈز سرکل

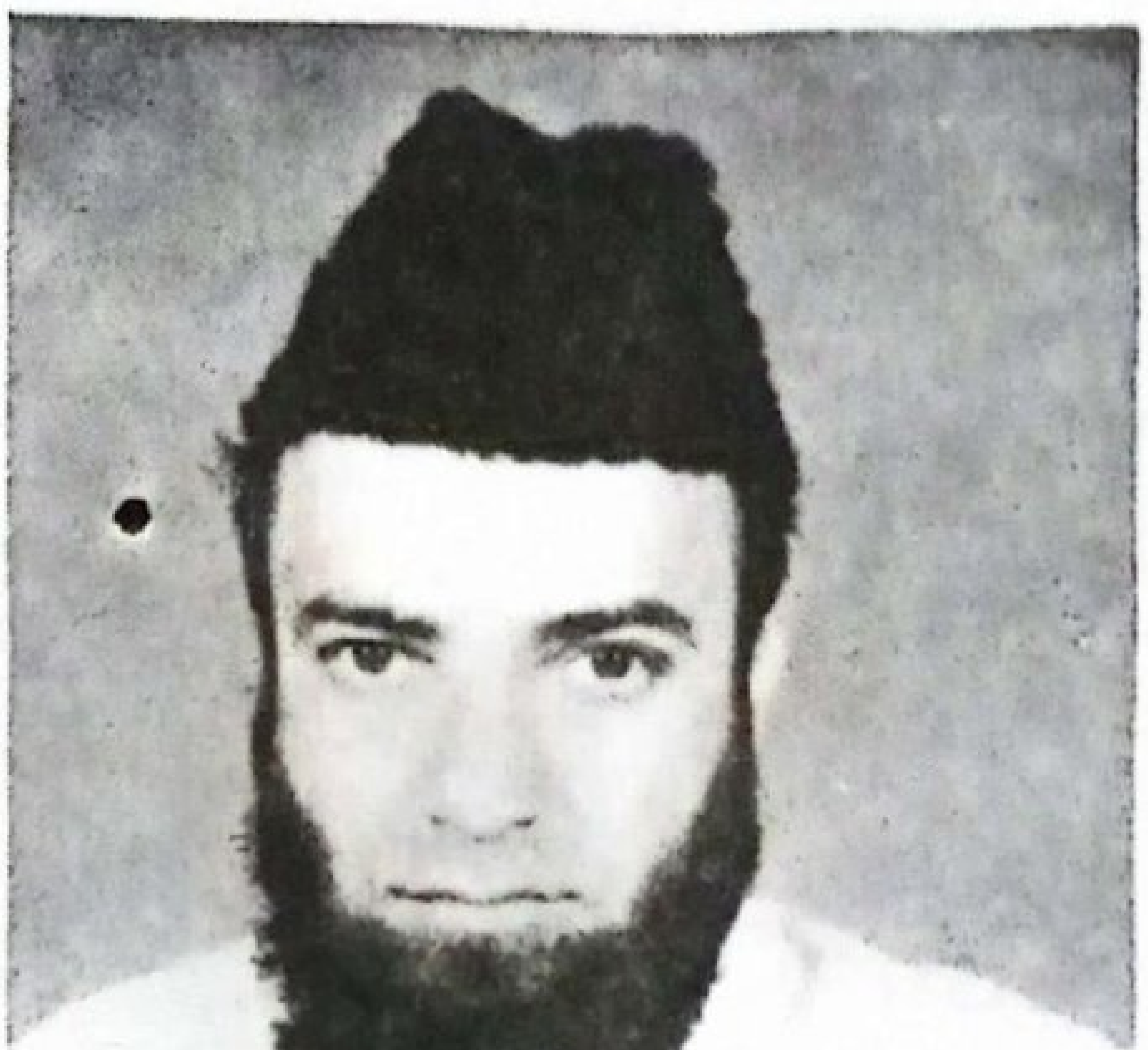

شجاع الدین رومی — صدر

جاوید اقبال بقائی، نائب صدر

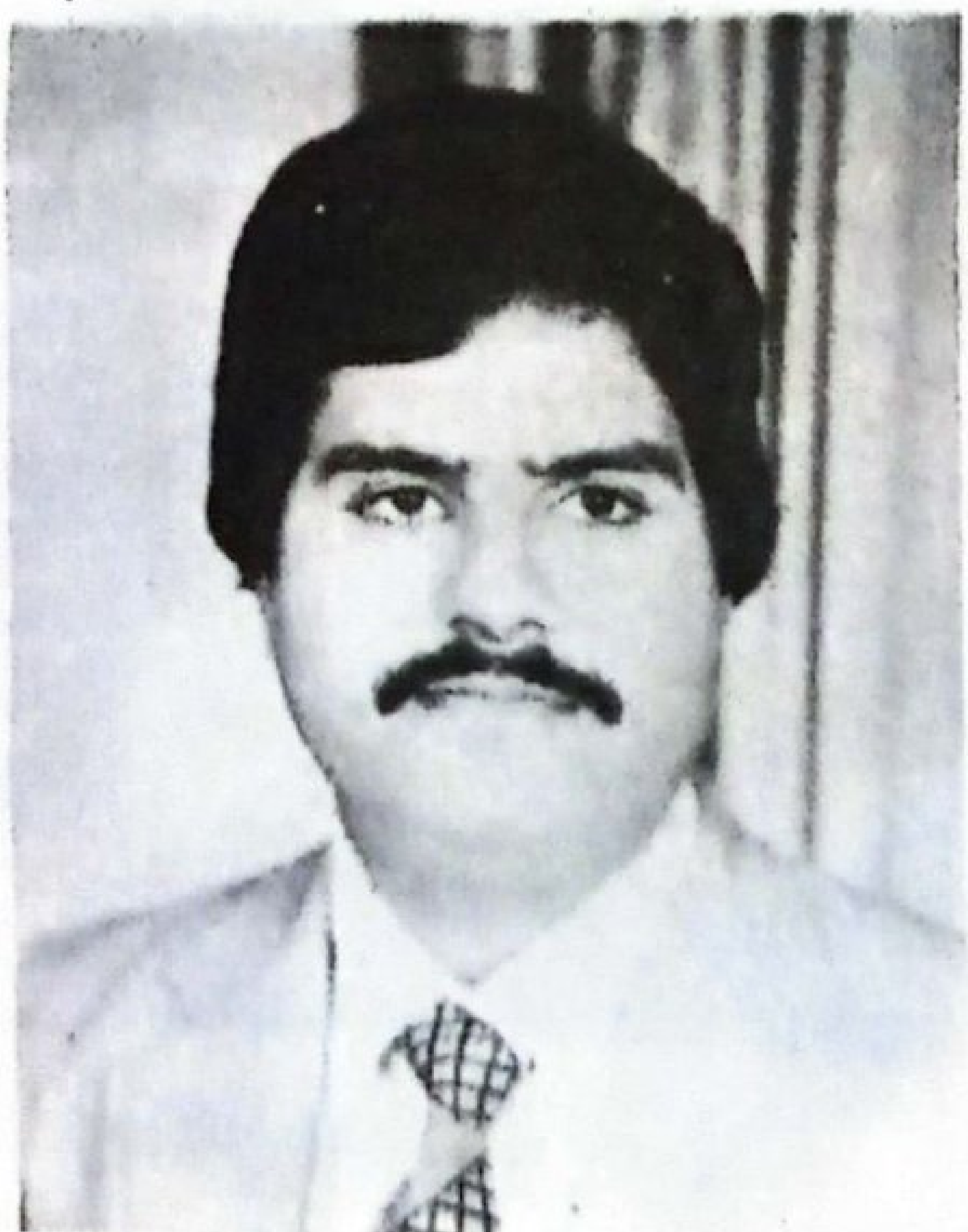

سلیم احمد — جنرل سیکریٹری

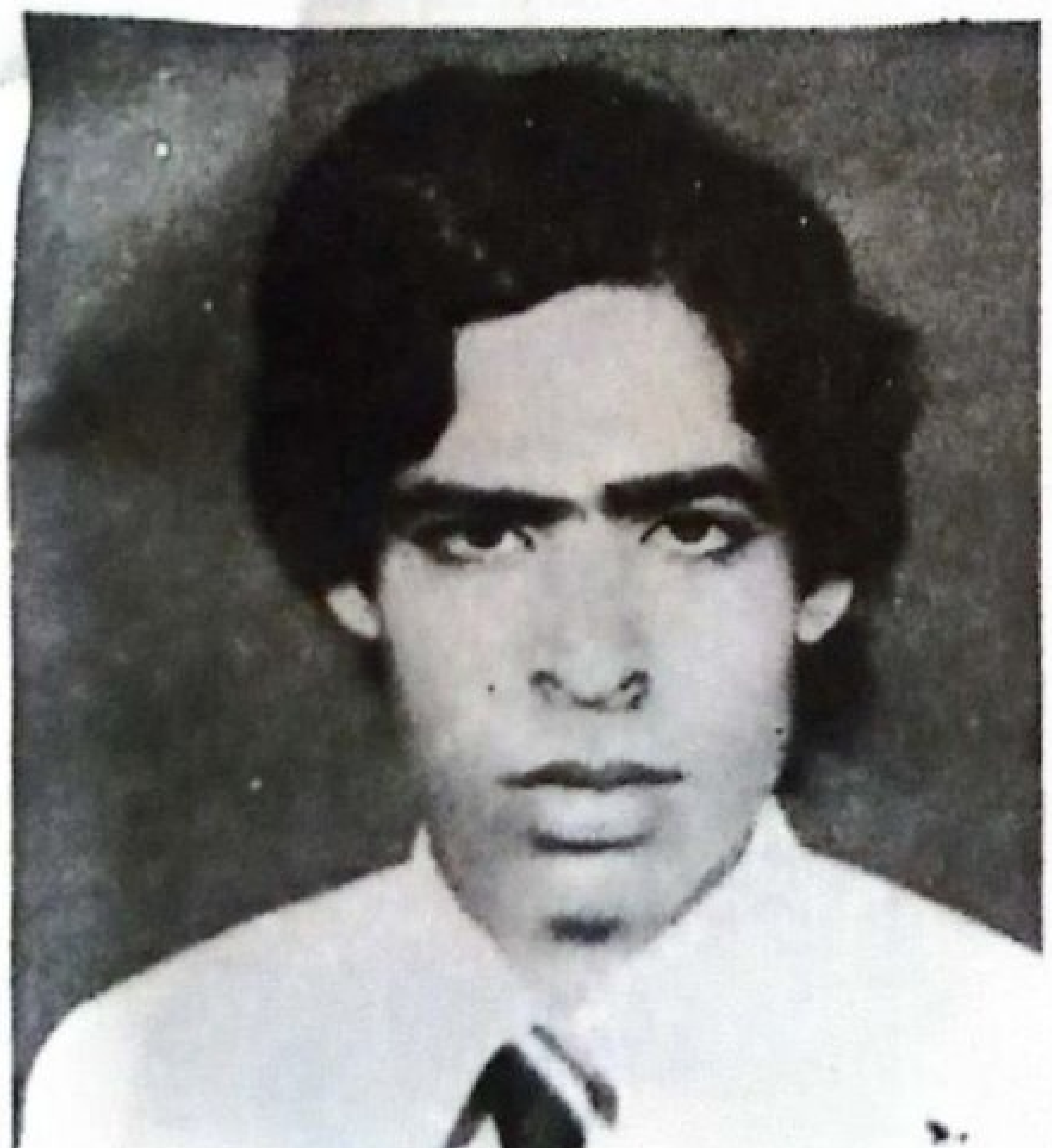

محمد متین — فنانس سیکریٹری

CS CamScanner

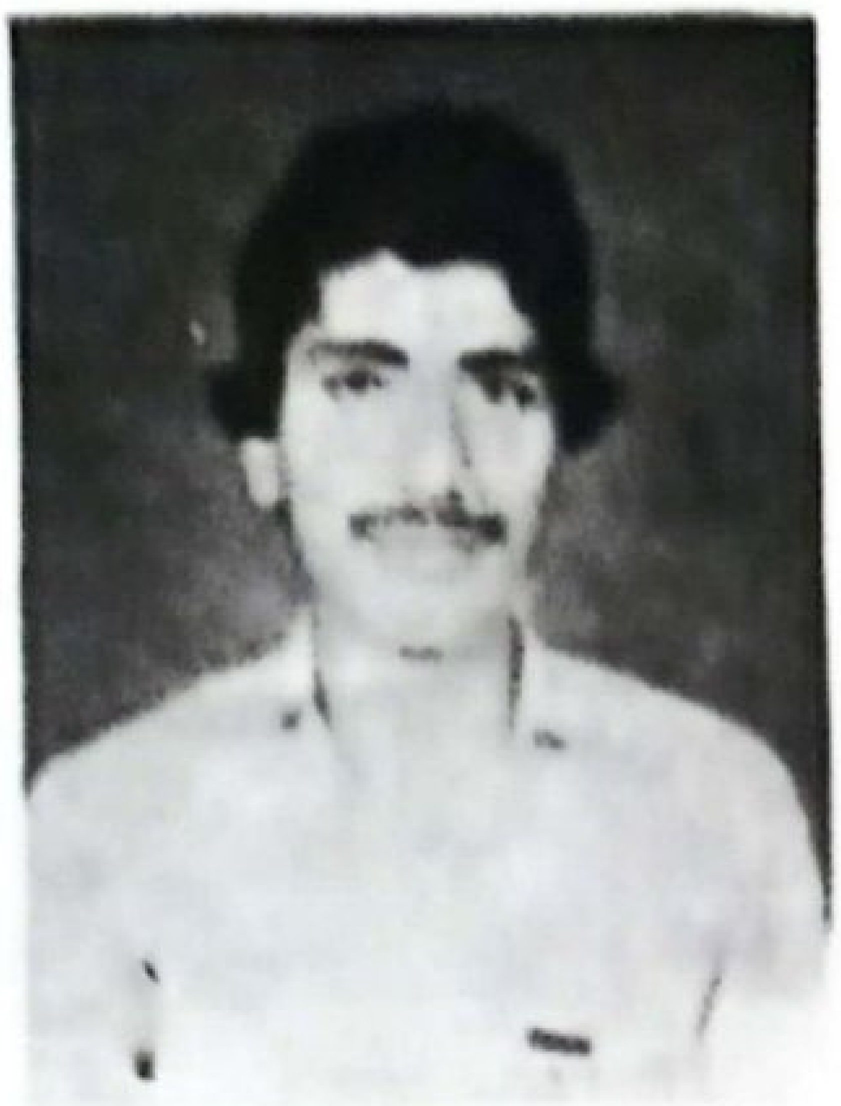

نوید اطہر

جوائنٹ سیکریٹری

نسیم الدین

پرنٹنگ سیکریٹری

محمد یوسف

سوشل سیکریٹری

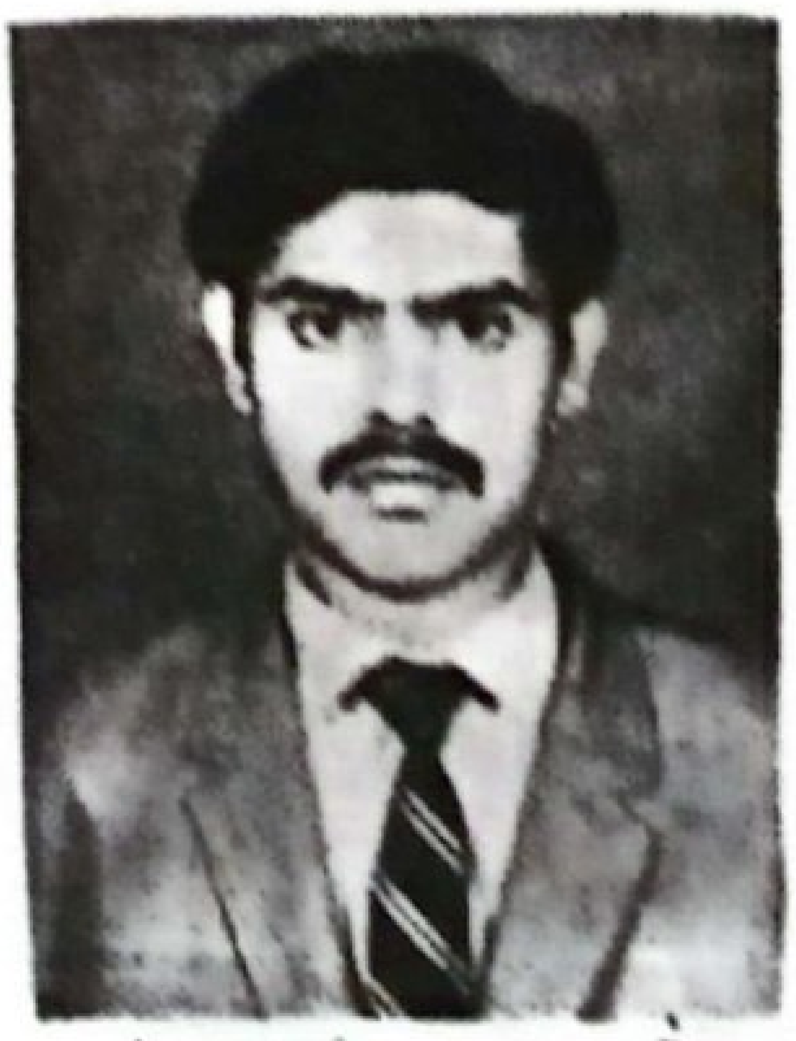

شہزاد پرویز

ہم نمائندہ سیکریٹری

ندیم احمد

اسپورٹس سیکریٹری

CamScanner

استقبالیہ کمیٹی

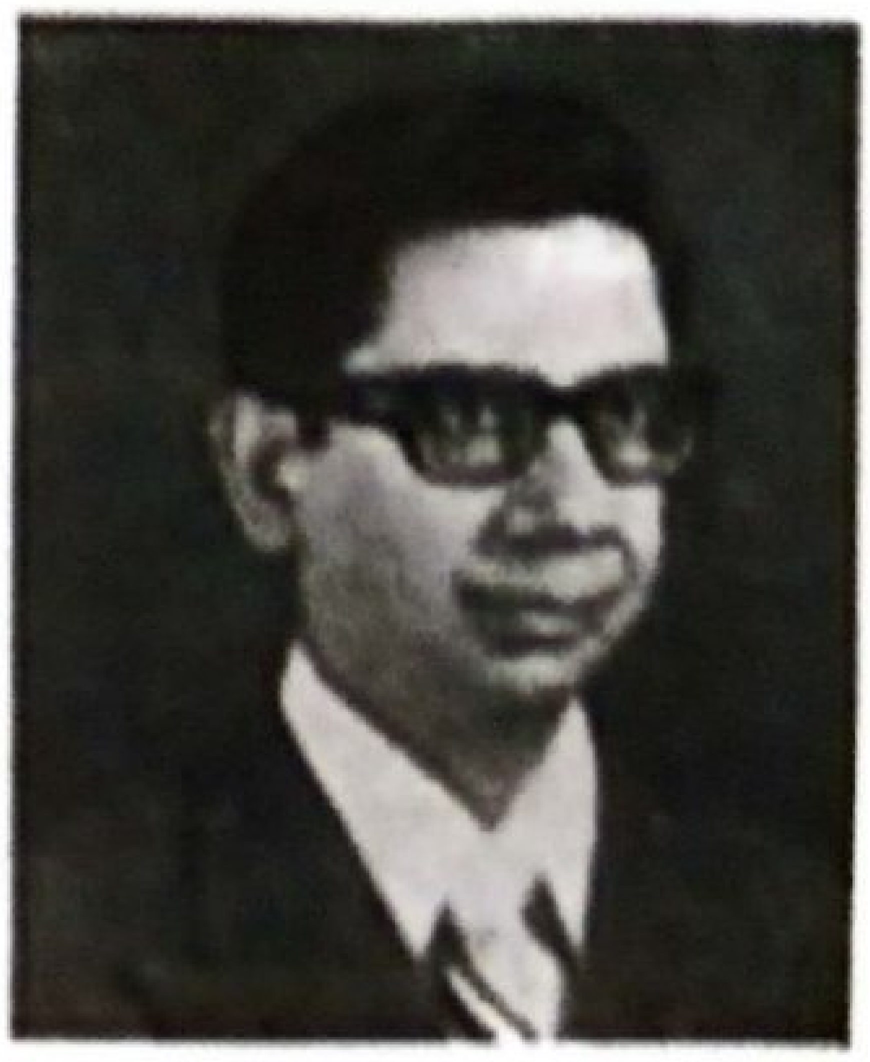
جناب محمد حنیف صاحب

جناب عبدالخالق توکلی صاحب

جناب حاجی حبیب احمد صاحب

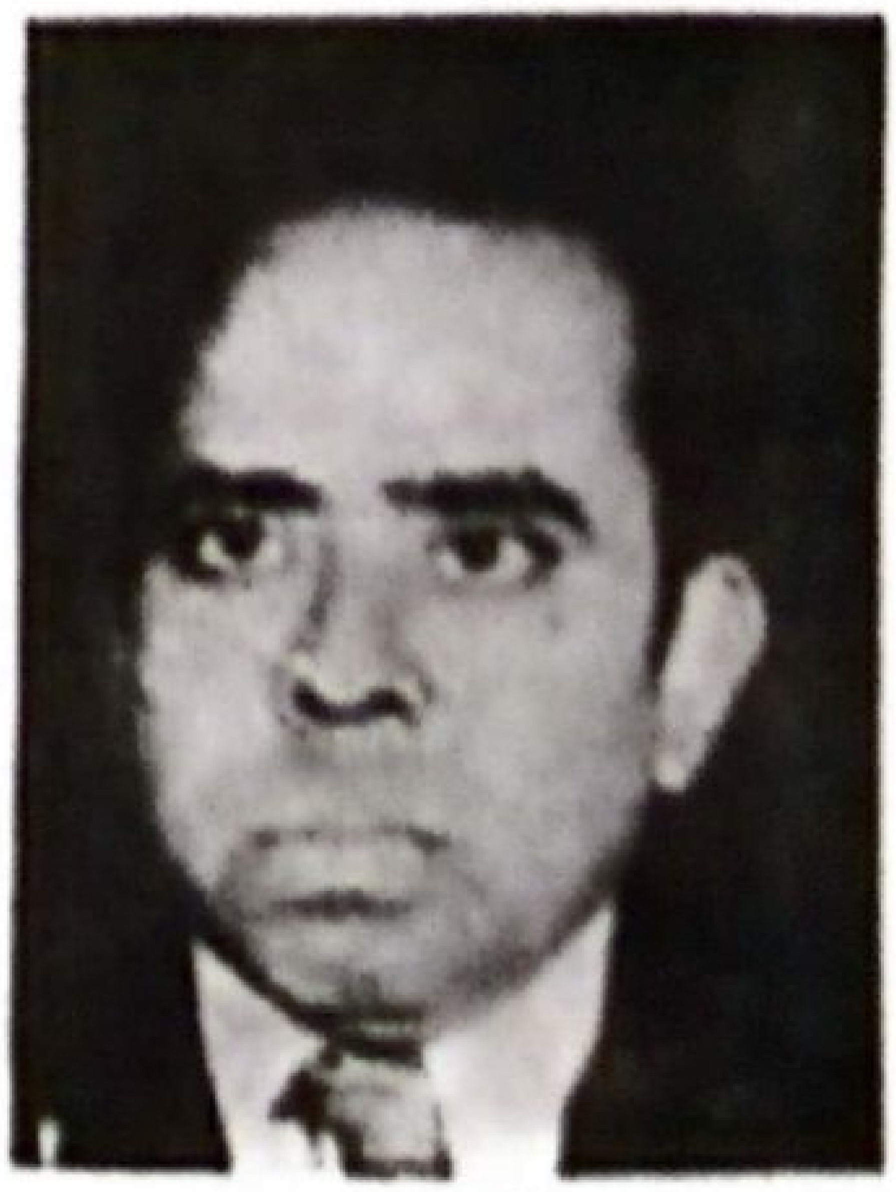
جناب محمد عباس صاحب

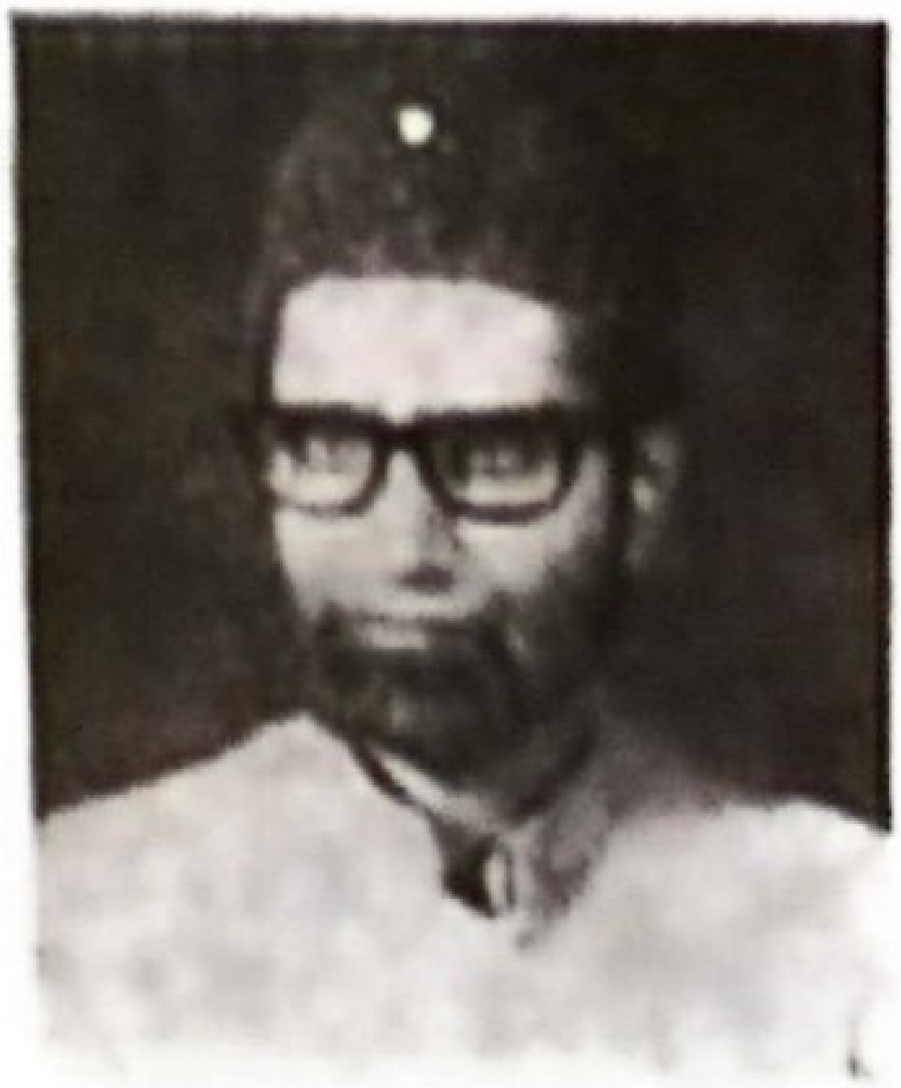
منظور حسین صاحب

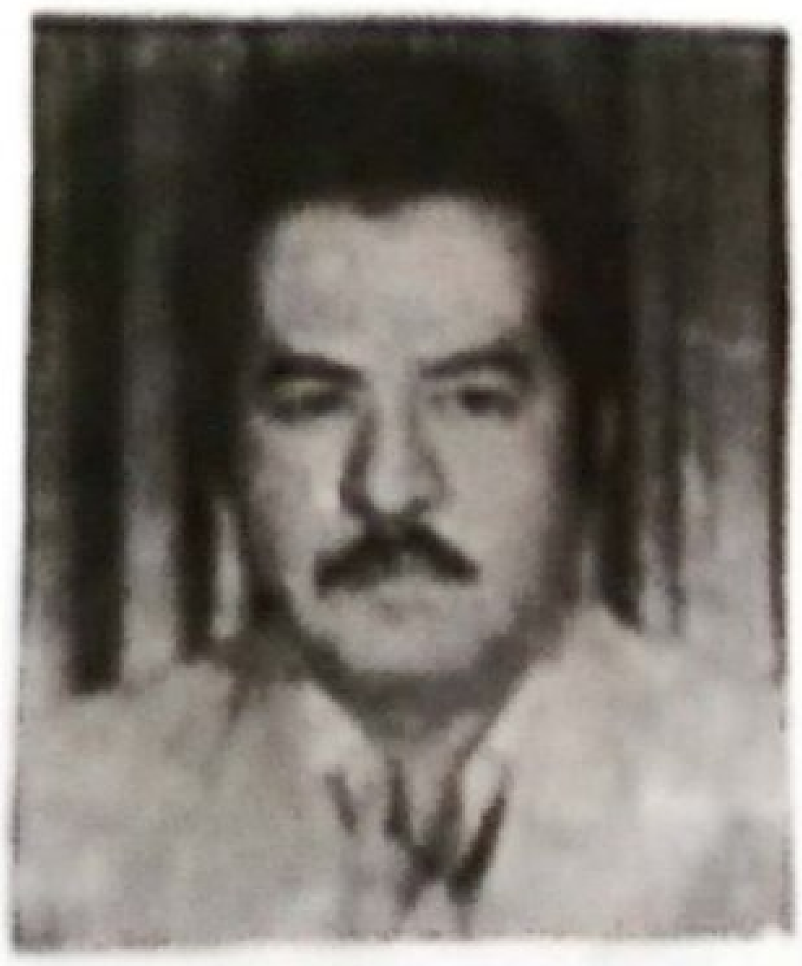
انعام الدین صاحب

جناب امیر حسن جیلانی صاحب

جواد حسین صاحب

جناب مختار احمد شیخ صاحب

CamScanner

تمغات حاصل کرنیوالے طلباء وطالبات

گولڈ میڈل

پہلی پوزیشن % 82.18

ثوبیہ سعید

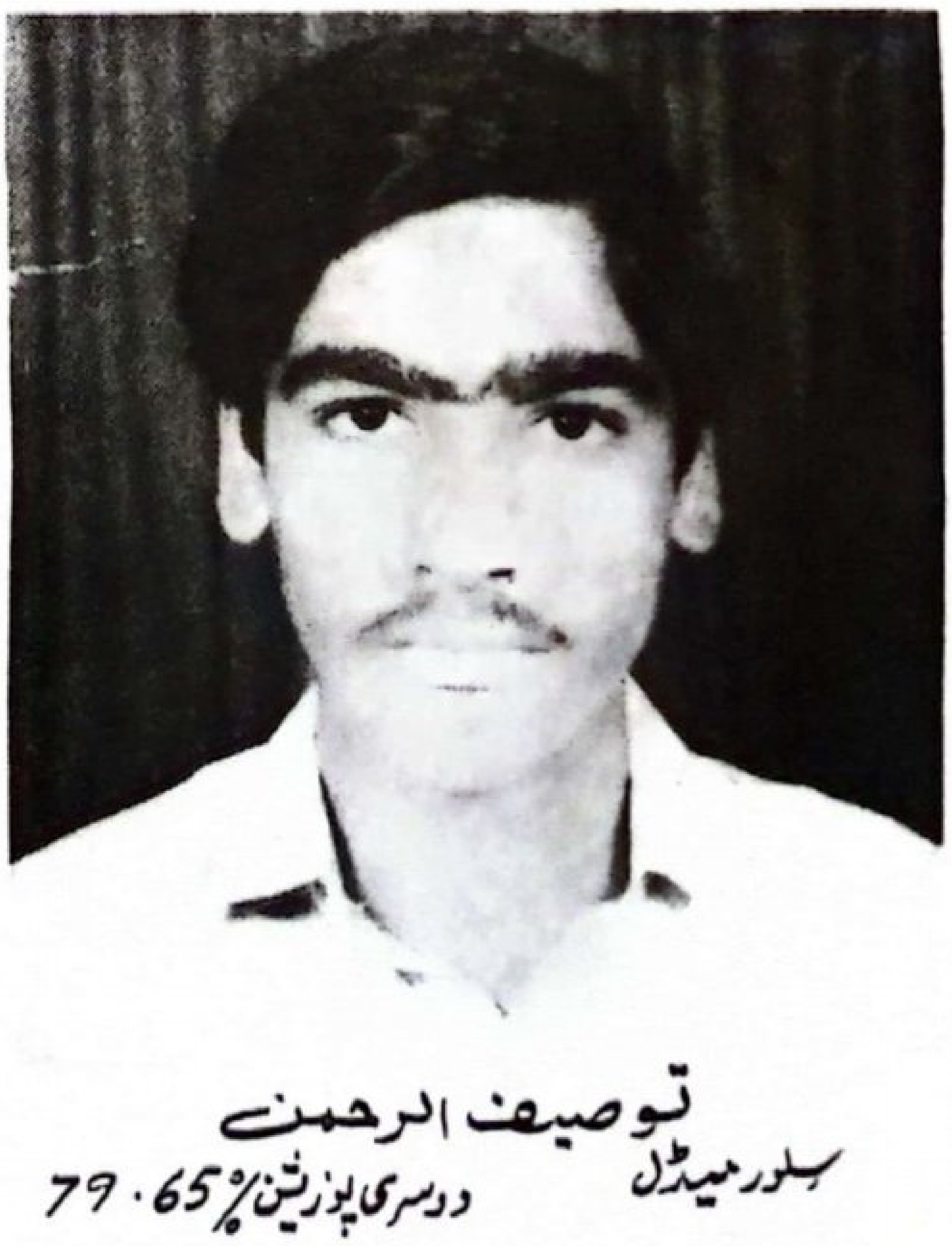

توصیف الرحمن

سلور میڈل

دوسری پوزیشن % 79.65

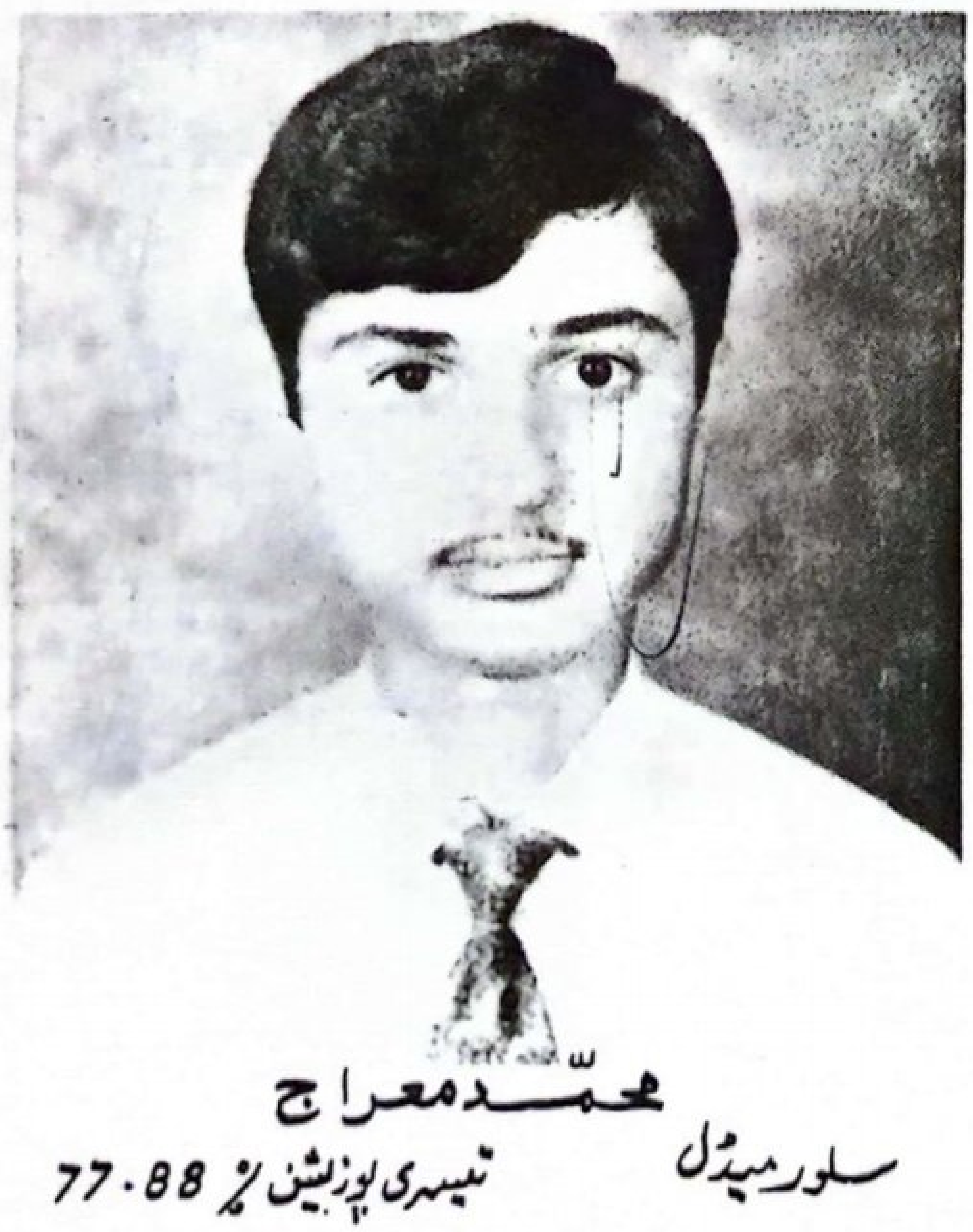

محمد معراج

سلور میڈل

تیسری پوزیشن % 77.88

CamScanner

خصوصی انعامات برائے میٹرک

عظمیٰ احمد

74.35%

سیما احمد

75.06 %

فرینہ نثار

75.88 %

فوزیہ جمیل

78.24 %

پشاور

عرفان الرحمن

72.12 %

فوزیہ تبسم

73.41 %

CamScanner

انعامات حاصل کرنیوالے طلباء وطالبات

انٹرمیڈیٹ

فرحینہ مبین

پہلی پوزیشن ٪ 71.91

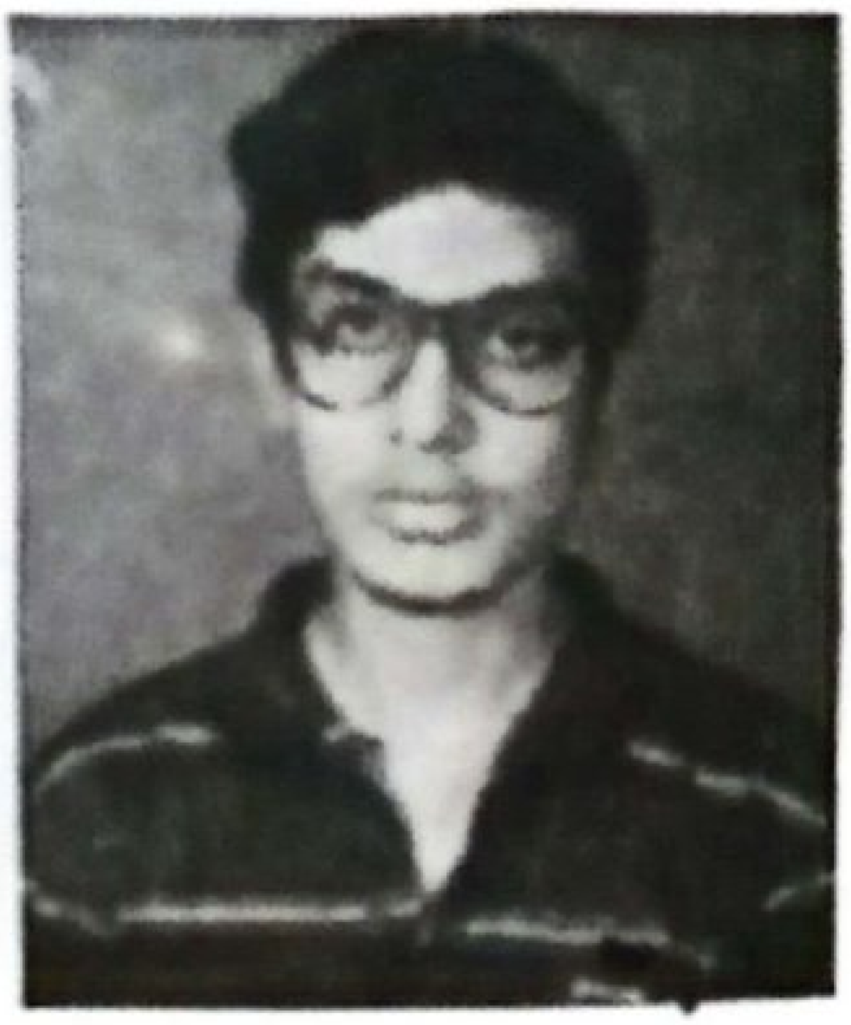

الطاف اقبال

دوسری پوزیشن ٪ 71.82

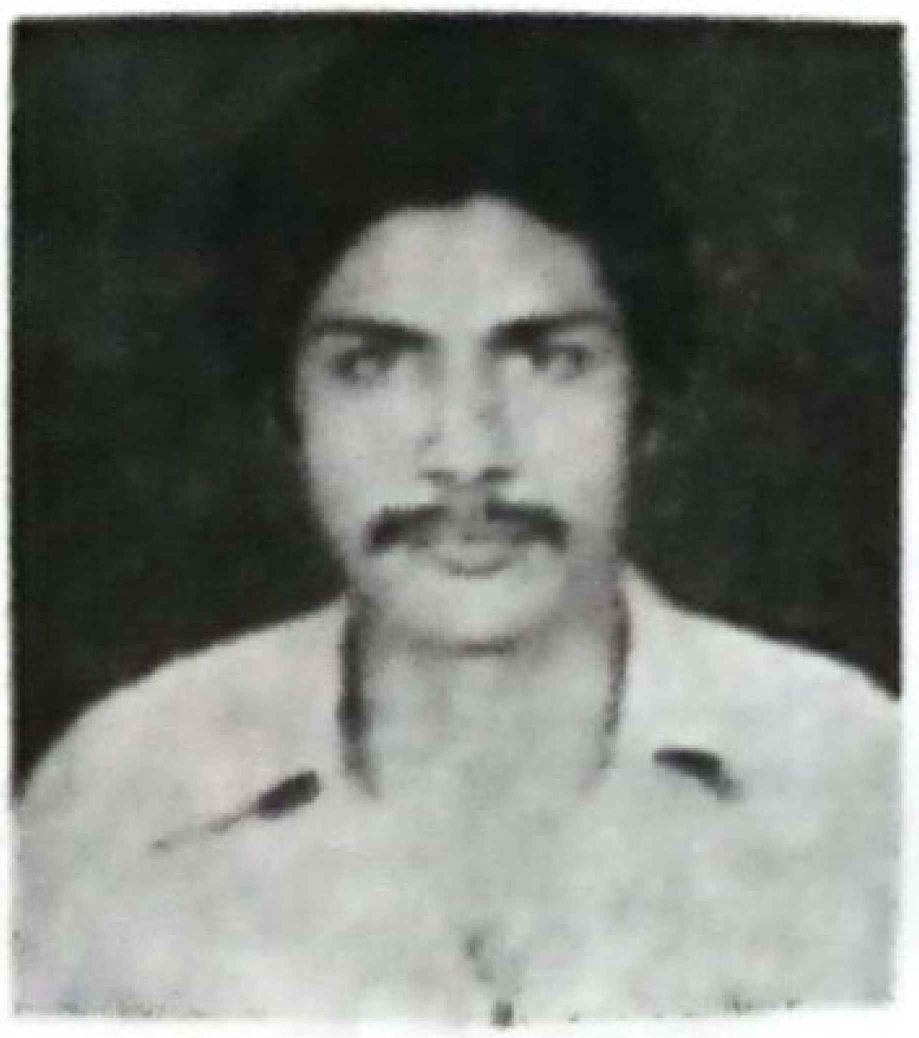

خالد اقبال بقائی

تیسری پوزیشن ٪ 64.79

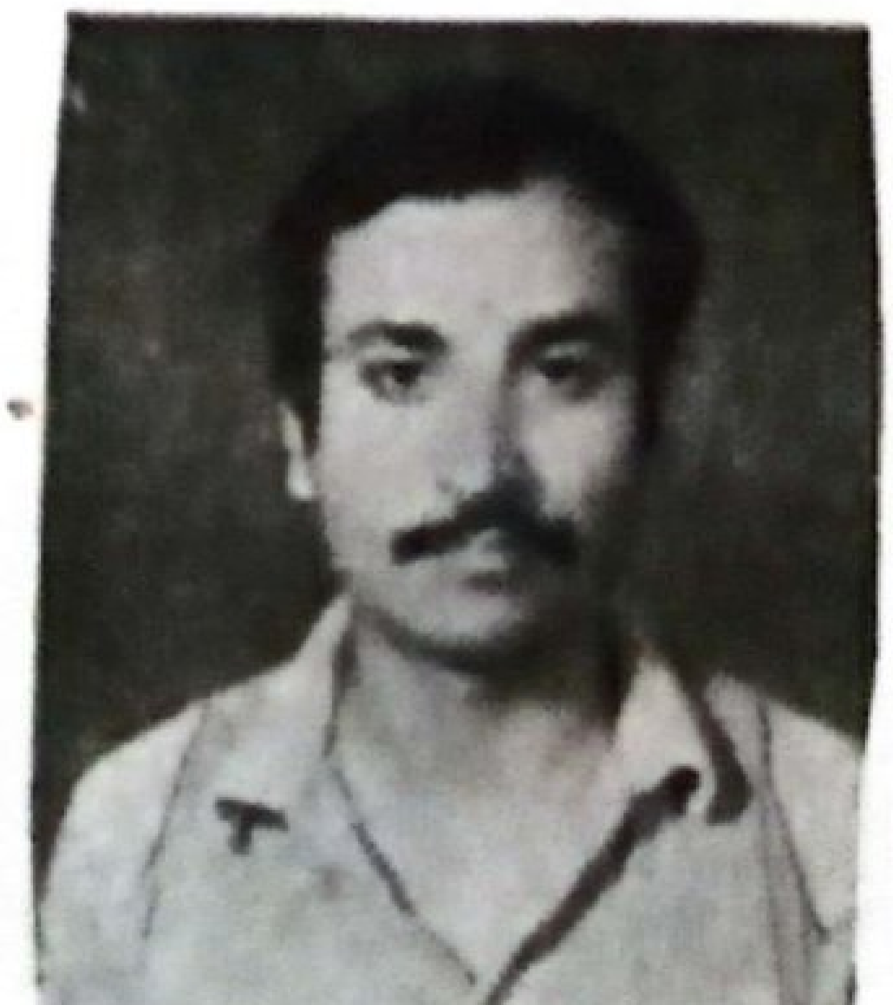

شیخ معین الدین

الیکٹریکل انجینئر

سیما کبریا

بی۔ای کیمیکل انجینئرنگ

روبینہ احمد

ایم۔ایس۔کمپیوٹر سسٹم

اس سال کے بہترین سوشل ورکرز

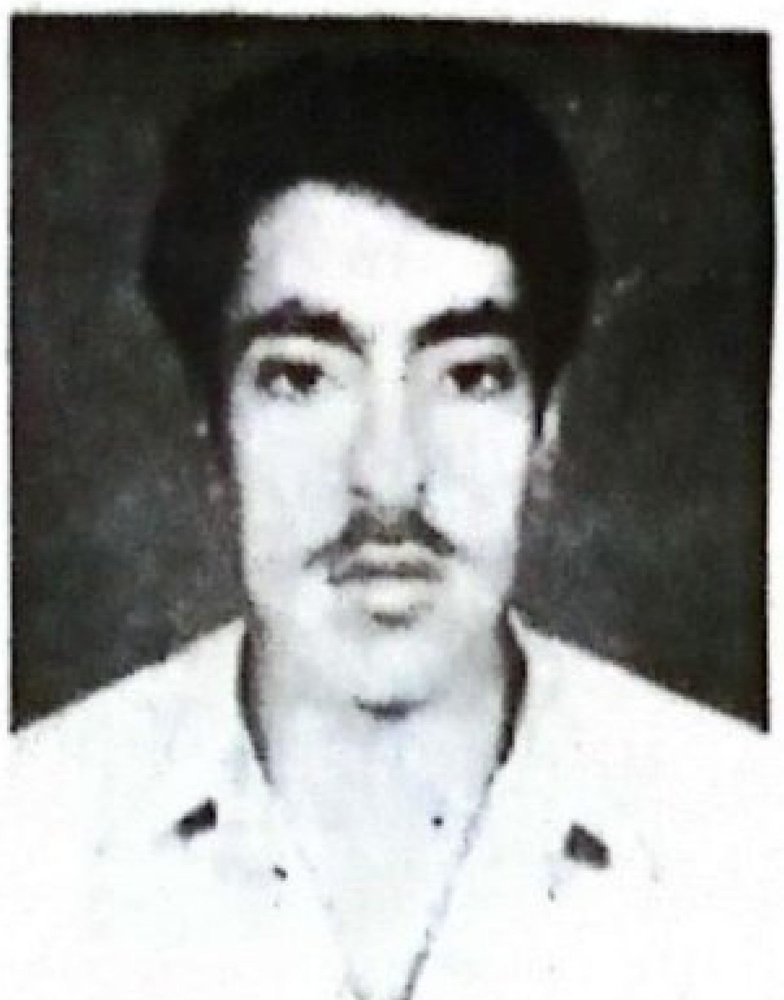

نعیم احمد

ندیم اعجاز

محمد یٰسین

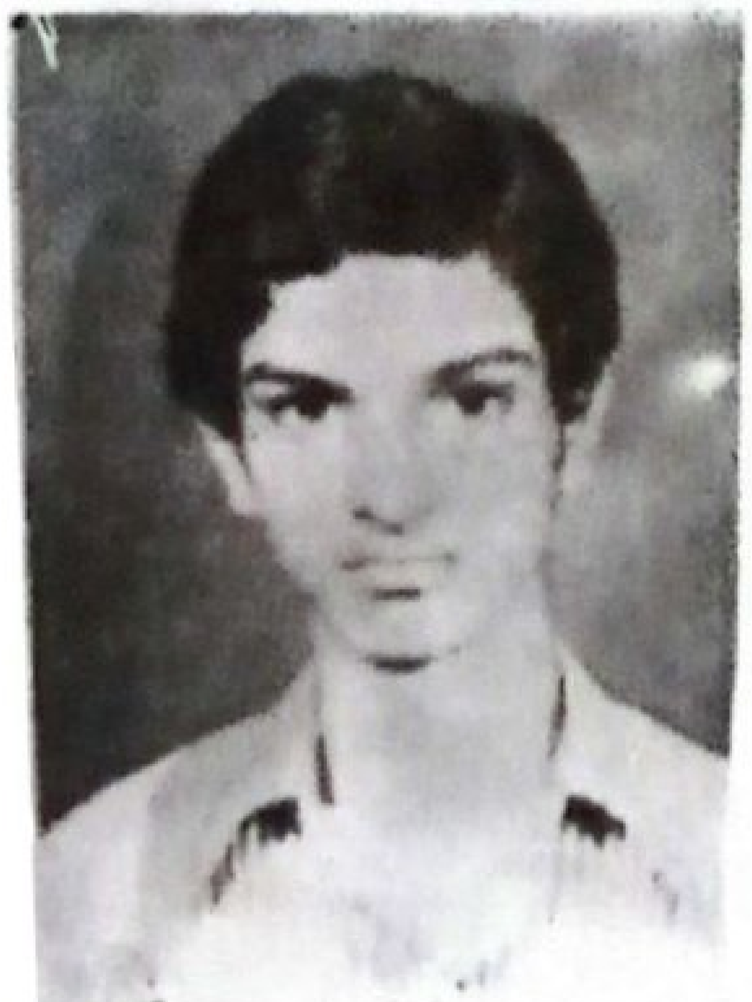

محمد سہیل جیلانی

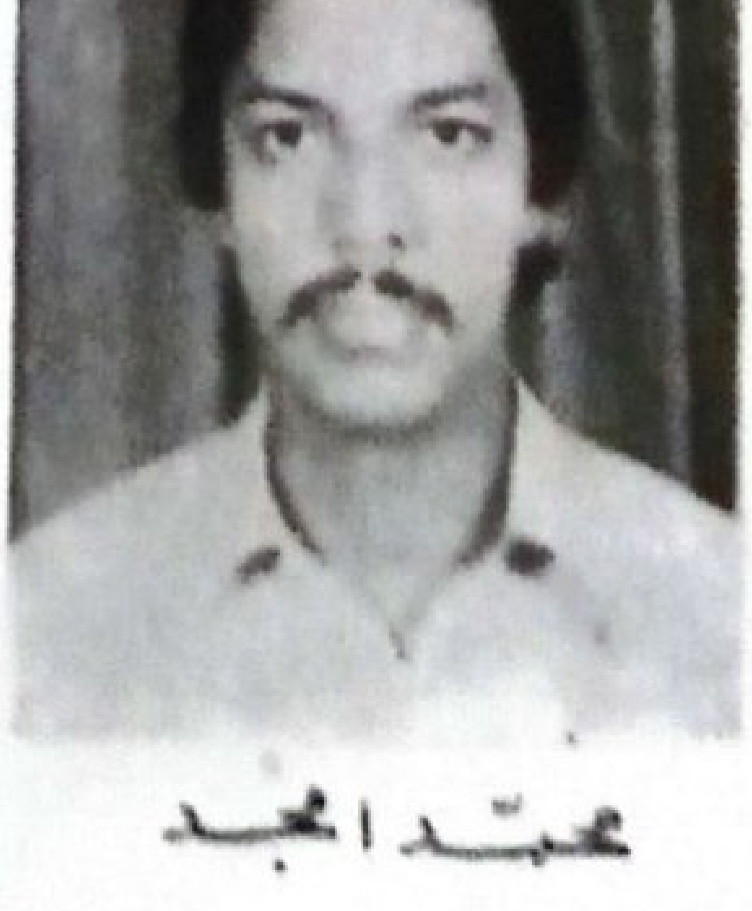

محمد امجد

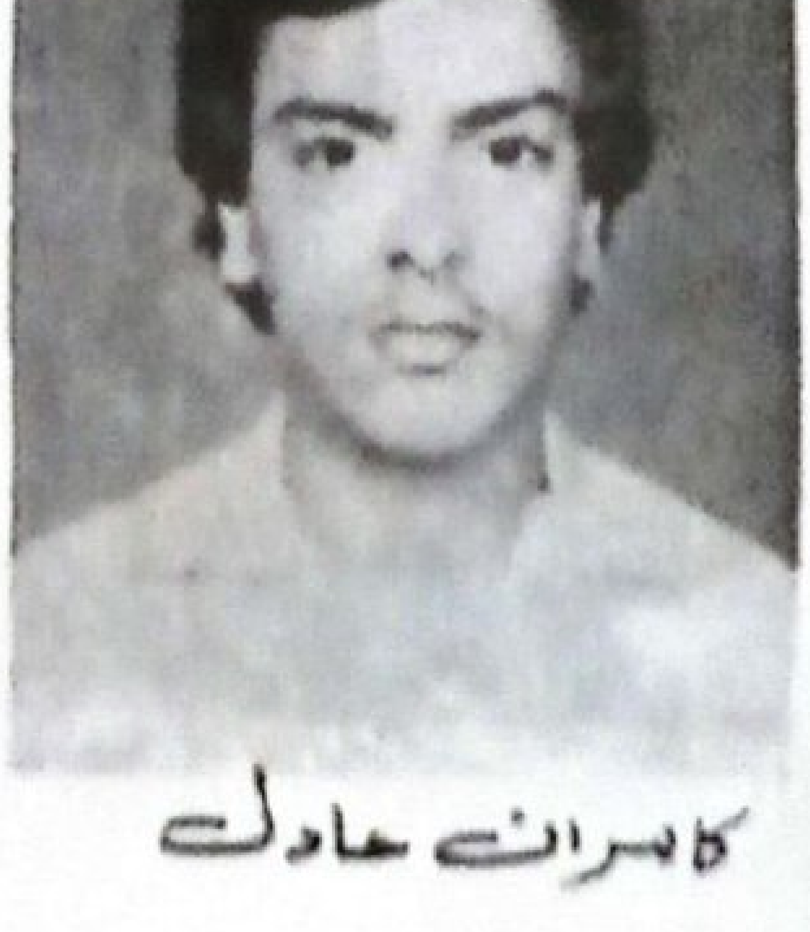

کامران عادل

امجد جمیل

CamScanner

پیغام

فرینڈز سرکل کو قومی اداروں میں ایک منفرد اور ممتاز مقام حاصل ہے۔ اِس ادارے کے بانیوں کو یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ اپنے تیس سالہ دور میں یہ ادارہ خاصا فعّال اور سرگرم رہا ہے۔ قوم کے نوجوانوں میں باہمی میل جول بڑھانے، اُن میں قومی امور سے وابستگی قائم رکھنے اور قائدانہ صلاحیتیں اُبھارنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ سوا چھ ہزار کے پلاٹ پر شاندار قومی ہال تعمیر کرنے والے ادارے دہلی حکیمان سوسائٹی کی مجلس منتظمہ کے نو ممبران میں سے چھ ممبران وہ ہیں جو فرینڈز سرکل کے صدر یا نائب صدر رہ چکے ہیں۔ ضرورت اِس بات کی ہے کہ قوم کے وہ تعلیم یافتہ نوجوان جو ابھی تک سرکل سے منسلک نہیں ہیں وہ بھی اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ اِس میں اُن کا فائدہ ہے اور قوم کی بھی بھلائی ہے۔

محمّد حنیف

CamScanner

CamScanner

پیغام

جب مجھ سے صدر فرینڈز سرکل نے کہا کہ ہمارے ممبران کے لئے کچھ پیغام دیں تو میں سوچ میں پڑ گیا کہ کیا پیغام دوں!

آج کل کے نوجوانوں کا شعور گرانمایہ اور جذبے بے پایاں ہیں۔ انسان کی بلندی اُس کے کردار میں پوشیدہ ہے۔ اُس کی عظمت محنت کے خزانوں میں چھپی ہوئی ہے۔

آج کی نئی نسل مختلف مسائل میں گھری ہوئی ہے۔ ان مسائل کا حل یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص کو دوسروں پر انگشت نمائی کرنے کے بجائے اپنے قول و فعل میں مطابقت پیدا کرنی چاہیئے۔ اور اگر ہم نے اپنی اصلاح نہ کی تو پھر ہمیں ایک عظیم خسارے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

میرا یقین ہے کہ مجلس منتظمہ فرینڈز سرکل نے گزشتہ ۲ سال کے دوران جس طرح محنت اور جستجو کے ساتھ فرینڈز سرکل کی کارکردگی کو آگے بڑھایا ہے یہ نہ صرف ممبران کے لئے قابلِ اطمینان ہے بلکہ برادری کے عام افراد بھی ان مسائل کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اُن کی کارکردگی میں اگر کوئی خامی نظر آتی ہے تو اُسے بہ آسانی نظرانداز کر کے اُن کی رہنمائی کی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فرینڈز سرکل دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے اور جو لوگ اس میں معاونت کر رہے ہیں انہیں کامیاب کرے۔ (آمین)

عبدالخالق ذکائی

CamScanner

حکیم حمید الدین بقائی دہلوی
فاضل السنہ شرقیہ
بقائی دواخانہ بازار تلواراں۔ راولپنڈی

قوم حکیمان کی کہانی

ایک دردمند قوم کی زبانی

آج سے کم و بیش ڈیڑھ دو سو سال قبل کی بات ہے کہ شاہجہاں آباد دہلی کے چند سربرآوردہ باوقار اور یگانۂ روزگار خاندان جن میں خاندان بقائی، خاندان ذکائی، خاندان حکیم نورالدین خانم کے بازار والے تاجر اور سوداگر بطورِ خاص قابلِ ذکر اکابرین نے باہم مل بیٹھ کر صلاح و مشورہ کے بعد ایک متفقہ فیصلہ اور ایک عہد کیا۔ وہ فیصلہ اور عہد یہ تھا کہ حکم خداوندی اور شریعتِ اسلامی "واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا" کے مطابق اپنے اپنے خاندانوں کو مربوط، منظم اور متحد کر کے ایک برادری کی تشکیل دی جائے۔ جس کے تمام افراد ایک قوم کے افراد کہلائیں۔ آپس میں میل جول کر رہیں۔ ایک دوسرے کی خوشی اور غمی میں شریک ہوں۔ آپس میں بیاہ شادیاں کریں۔ زندگی کے تمام معاملات مسائل اور مشکلات کو اجتماعی وسائل سے حل کریں۔ اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا عملی مظاہرہ کریں۔ جن کا نصب العین ایک دوسرے کی خبر گیری اور خیر خواہی ہو۔ چنانچہ ایسے ارفع و اعلیٰ مقاصد کے پیش نظر ایک مثالی برادری کا قیام عمل میں آیا۔ جس کا نام "قوم حکیمان و عطاران دہلی" تجویز کیا گیا۔ یوں تو زبان و ادب، علم و فن، طب و حکمت کے شہر دہلی میں ہزاروں باکمال لوگ گزرے ہیں۔ بہت سے قبیلے، خاندان، برادریاں آباد تھیں لیکن اس گہوارۂ علم و ہنر میں کہتے ہیں کہ غالب کا ہے اندازِ بیاں اور۔

قوم حکیمان اپنی گوناگوں خصوصیات، خوبیوں اور صفت کی بناء پر سرِ فہرست ہے اپنا ایک نمایاں مقام رکھتی ہے۔ ہندوستان کے دل دہلی میں قوم حکیمان کی حیثیت اور اہمیت ایسی ہی ہے جیسا کہ جسم میں روح اور پھول میں خوشبو۔ قوم حکیمان کا یہ بلند اور بالا مقام اس وجہ سے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتِ کاملہ سے "ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً" کے مصداق ٹھہرایا۔ علم و حکمت کی صورت میں خیر کثیر عطا فرمایا۔ اکابرینِ قوم نے اس نعمت عظمیٰ کے لئے خداوندِ قدوس کا شکریہ اس طرح ادا کیا کہ خدمت خلق کو اپنا نصب العین بنایا۔ "افضل الاشغال خدمت الناس" کو مقصدِ حیات قرار دیا۔ "ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد" کے

CS CamScanner

اصول پر عمل پیرا ہوئے اور خدمت سے عظمت پائی۔ قوم حکیمان نے سینکڑوں ایسے مایہ ناز طبیب اور دواساز پیدا کیے جو اپنے اپنے فن میں مہارت تامّہ اور یدطولیٰ رکھتے تھے۔ ایسے قابل و فاضل معالج طبیب اور حکیم کہ جنہوں نے برصغیر میں طب و حکمت کا پرچم بلند کیا۔ کروڑوں بندگانِ خدا کو شفایاب کیا طب یونانی کو ہر دلعزیز اور مقبول بنایا۔ ایسے طبیب جو صرف امراء، رؤسا اور والیانِ ریاست کے ہی معالج نہیں تھے بلکہ شاہانِ مغلیہ کے شاہی طبیب تھے۔ ایسے طبیب جن کی صداقت، جن کی ذہانت، جن کی علمی قابلیت اور صلاحیت، جن کی طبی خدمات اور کارہائے نمایاں جن کی تحقیقات، تخلیقات، ایجادات اور فنی عظمت کا اعتراف ہر شعبہ زندگی کے لوگوں کی طرف سے نہ صرف اندرونِ ملک بلکہ بیرونِ ملک بھی کیا گیا۔ ایسے طبیب جنہیں دربار شاہی سے اکمل الحکماء جالینوس دوران اور بقراط زماں کے اعزازات اور القابات سے نوازا گیا۔

بلا خوفِ تردید یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ برصغیر ہندوستان و پاکستان میں صحت و شفا اور طب و حکمت کی تاریخ میں قوم حکیمان کے نامور حکماء اور اطباء نے ایک روشن باب کا اضافہ کیا ہے۔ قوم حکیمان کا طب و حکمت میں ارفع و اعلیٰ مقام و مرتبہ ہی ایک وجہ امتیاز نہیں ہے بلکہ مسلمان قوم کے افراد کی حیثیت سے بھی بحیثیت مجموعی قوم حکیمان کا کردار قابلِ قدر اور باعثِ فخر رہا ہے۔ سچائی اور دین داری، پرہیزگاری، امانت داری اور دیانت داری، معاملہ داری اور تقویٰ شعاری ہر اعتبار سے اور ہر زاویہ سے قوم حکیمان کا کردار معیاری اور مثالی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف دہلی کے معاشرے میں بلکہ پورے ہندوستان میں قوم حکیمان کے افراد عزت و وقار کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ کیوں نہ ہو برادری کا نظم و ضبط اس کی تنظیم، افراد قوم کا آپس میں شیر و شکر ہونا باہم ایک دوسرے کی ہمدردی اور خبر گیری، رواداری اور محبت، چھوٹوں سے شفقت، بڑوں کا احترام، اخلاص و ایثار کے ایسے نمونے کہ دُور دُور ڈھونڈے سے بھی نہ ملتے تھے۔ بلاشبہ قوم حکیمان کے افراد اسلامی اخلاق کا مجسم نمونہ تھے۔ ع

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر

عہد و پیمان کی پاسداری اور وضعداری کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ زندگی میں بھی برادری کے افراد یک جان اور دو قالب کے مصداق رہتے اور مرنے کے بعد بھی ایک ہی قبرستان میں دفن ہوتے۔ قوم حکیمان کا اپنا الگ ہی قبرستان تھا۔ ہم شاعرِ مشرق حکیم الامت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں سرزمین دہلی سے پوچھ سکتے ہیں کہ ؎

اے شاہجہاں آباد اے گہوارۂ علم و ہنر
یوں تو پوشیدہ ہیں تیری خاک میں لاکھوں گہر
دفن تجھ میں کوئی فخرِ روزگار ایسا بھی ہے
تجھ میں پنہاں کوئی گوہر آبدار ایسا بھی ہے

کیسا؟ حکیم بقاء اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ جیسا، حکیم حسام الدین حیدر جیسا حکیم مصباح الدین بقائی جیسا، حکیم حاجی سمیع الدین بقائی، حکیم مکرم الدین بقائی جیسا۔ احمد حسین تحصیلدار اور حکیم ذکاء اللہ خان جیسا کیسا؟ حکیم نور الدین، حافظ جمال الدین ذکائی، حافظ حمید الدین ذکائی جیسا۔ حاجی اقبال حسین، حاجی تفضل حسین محمد دین خلیقی جیسا۔ اللہ تعالیٰ کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے ان بزرگانِ قوم پر جن کے صدقہ میں آج کے معاشرے میں بھی ہمارے لئے عزت و احترام پایا جاتا ہے —

خداوند تعالیٰ نے اکابرین قوم حکیمان کو بصارت کے ساتھ بصیرت کی نعمت بھی عطا کی تھی۔ وہ گرد و پیش کے حالات پر گہری نظر

رکھتے تھے۔ وہ ملکی اور سیاسی حالات و تغیرات سے بھی واقف اور باخبر رہتے تھے۔ وہ ہمیشہ مسلمانوں کے مفاد اور غلبۂ اسلام کے لئے اپنا مؤثر کردار پیش کرتے رہے۔ تحریک آزادیٔ ہند ہو یا تحریک خلافت ہو یا تحریک پاکستان قوم حکیمان نے ہر مرحلے میں ہر ہر موقع پر اپنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ انگریز کی غلامی سے رہائی پانے کے بعد جب نظامِ حکومت کا سوال درپیش ہوا تو قوم حکیمان کی عظیم ترین اکثریت نے طاغوت کی غلامی اختیار کرنے، سوشلزم یا سیکولرازم کو تسلیم کرنے اور بھارت کے ترنگے جھنڈے کو سلامی دینے کی بجائے اسلامی نظامِ حکومت اور حکومت الٰہیہ کے حق میں اپنی توانائیاں صرف کیں۔ اسلامی خلافت کے قیام کے مقدس اور پاکیزہ نصب العین کے لئے ہر قسم کی جانی اور مالی قربانیاں پیش کیں۔ کروڑوں روپے کی منقولہ اور غیر منقولہ املاک سے دست بردار ہوئے۔ پاکستان میں شریعتِ اسلامی اور احکام خداوندی کے مطابق زندگیاں گزارنے، مشرقی تمدن اور اسلامی تہذیب اختیار کرنے اور پاکستان کو ایک اسلامی مملکت بنانے اور یہاں ایک مثالی معاشرہ قائم کرنے کے شوق اور جذبے سے سرشار ہو کر ترکِ وطن کیا۔ برادری کے تقریباً تین چوتھائی افراد نے اپنے آباؤ اجداد کے وطن، اپنے دل سے پیاری دلّی کو خیرباد کہہ دیا۔

وہی دلّی جس کے لئے استاد داغ نے کہا تھا۔ ع

کون جائے داغ دلّی کی گلیاں چھوڑ کر

یہ وہی دہلی ہے جس کی عظمت کو جس سے تعلق کو میر تقی میر نے ان طرح بیان فرمایا ہے۔ ؎

کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو
دلی کہ ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے
اُس کو لُوٹ کے فلک نے تاراج کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اُجڑے دیار کے

بلاشبہ اپنے گھروں کو چھوڑنا، اپنے کاروبار کو چھوڑنا، اپنے ماحول اور معاشرے کو چھوڑنا، عظیم تاریخی شہر دہلی کو چھوڑنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ لیکن اللہ کے بندوں نے ہمیشہ اللہ کی راہ میں قربانیاں دی ہیں اور پھر کسی نے کہا ہے کہ ؎

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

قوم حکیمان کے معزز افراد نے ایک بلند تر مقصد اسلامی نظامِ حیات کے نفاذ کے لئے ترکِ وطن کیا، ہجرت کی، پاکستان کا رُخ کیا۔ دارالحکومت کے رہنے والے تھے اس لئے پاکستان کے دارالحکومت کراچی کو اپنا دوسرا مسکن بنایا۔ لیکن پاکستان کے دوسرے شہروں کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ ع

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

لاہور، ملتان، فیصل آباد، پشاور، ڈیرہ اسمٰعیل خان، سکھر، حیدرآباد وغیرہ مختلف شہروں میں بھی قوم حکیمان کے افراد سکونت پذیر ہوئے جب کہ کراچی کے بعد پاکستان میں قوم حکیمان کا دوسرا بڑا مسکن راولپنڈی اسلام آباد ہے۔ قوم حکیمان کے افراد خواہ کہیں بھی ہوں اپنی زبان، لباس، وضع قطع عادات و اطوار، رہن سہن، معاشرت خورد و نوش اور اپنے اخلاق کے باعث اپنی پہچان آپ ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد جو افرادِ قوم راولپنڈی آئے انہوں نے یہاں عارضی طور پر قیام کیا۔ بعد میں کراچی چلے گئے۔ یا مستقل طور پر قیام پذیر ہیں، زندہ ہیں یا وفات پا چکے ہیں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

حکماء اور اطباء میں سے جناب حکیم حافظ انتظام الدین امرتسری حکیم محمد یاسین صاحب، حکیم قیام الدین صاحب، حکیم عزیز الرحمن صاحب

CS CamScanner

بقائی عرف حکیم نابینا، حکیم محمد اکرام الدین بقائی، حکیم ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب امرتسری، حکیم امین الدین بقائی، حکیم حمید الدین بقائی -
تاجر حضرات میں سے حافظ محمد اعجاز، جناب حبیب اللہ دہلوی حاجی امین الدین خیر لوری، شیخ حاجی یقین الدین صاحب، حافظ رضی الدین جیلانی صاحب، محمد یامین، شیخ حاجی محمد حسین صدیقی، و ذوالفقار حسین، محمد سلیمان، محمد شفیع، حاجی محمد یحییٰ محمد نصر اللہ، محمد مسلمین صاحب، سمیع اللہ، حافظ محمد یامین، محمد صالحین شیرازی - سرکاری ملازمین میں حاجی مقصود حسین صاحب ڈاکٹر کرنل ممتاز بقائی، مظہر بقائی، رشید حسین بقائی، ذوالفقار علی خان بقائی، محمد نصیر بقائی، شفیع ذکائی، معین الدین بقائی، ڈاکٹر معین الدین بقائی، شکیل احمد، خورشید الاسلام، محمد اقبال بقائی، حسین الدین عاقل، محمد ناظر بقائی بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

یہ بات باعث مسرت ہے کہ برادری کے تمام افراد خواہ وہ طب و حکمت میں ہوں یا ملازمت اور تجارت میں اپنے اپنے شعبوں میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ کامیاب اور باوقار ہیں - آج ضرورت اس بات کی ہے کہ بحیثیت ایک اچھے مسلمان، بحیثیت محب وطن پاکستانی کے قوم حکیمان کے افراد کا کردار مزید بہتر، اچھا، تعمیری اور مثبت ہونا چاہیئے - پاکستان میں اسلامی نظام حیات کو عملاً رائج اور نافذ کرنے کے لئے قوم حکیمان کے فرائض اور ذمہ داریاں کسی سے کم نہیں ہیں۔ خداوند تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام پر عمل پیرا رہنے کی ہمت، طاقت اور توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین -

نوٹ:۔ یہ مقالہ قوم حکیمان راولپنڈی کے اجلاس عام میں عید ملاپ کے موقع پر شالیمار ہوٹل میں پیش کیا گیا -

علم بڑی دولت ہے

★ صدف اقبال - درجہ ہشتم (الف)

علم ایک نور ہے جس سے جہالت اور گمراہی کی تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں۔ علم سے انسان کی چشم بصیرت روشن ہوتی ہے جس سے وہ نیکی اور بدی، حق اور باطل میں تمیز کر سکتا ہے۔ علم ایک ایسا خزانہ ہے جسے کوئی چور نہیں چرا سکتا - اور جسے جتنا خرچ کیا جائے علم اتنا ہی بڑھتا جاتا ہے - علم ایک ایسا جوہر بیش بہا ہے جو عقل کو چمکاتا ہے۔ علم سے اخلاق پاکیزہ ہو جاتا ہے - دل و دماغ کو جہالت کے اندھیرے سے نکال کر ایسی جگہ پر پہنچا دیتا ہے جہاں حسد، بغض، دشمنی اور عداوت، حرص اور لالچ کا گزر نہیں ہوتا۔

انسان نے علم سے کام لے کر اپنے آرام اور آسائش کے لئے سینکڑوں سامان پیدا کر لئے ہیں۔ انسان نے شاندار عمارتوں کی تعمیر کی - سفر کی تکالیف کو ختم کرنے کے لئے اپنے علم کی بدولت ریل گاڑی بنائی، پھر موٹر کار، ہوائی جہاز، جیٹ طیاروں اور راکٹوں تک میں سفر کیا - ٹیلی ویژن، ریڈیو اور ٹیلی فون جیسی چیزیں ایجاد کیں - ٹائپ رائٹر سے لے کر چھاپہ خانے تک بنا ڈالے - اور یہ صرف علم کی بدولت ہوا ہے - انسان خلاء کی وسعتوں پر حاوی ہے - انسان نے علم کی بدولت دنیا کا چپہ چپہ چھان مارا ہے - علم انسان کو دنیا میں عزت اور سرفرازی بخشتا ہے - علم ہی کی بدولت آدمی دنیاوی جاہ و جلال حاصل کر سکتا ہے - سقراط، ارسطو، بو علی سینا، اور اقبال کا نام اسی علم کی بدولت ہمیشہ درخشاں و تابندہ رہے گا - دولت ڈھلتی چھاؤں ہے لیکن علم وہ لازوال خزانہ ہے جو ہمیشہ باقی رہتا ہے -

شجاع الدین
صدر فرینڈز سرکل

آج کا نوجوان اسلام سے مخلص نہیں

فرینڈز سرکل کے مقابلہ مباحثہ میں اس تقریر نے پہلا انعام حاصل کیا۔

اس عنوان کے تحت مخالفت یا موافقت میں تقریر کرنی ہے۔ بہت غور و فکر کے بعد یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ آج کا نوجوان اسلام سے بالکل مخلص نہیں ہے اور اگر ہے تو اس حد تک کہ اگر کوئی اسلامی ضابطہ یا قانون اس کے نفس کے مطابق ہے تو اس پر عمل کر لیا ورنہ پھر [illegible] ہے۔

میرے دوستوں نے مختلف حوالوں سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اس پر بہت زور دیا ہے کہ آج کا نوجوان اسلام سے مخلص ہے اور دلیل کے طور پر طارق بن زیاد، محمد بن قاسم، ٹیپو سلطان وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں۔

اس بات سے قطعی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان حضرات کے اسلام کے لئے کارنامے اس قابل ہیں کہ ان کو سنہری حرفوں سے لکھا جائے۔ آج بھی ان کے کارنامے یاد آتے ہیں تو رگوں میں خون کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ لیکن میرے دوستوں کو شاید اس بات کا علم نہیں کہ ان قابل قدر ہستیوں کا دور آج کا زمانہ نہیں بلکہ سیکڑوں سال پرانا دور ہے جب کہ بات آج کے نوجوان کی ہو رہی ہے کہ آجکل کے نوجوان نے اسلام کے لئے کیا کردار ادا کیا ہے۔

حضرت ... کلمہ پڑھنے کے بعد جب مسلمان بن گئے تو مسلمان پر فرض ہو گیا کہ پورے کے پورے دین میں داخل ہو جائیں۔ اور جس چیز کے لئے جو حکم اللہ پاک کی طرف سے ہے اس پر عمل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہو گیا۔ اللہ پاک کی طرف سے بھیجی ہوئی کتاب قرآن مجید کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنا ہر مسلمان پر فرض ہو گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مطابق زندگی گزارنا ہر مسلمان پر لازم ہو گیا۔ ہم سب کو اس بات کا علم ہے کہ قرآن پاک کے احکامات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق اگر زندگی گزاری تو اس دنیا میں بھی چین، سکون اور کامیابی ملے گی اور آخرت میں تو ہمیشہ ہمیشہ کی کامیابی ہے۔

یہ سب کچھ جاننے کے باوجود ہماری حالت یہ ہے کہ امریکہ، یورپ، یہودیوں اور عیسائیوں کے طور طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں۔ انہی کا رہن سہن اختیار کیا جا رہا ہے۔ ان ہی کے گن گائے جا رہے ہیں۔ ان کی مادی ترقی کے چرچے ہو رہے ہیں۔ اور ان سے متاثر ہو کر دین اسلام کی بیخ کنی کی جا رہی ہے۔ وی سی آر، ٹی وی اور ریڈیو کے ذریعہ مسلمان نوجوانوں کے اخلاق کو بگاڑا جا رہا ہے اور یہ مذکورہ بالا چیزیں گھر گھر میں موجود ہیں اور آجکل کے نوجوان اس سے خوب مستفیض ہو رہے ہیں۔ رات کے سونے

CamScanner
CamScanner

کی فکر ہے نہ دن کے کھانے کی فکر۔

نماز جو دینِ اسلام کا اہم ترین فریضہ ہے اُس کی طرف سے کتنی غفلت ہے۔ اذان کی آواز سنکر ایمانداری سے بتائیے کہ کتنے فیصد نوجوان مسجد کی طرف جاتے ہیں، آٹے میں نمک کے برابر اور نماز پڑھتے بھی ہیں تو کس طرح بے دلی کے ساتھ۔ کھڑے ہوئے نماز میں ہیں دھیان کہیں اور ہے۔ کب نماز ختم ہوئی احساس تک نہیں ہوتا۔ جب کہ ہمیں معلوم ہے کہ پانچ وقت کی نماز پابندی کے ساتھ، یا جماعت اخلاص کے ساتھ ادا کرنے پر اللہ پاک نے دین اور دنیا کی کامیابی رکھی ہے۔

ایک حدیث مبارکہ ہے جس کا کم و بیش مفہوم یہ ہے کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے حق تعالیٰ جل شانہٗ پانچ طرح سے اُس کو اکرام و اعزاز سے نوازتے ہیں۔ ایک یہ کہ اُس پر سے رزق کی تنگی ہٹا دی جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اُس پر سے عذابِ قبر ہٹا دیا جاتا ہے۔ تیسرے یہ کہ قیامت کے دن اُس کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ (جو قیامت کے روز کامیابی کی دلیل ہے) جن لوگوں کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے وہ نہایت خوش و خرّم ہر شخص کو دکھاتے پھریں گے۔ چوتھے یہ کہ پل صراط پر سے بجلی کی تیزی گزر جائیں گے۔ پانچویں یہ کہ بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

دین کا علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے تاکہ اُسے علم ہو کہ حرام کیا ہے، حلال کیا ہے۔ جائز کیا ہے ناجائز کیا ہے۔ ہماری نمازیں اور عبادتیں درست نہیں، معاملات درست نہیں۔ کیا آج کا نوجوان دین کا علم سیکھنے میں مخلص ہے؟ بہت کم۔ بے حسی کا یہ عالم ہے کہ روپیہ کمانے میں اِس قدر منہمک ہیں کہ یہ بھی نہیں پتہ کہ جس ذریعہ سے کمایا وہ حلال تھا یا حرام۔ بینک سے سود پر کاروبار عام طور پر جاری ہے۔ رشوت کا دور دورہ ہے۔ نہ کھانے کی پرواہ نہ نیند کی پرواہ۔ گھر والوں کے ساتھ بے توجہی برتی جا رہی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ اس کے بغیر کاروبار چلنا ممکن نہیں ہے۔ طرح طرح کی دلیلیں دی جا رہی ہیں دین کے اُصولوں سے ہٹ کر کام کیا جا رہا ہے اور دعا اللہ سے کامیابی کی جا رہی ہے۔

میرے دوستو! کیا اسی کو دین سے اخلاص کہتے ہیں۔ طرح طرح کی مصیبتیں سامنے آ رہی ہیں۔ ہر شخص پریشان ہے۔ مکان، دکان، کاروبار، کاریں اور دیگر آسائشیں موجود ہیں لیکن پھر بھی ایک افراتفری مچی ہوئی ہے۔ جسے دیکھو پریشان مارا مارا پھر رہا ہے۔ اور مسائل اپنے طریقے سے حل کرنے کے لیے تگ و دو میں لگا ہوا ہے اور مسائل ہیں کہ دن بدن اضافہ ہوا چلا جا رہا ہے نتیجتاً بیماریاں آ گھیر رہی ہیں۔ کسی کو دل کی بیماری اور کسی کو دماغ کی۔ ہم طرح طرح کی بیماریوں اور مسائل میں گھرے ہوئے ہیں اور اور اس کا تدارک طبیبوں کے طریقے سے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کی مثال ہر ایک کے سامنے حقیقت میں آ رہی ہے۔

دینِ اسلام میں واضح طور پر کہا جا رہا ہے کہ حلال طریقے سے روزی میں برکت ہوگی، اور حرام سے بگاڑ پیدا ہوگا۔ اور ایسا ہی ہو رہا ہے۔ لیکن ہماری سمجھ میں یہ بات ابھی تک نہیں آئی۔ دینِ اسلام نے ہر چیز کا علاج نماز میں اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں اور سنت کے طور پر دوائی کرنا علاج تجویز کیا ہے۔ اِس پر ہماری کوئی توجہ نہیں۔ کیا یہی ہے دینِ اسلام کے ساتھ اخلاص؟ میرے دوستو۔ دینِ اسلام کے قوانین آفاقی ہیں اور تمام زمانوں کے لئے ہیں۔ اور ہم ہر زمانے میں اس پر چل کر کامیاب ہو سکتے ہیں۔

ہم نے دینِ اسلام سے منہ موڑ لیا ہے۔ نام کے مسلمان ہیں۔ نسلی مسلمان ضرور ہیں مگر اصلی مسلمان کہاں؟ اصلی مسلمان کا کوئی اخلاق تھا بڑوں کا ادب کرتا تھا۔ بزرگوں کی تعظیم کرتا تھا۔ چھوٹوں سے شفقت

CamScanner
CamScanner

کرتا تھا۔ پاس پڑوس والوں کا خیال رکھتا تھا۔ غریب آدمی امیر کی عزت کرتا تھا۔ امیر آدمی غریب کا خیال رکھتا تھا۔ ملازم اور مالک ایک دوسرے کا خیال رکھتے تھے۔ ماں، باپ بھائی بہن وغیرہ کے درجات اپنی جگہ تھے۔ اور یہ سب کچھ عین دین اسلام کے اصولوں کے مطابق ہے۔ لیکن کیا آج کے نوجوان ان تمام باتوں پر اخلاص سے عمل کر رہے ہیں ؟

اگر کچھ عمل کر بھی رہے ہیں تو محض دکھاوے کے لئے کہ تعریف ہو جائے۔ واہ واہ ہو جائے۔ نمود و نمائش کے لئے کہ نام ہو جائے۔ حالانکہ ساری تعریفیں اللہ پاک کی ذات کے لئے ہیں۔ دین اسلام کا کوئی عمل اخلاص کے ساتھ اللہ پاک کی رضا کے لئے کیا جائے تو اس کی قبولیت ہوگی، ورنہ اس کی اللہ پاک کے یہاں کوئی حیثیت نہیں۔

غرض دین اسلام ایک طرف تو حقوق اللہ کا درس دیتا ہے اور اس کی تعلیمات پر زور دیتا ہے دوسری طرف حقوق العباد پر اس سے بھی زیادہ زور دیتا ہے۔ صبح سے لے کر رات کو سونے کے وقت تک کے اعمال اور طریقے بتاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اور صحابہ کرامؓ نے ان طریقوں پر عمل کر کے دکھایا۔ اور جب تک مسلمان ان طریقوں کے مطابق زندگی گزارتے رہے اُن کی شان و شوکت تھی، دبدبہ تھا اور انہوں نے دنیا پر حکمرانی کی۔ فاروق اعظمؓ کے نظامِ حکومت سے آج بھی دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے۔ لیکن ہم ہیں کہ اغیار کے طریقوں میں کامیابی دیکھ رہے ہیں۔ جب کہ آج پوری دنیا بشمول یورپ، امریکہ، افریقہ اتنی زبردست مادّی ترقی کے باوجود پریشان ہے۔ سکون کی تلاش میں ماری ماری پھر رہی ہے۔ اخلاقی حالات اس قدر خراب ہو چکے ہیں کہ گزشتہ سالوں کے دوران امریکہ جیسے مہذب ملک میں جب بجلی چلی گئی تو اتنی زبردست لوٹ مار مچی کہ اس کی مثال ملنا مشکل ہے دوکانیں لوٹ لی گئیں۔ اغوا اور زنا کی وارداتیں کھلے عام ہوئیں اور

اسی طرح کی بے شمار مثالیں ہیں جو ہم آئے دن اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں اور ہم اُنہی کی پیروی کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

مختصراً یہ کہ دین اسلام سے اخلاص کا یہ عالم ہے کہ اللہ پاک کے احکامات سے کھلے عام رُوگردانی ہو رہی ہے لیکن ہمیں کوئی فکر نہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنتوں پر عمل کرنا مفقود ہوتا جا رہا ہے ہمیں کوئی فکر نہیں۔

نمازیں چھوٹ رہی ہیں ہمیں کوئی فکر نہیں۔

بھائیوں کے حقوق پامال ہو رہے ہیں، ہم نظریں چرا رہے ہیں۔ بس اپنے حقوق کی فکر ہے۔ اور خدا کے ساتھ کتنا خلوص ہے ہم نیتوں کو دیکھ لیں۔ یہ ہے ہماری اور آجکل کے نوجوان کی حالت اور مسلمان ہونے کی دعویداری۔

میرے بھائی بس دینِ اسلام کے ساتھ اگر آپ مخلص ہیں تو پورے کے پورے دین میں داخل ہو جائیں اور ہر عمل اللہ کے حکم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی سنت کے مطابق کریں۔ واقعی یہ دین اسلام کے ساتھ اخلاص ہوگا ورنہ جو چاہیں اسے نام دے لیں۔ اسی میں ہماری سب کی اور ساری کائنات کی کامیابی ہے۔ اور اس کے لئے باقاعدہ محنت کرنا ہوگی۔ آج ہماری عادت بگڑ چکی ہے اور بری باتیں ہمیں اچھی لگ رہی ہیں۔ ہمیں اپنی عادتوں کو بدلنے کے لئے مسلسل محنت کرنا ہوگی اور ایسے دینی ماحول میں جانا ہوگا جہاں ہم یہ تمام باتیں سیکھ سکیں۔ اور یہی دین اسلام کے ساتھ اخلاص ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری حفاظت فرمائے۔ (آمین)

٭

نسیم الدین - لٹریری سکریٹری

روشنیوں کا شہر - کراچی

کراچی ہم سب کا ہی نہیں بلکہ پورے ملک کا پسندیدہ شہر ہے۔ بانئ وطن کا مولد اور مدفن ہے۔ لاکھوں مہاجرین کی پناہ گاہ ہے۔ یہ لاکھوں انسانوں کی دلوں کی دھڑکن، تمناؤں کا مسکن اور آرزوؤں کا مدفن ہے۔ میں اپنے شہر پر معہ دل و جان کے بُری طرح قربان ہوں۔ اکثر لوگ اس عظیم شہر پر نقد جان صرف اس لئے قربان کرتے ہیں کہ انہیں دل کی اور کئی بیماریاں بیک وقت لاحق ہوتی ہیں۔ مثلاً "بے اختیاریٔ دل"۔ "خمار دل"۔ "درد دل"۔ "غم دل" وغیرہ۔

اہلیانِ کراچی امراضِ دل کے علاوہ دوسری بہت سی بیماریوں میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ "اخلاقی بیماریاں"۔ "مزاجی بیماریاں"۔ "جلد بازی کی بیماری"۔ "نا عاقبت اندیشی"۔ "راتوں رات امیر بننے کی بیماری"۔ اور اسی قبیلے کی الائیں بلائیں۔

یہ لوگ اپنی جانیں جوکھم میں ڈالنے اور آزاد دھواں دھار ٹریفک سے روزانہ پنجہ آزمائی کرنے پر مجبور ہیں۔ یقین نہ ہو تو آپ خود عظیم الشان منی بسوں، اور منی بس سروس میں سفر کرکے دیکھ لیں۔ اگر خدا نخواستہ آپ زندگی سے رخت سفر نہ باندھ سکے تو کم از کم شیور کا مرغا ضرور بن جائیں گے۔ یا پھر کمر کے کوب کا علاج کراتے رہیں گے۔ علاج کے نام پر یاد آیا کہ اسی شہر کراچی میں "ڈاکٹروں کی" چاندی ہی چاندی ہے اور شہر کے لوگوں کے لئے بیماری ہی بیماری ہے۔

یہاں بیماری لوگوں کا پیدائشی حق ہے جس کو صرف حضرت ملک الموت ہی چھین سکتے ہیں۔ یہاں سرکاری ہسپتال بہت سارے ہیں۔ پھر بھی اگر کوئی پرائیوٹ ڈاکٹر کے پاس جائے تو دوا اور فیس کا بل دیکھ کر ایک نئی بیماری لے کر واپس آئے گا۔ جسے دردِ دل، کہتے ہیں کلیجہ تھام کر چلائیں۔ ہائے میں کیا کروں۔ لیکن اس میں ڈاکٹروں کا کیا قصور ہے۔ انہوں نے بھی آخر لمبی لمبی فیس دے کر ڈگری لی ہے۔ تعلیم حاصل کی ہے۔ تعلیم کا ذکر نکلا تو مجھے کراچی کے نئے تعلیمی گھر یاد آگئے۔ اب شہر کراچی میں تعلیمی گھر اتنے کھل گئے ہیں جتنے طالب علم۔ اُن کے کھلنے کی یہی رفتار رہی تو پھر انشاءاللہ اسکول زیادہ اور طالب علم کم ہوں گے۔ ابھی تک والدین بچوں کو لے کر داخلے کے چکر میں پھرا کرتے ہیں۔ پھر اسکول کے پرنسپل صاحبان طالب علموں کو ڈھونڈا کریں گے۔ خوشامد کیا کریں گے کہ خدارا فیس بھی معاف مگر داخلہ ہمارے اسکول میں کراؤ۔

میں اس شہر کراچی میں تو پیدا نہیں ہوا مگر زندگی کا بیشتر وقت کراچی میں گزارا ہے اور یہیں کسی حسین حادثے کا انتظار کر رہا ہوں۔ حادثات یہاں کے معمولات میں شامل ہیں۔ البتہ ہر حادثے کی نوعیت مختلف ہوتی ہے۔ مثلاً چلتے چلتے کسی گٹر میں دھڑام سے گرے یا کسی لڑکا نما لڑکی سے ٹکر ہو گئی۔

کبھی کوئی مبلغ سرِ راہ مل گیا تو حافظے پر زور دے کر تلفظ درست کرتے ہوئے کلمہ طیبہ سُنانا پڑا۔ پھر مسجد، نماز اور تقریر کسی چیز سے فرار ممکن نہیں ہے۔

میرے کراچوی بھائی بڑے فنکار ہیں۔ ملاوٹ اُن کا کاروبار

معمول ہے۔ کالی مرچ میں پپیتے کے بیج، پسی ہوئی مرچ میں گیرو کا برادہ، دودھ میں پانی اور دوسری اشیائے خورد و نوش میں نہ جانے کیا کیا ملا کر بیچتے ہیں۔ اور ڈنکے کی چوٹ پر خریدار کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر لوگ زہر میں بھی ملاوٹ کر سکتے ہیں تاکہ کوئی زہر کھا کر خودکشی کرنا چاہے تو مر نہ سکے اور اقدام خودکشی کے جرم میں پولیس اس کے گھر والوں کو بھی دھرے۔

آپ خود سوچیئے کہ دن میں پچاس ساٹھ غریبوں کی جیبیں کاٹ لینے سے نہ تو کوٹھی بن سکتی ہے اور نہ کار خریدی جا سکتی ہے۔ اس لئے رات کے وقت "اوور ٹائم" کرنا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے یہاں کا باشندہ سارے ملک کے باشندوں سے زیادہ محنتی اور جفا کش ہے۔ باشندے سے مراد وہ باشندہ ہے جو دن کو سودا بیچتا ہے اور رات کو ملاوٹ کرتا ہے۔ یا وہ باشندے جو استادوں کی بے عزتی کرتے ہیں اور شاگردوں کی عزت کرتے ہیں تاکہ ٹیوشن ملے۔

یہاں بسوں میں لٹک کر سفر کرنے والے بسوں سے گرے ہسپتال اور ہسپتال سے گھر اور گھر سے قبرستان جانے والے جا بجا بلکہ ہر جگہ بے یار و مددگار انسان ملیں گے۔ یہاں ہر قسم کا انسان پایا جاتا ہے جس میں ایک قسم پیشہ ور سیاست دان کی ہے۔ عرف عام میں اسے "لیڈر" یا "لیڈر گر" یا سیاسی ورکر کہتے ہیں۔ کراچی میں ہر وہ شخص لیڈر، لیڈر گر اور سیاسی کارکن بن سکتا ہے جو ایک یا دو جلسوں میں تقریر جھاڑ لے، ایک آدھ جلوس نکلوا دے۔ لوگوں کو بے وقوف بنا سکے۔ گندے انڈے اور ٹماٹر کھا کر مسکراتا رہے۔ اخبار والوں کو پیسے دے کر تصویریں چھپواتا رہے۔ کرائے کے آدمیوں سے ہنگامے کرائے۔ قومی املاک کو سوتیلی ماں کی جائیداد سمجھ کر آگ لگوائے۔ پولیس کے ڈنڈے کھائے اور ہو سکے تو خود گرفتاری پیش کر کے جیل چلا جائے۔ ایسی صفات یہاں کے طالب علموں میں پائی جاتی ہیں۔ رہ گیا حصول علم۔ اجی چھوڑیئے کس خرافات کا ذکر کر دیا حصول علم بے سود اور مقصد نوکری کرنا ہے۔

کراچی میں رہنے والوں کے لئے گرمی کا عظیم تحفہ کراچی الیکٹرک سپلائی والے جو اب واپڈا والے بن گئے ہیں دیتے رہتے ہیں — یعنی لوڈ شیڈنگ۔ کے ای ایس سی کے بڑے افسر کی گلی میں دن میں بجلی کا بلب روشن اور کراچی کے بسنے والے اندھیروں میں ہاتھ سے پنکھے جھل کر دعائیں دے رہے ہیں۔

خدا بھلا کرے ہماری بلدیہ کا۔ آخر یہ بھی تو کراچی کے منتخب نمائندے ہیں۔ ان کو مچھر کھٹمل تھوڑی کاٹتے ہیں کیونکہ ان پر لیبل بلدیہ کے کونسلر کا لگ گیا ہے۔

میں کراچی کے مچھروں کا مشکور ہوں جن کی بدولت زرد چہروں پر سرخی بکھر جاتی ہے۔ کھٹملوں کی عنایت ہے کہ ان کی وجہ سے ہاتھ پیروں پر ورم آ جاتی ہے جس کی وجہ سے کراچی والے خاصے صحت مند نظر آتے ہیں۔

ہماری فرینڈز سرکل بھی اسی کراچی میں بسنے والی ایک منفرد تو قوم حکیمان کی پیداوار ہے جس کا کام قوم کے نونہالوں کی تربیت کرنا ہے۔ یہ کبھی کبھی اچھے پروگرام منعقد کرتے ہیں لیکن انہی اچھے پروگراموں کی وجہ سے اسے دشمنوں کی نظر لگ جاتی ہے جس کی وجہ سے کچھ عرصے پروگرام مونوگراموں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔

خدا سے ہماری دعا ہے کہ ہماری سرکل کو کسی کی نظر نہ لگے یہ اسی طرح قائم و دائم رہے اور لوگوں کی تربیت کرکے ہمارے عظیم شہر کراچی کا نام روشن کرتی رہے (آمین)

نماز قائم کرو

نماز تمام برائیوں سے روکتی ہے

جھوٹ مت بولو

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے

CamScanner

محمد حفیظ ذکائی خلف
حافظ محمد جمیل ذکائی

قومی ہال کی تکمیل وقت کی اہم ضرورت ہے

اسکے مسائل اور اُن کا حل

موجودہ دور کمرشل دور ہے۔ اگر ہمیں کسی چیز میں کوئی مفاد نظر آتا ہے تو ہم اس چیز کو فوراً پورا کرنے کی جستجو میں لگ جاتے ہیں۔ اور جب تک اُسے پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچاتے چین سے نہیں بیٹھتے۔

مثال کے طور پر زمین یا پلاٹ کے بارے میں گورنمنٹ یا اور کوئی پرائیویٹ ادارہ اعلان کرتا ہے اور ہمیں اس میں کوئی مفاد نظر آتا ہے تو ہم اس زمین اور پلاٹ کو حاصل کرنے کی جستجو کرتے ہیں۔ اس کی طرف دھیان بھی دیتے ہیں۔ خواہ آج رقم دے کر وہ پلاٹ ہمیں پانچ یا دس سال بعد ہی کیوں نہ حاصل ہو۔

قومی ہال کی تکمیل ہمارے سامنے متعدد بار لائی جاتی ہے۔ مگر ہمیں اس میں بظاہر کوئی مفاد نظر نہیں آتا۔ اس لئے نہ تو ہماری جستجو اس میں شامل ہے نہ ہی اس طرف چند اصحاب کے علاوہ کوئی دھیان دیتا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ اس میں "بونس" کا مفاد نہیں ہے اور موجودہ کمرشل دور کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا اس لئے تعمیر نہیں ہو سکتا۔

اگر ہم غور کریں تو یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ آخر قومی ہال کی تکمیل کیوں نہیں ہو پاتی؟

کیا ہماری قوم دولت مند نہیں ہے؟
کیا ہماری قوم میں صلاحیتوں کی کمی ہے؟
کیا ہماری قوم کسی بھی کام میں دوسری قوموں سے پیچھے ہے؟
کیا ہماری قوم میں جذبوں کی کمی ہے؟
کیا ہماری قوم میں مقرروں کی کمی ہے؟
کیا ہماری قوم علم کی روشنی سے منور نہیں ہے؟
کیا ہماری قوم میں تاجر، انجینئر، ڈاکٹر، دانشور، فلاسفر وکیل اور محنت کشوں کی کمی ہے؟

ہر بات کا جواب یہی ہے کہ قوم کے یہ فرد اپنا سرمایہ اسی جگہ لگانا پسند کرتے ہیں جہاں انہیں "بونس" کے ساتھ ساتھ اپنی رقم کی واپسی کا بھی یقین ہو۔

تو آیئے ہم آج اس "بونس" کا مفاد رکھ کر سوچیں۔ شاید قومی ہال کی تکمیل ہو جائے اور ۶۲۳۳ مربع گز کا یہ رقبہ جس کی مالیت ڈیڑھ کروڑ روپے ہے صرف ۱۵ لاکھ روپے کی وجہ سے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکے۔

CS CamScanner

کہ تاریخ اجراء سے پانچ سال کی مدت کے بعد صرف اس کی اصل رقم واپس کر دیں بلکہ "بونس" کے طور پر ایک تقریب بھی کر کے ہال اور ڈیکوریشن کا سامان دیں تو بعید نہیں کہ قومی ہال کی تکمیل جلد از جلد ہو سکے۔

پانچ ہزار روپے کا شیئر لینے والا "بونس" کا حق اپنے دستخط کے ساتھ اگر دوسرے کو منتقل کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ پانچ ہزار روپے کا شیئر برادری کا کوئی بھی فرد کتنی بھی تعداد میں لے سکتا ہے۔ اور ہر شیئر پر اسی تعداد میں "بونس" کا حق حاصل ہوگا۔ البتہ ہر صاحبِ حیثیت فرد کو ایک شیئر لینا لازمی ہوگا۔

اس طرح سے صرف ۳۰۰ ممبر پانچ ہزار روپے فی ممبر بنا کر ہم پندرہ لاکھ روپے حاصل کر سکتے ہیں۔ ہر سال ۱۰۰ ممبروں سے قرضے لیے جائیں اور سال میں پانچ لاکھ روپے ہال کی تعمیر پر خرچ کیے جائیں۔ ان شاء اللہ تین سال میں ہال تکمیل پا جائے گا۔ اور آمدنی شروع ہو جائے گی۔

اگر ممبروں کی تعداد ۳۰۰ سے زیادہ ہو جاتی ہے تو ہال میں ڈیکوریشن کا سامان خرید کر اس سے آمدنی حاصل کی جائے۔

یہ میری ناچیز تجویز ہے۔ آپ اس کی روشنی میں اس سے اچھی تجویز سمجھ میں آتی ہے تو ضرور رکھیں۔ اور قوم کو آگاہ کریں۔

ہال کو اب ان شاء اللہ ضرور پایۂ تکمیل تک پہنچنا ہے۔

مس رخسانہ ذکائی

اَقوال زرّیں

۱۔ تعجب ہے اس پر جو موت کو حق جانتا ہے اور ہنستا ہے۔

۲۔ تعجب ہے اس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس کی رغبت کرتا ہے۔

۳۔ تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو حق جانتا ہے اور پھر جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔

۴۔ تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو حق جانتا ہے اور پھر ملال بھی کرتا ہے۔

۵۔ تعجب ہے اس پر جو اللہ کو جانتا ہے اور پھر غیروں کا ذکر کرتا ہے اور ان پر بھروسہ کرتا ہے۔

۶۔ تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو برحق مانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔

۷۔ تعجب ہے اس پر جو جنت پر ایمان رکھتا ہے اور دنیا کے ساتھ آرام پکڑتا ہے۔

۸۔ تعجب ہے اس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔

سَچ کے اقوال

پھول:۔ شاخ پر ہی بہت اچھا لگتا ہے۔ اگر توڑ لیا جائے تو مرجھا جاتا ہے۔

کانٹے:۔ حفاظت کے لئے اچھے ہوتے ہیں۔ اگر ان سے الجھو گے تو خود زخمی ہو جاؤ گے۔

زبان:۔ شیریں گفتگو کے لئے اچھی ہے اور اگر زبان گندی ہے تو مجسم گندے کہلاؤ گے۔

خوبصورتی:۔ دور سے ہی لائق پرستش ہوتی ہے۔ قریب کی سانسوں سے جل جاتی ہے۔

بقیہ:۔ سچ کے اقوال

محبت:۔ نہ کسی مذہب، نہ دیوار، نہ رشتہ سے وابستہ ہے بلکہ یہ جذبہ تمام جذبوں پر حاوی ہوتا ہے۔

نفرت:۔ ایک ایسا بیج ہے جو دل میں اگر پیدا ہو جائے تو تمام عمر سسکنا پڑتا ہے۔

CamScanner

شائستہ پرویز
ایم اے، سال دوم

قرآن و حدیث کی روشنی میں تعلیم

قرآن کی روشنی میں تعلیم:-

قرآن و حدیث کی روشنی میں تعلیم کا تصور بہت ہی اعلیٰ اور ارفع ہے اور ایک نیکی کے مترادف ہے۔ تعلیم سے زیادہ کوئی دوسری شے ایسی نہیں جو ہماری شخصیت پر ابدی نقش چھوڑے۔ تعلیم ہی ہمیں قرب خداوندی کی نعمت سے مالا مال کرتی ہے۔ تعلیم ہی سے کسی شے کی حقیقت کا اعتراف ہوتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تعلیم ہی سے کسی اسرار حقیقی کا انکشاف ہوتا ہے۔ تعلیم سے نہ صرف دوسری اشیاء کا علم ہوتا ہے بلکہ انسان اپنی حقیقت سے آشنا ہوتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق:-

"جو اپنے نفس سے آگاہ ہو گیا وہ خدا سے آگاہ ہو گیا اور اس کو معرفتِ الٰہی نصیب ہو گی۔"

اس کائنات میں ہر کام کو انجام دینے کے صحیح طریقہ کار درست اسلوب مکمل واقفیت کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی ان سے بے بہرہ رہ کر کسی کام کو انجام دیتا ہے گویا وقت ضائع کرتا ہے۔ علم ہی ایک ایسی چیز ہے جو اسے مطلوبہ راہنمائی عطا کرتا ہے جس کی روشنی میں تمام مراحل بحسن و خوبی کامیابی کے ساتھ طے پاتے ہیں۔ اسلام نے علم کی اہمیت ہی کو تسلیم نہیں کیا بلکہ انسان کے لئے بناء اشرف قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کے انسان پر بے حساب احسانات ہیں۔ ان میں بنیادی احسان علم ہے۔ تعلیم کی اہمیت اور قدر و قیمت ہر مذہب و ملت میں محسوس کی جاتی ہے۔

یوں تو ہر ملک و ملت میں تعلیم ایک مثبت شے قرار دی جاتی ہے لیکن اسلام میں تعلیم کی قدر و قیمت سب سے زیادہ واضح کی گئی ہے۔

قرآن پاک کی پہلی وحی:-

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔" ہمیں علم کی طرف راغب کرنے کو کافی ہے

سورۃ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:-

"ہم ان مثالوں کو لوگوں کو سمجھانے کے لئے بیان کرتے ہیں اور ان مثالوں کو صرف اہلِ علم ہی سمجھتے ہیں جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان کے لئے یہ کھلی آیتیں ہیں اور ہماری نشانیوں کو سوائے جاہلوں کے اور کوئی انکار نہیں کر سکتا۔"

ان مقدس آیات نے واضح کر دیا ہے کہ تعلیم سے اسرار حقیقی سے آگاہی ہوتی ہے اور قرب خداوندی نصیب ہوتی ہے اور جو علم یعنی تعلیم حاصل نہیں کرتے وہ جاہل ہیں اور وہی خدا کی قدرت سے انکار کر سکتا ہے اور تعلیم خدا کی معرفت کا ایک مؤثر وسیلہ ہے۔

قرآن پاک میں واضح طور پر ہے کہ

"اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا۔"

یہاں خداوند تعالیٰ نے ضمانت دی ہے کہ جو علم حاصل کرے گا اس کے درجات بلند ہوں گے اور تعلیم سے انسان کو عظمت و بزرگی

حاصل ہوتی ہے۔ اور جن کو بزرگی و عظمت مل جائے تو وہ کسی اور سے کا محتاج نہیں ہوتا۔ اسلام نہ صرف دین اطاعت اور عرفان اور خزانہ علم و حکمت ہی نہیں بلکہ سرچشمہ ہدایات اور تعلیم کا ذریعہ بھی ہے۔

الغرض قرآنی آیات اس کائنات کے ذرہ ذرہ کی معلومات فراہم کرتی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم بحیثیت سرچشمہ ہدایت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت معلم کامل علم کو فروغ دینے پر زور دیا۔ اللہ کے نزدیک دین ہی اسلام ہے۔ تحصیل علم نے ہی انسان کو اشرف المخلوقات بنایا یہاں تک کہ اس کو دنیا میں خدا کا نائب مقرر کیا گیا۔ انسان کو فرشتوں سے بڑھ کر علم سے نوازا گیا۔ تاکہ منصب و نیابت کو اللہ کی اطاعت و خوشنودی سے سرانجام دے سکے۔ کیونکہ ہر انسان کو قیامت کے دن اپنے اعمال کے لئے خدا کے سامنے جواب دہ ہونا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جاہل کے مقابلے میں عالم کو جو عزت و مرتبہ حاصل ہوتا ہے وہ خدا کی معرفت کا نتیجہ ہے۔

فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو اس وجہ سے سجدہ کیا کہ حضرت آدمؑ کو اُن چیزوں کا علم تھا جو فرشتوں کو نہ تھا۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ان اشیاء کے نام بتائے جو فرشتوں کو معلوم نہ تھے۔ اور حضرت آدمؑ علم کی بدولت فرشتوں سے افضل قرار دیئے گئے۔ قرآن کریم اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ جاہل اور علم سے نابلد ہی اللہ کی ذات کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں۔ اور آخر کار زمین پر فتنہ و فساد اور لڑائی جھگڑے کا سبب بنتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ (لقمٰن)

"اور ایسے لوگوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ کے بارے میں بلا کسی علم کے لڑتے جھگڑتے ہیں۔ اس کے برعکس صاحب علم کے دلوں میں اللہ کا خوف ہوتا ہے۔"

قرآن پاک کی سورہ فاطر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

"بے شک اللہ کے بندوں میں وہی لوگ اللہ کا خوف رکھتے ہیں جو صاحب علم ہوتے ہیں۔"

یہاں یہ واضح کیا جا رہا ہے کہ صاحب علم اللہ کی نعمت کا اعتراف کرنے والا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون سی ایسی ہستی ہے جس سے خوف کھانا چاہیئے اور جس کا خوف انسان کو صراط مستقیم کی طرف راغب کرتا ہے۔ تعلیم انسان کو نیکی کی طرف راغب کرتی ہے۔ اور برائی سے بچاتی ہے۔

حدیث کی روشنی میں تعلیم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد حدیثیں ہیں جو تعلیم کی فضیلت کو واضح کرتی ہیں۔ حضور اکرمؐ نے تعلیم کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اپنی امت کو ہدایت دی کہ "مہد سے لیکر لحد تک علم حاصل کرتے رہو اور حیات بخش علم وہ ہے جو ہمیشہ برقرار رہے۔"

آپؐ نے علم یعنی تعلیم کو زندگی بخشنے والی نعمت قرار دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ "جنت کا راستہ علم ہے۔"

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان عورت اور مرد پر فرض ہے۔"

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حصولِ علم کسی مخصوص طبقہ کی اجارہ داری نہیں بلکہ علم کا حصول فطری حق ہے۔

آپؐ نے تعلیم کو ایک نیکی اور عمدہ شے کہا ہے کہ

"عمدہ عطیہ اور عمدہ ہدیہ علم و حکمت کا وہ کلمہ ہے جو تم نے سنا اور محفوظ رکھا۔ پھر اس کو اپنے بھائیوں تک پہنچایا۔"

اسی طرح ایک اور حدیث ہے کہ:۔

"عالم کی باتیں سُننا اور علم کی باتوں کو دل نشین کرنا ایک سو غلاموں کو آزاد کرانے سے بہتر ہے جو علم حاصل کرنے کی غرض سے سفر کرتا ہے۔ خدا اس کو جنت کا راستہ دکھائے گا۔"

طالب علم کی فضیلت کے بارے میں رسول اللہ فرماتے ہیں کہ
"طالب علم کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں۔ اس کی طلب سے خوش ہو کر جس کا وہ طالب ہے۔"

اسی طرح اسلام نے دین کی طلب کو عظمت و قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ یہاں تک کہ فرشتے بھی طالب علم کا استقبال کر کے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ :-

طَالِبُ الْعِلْمِ بَيْنَ الْجُهَّالِ كَالْحَيِّ بَيْنَ الْأَمْوَاتِ

"طالب علم کی مثال جاہلوں کے درمیان ایسی ہے جیسے زندہ کی مردوں میں۔"

یہ حدیث اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ علم کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ عالم علم کے ذریعہ ہی حقیقی زندگی سے آراستہ ہوتا ہے۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ :-

"جس نے اس علم کو جس سے اللہ کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے اس لئے حاصل کیا کہ وہ اپنی دنیاوی غرض پوری کرے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔"

حدیث کی روشنی میں تعلیم روحانی پختگی اور اخلاقی نشو و نما کی وکالت کرتی ہے۔

حضرت معصب بن زبیرؓ نے اپنے بیٹے سے فرمایا :-

"اے فرزند علم حاصل کرو۔ اگر بدصورت ہو صاحب جمال ہو جاؤ گے۔ اور اگر مفلس ہو تو مالدار ہو جاؤ گے۔"

حضرت امام شافعیؒ کے مطابق :-

"علم کی تحصیل نفل پڑھنے سے افضل ہے۔"

رسول اللہؐ کی ایک اور حدیث کے مطابق :-

"جس نے علم کا ایک باب بھی اس لئے پڑھا کہ وہ لوگوں کو تعلیم دے تو اسے ۷۰ نیصد ثواب عطا ہو گا۔"

یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے سب سے پہلے مدینہ منورہ میں ایک مدرسہ قائم کیا اور کفار قیدیوں کی رہائی کو چند مسلمانوں کو تعلیم دینے پر مشروط کیا۔

اسلام میں علم حاصل کرنے کے لئے کوئی مخصوص مدت نہیں بلکہ ساری زندگی جستجو علم میں صرف کی جاسکتی ہے۔

مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ

"جو شخص علم کی طلب میں نکلا جب تک لوٹ نہ آئے وہ اللہ کی راہ میں ہے۔"
گویا علم کے حصول کے لئے دور دراز ممالک جانا ہے چین ہی کیوں نہ جانا پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس طرح حصول علم موت اور جنگ کی قیود سے آزاد ہے۔

مندرجہ بالا آیات قرآنی اور احادیث نبویؐ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں تعلیم کی عظمت بہر صورت مسلّم ہے۔ آنحضرتؐ معلم اعظم تھے۔ چنانچہ تعلیم و تدریس کی تلقین کے ساتھ عملاً اس کی اشاعت میں نمایاں خدمات انجام دیں۔

اصحاب صفہ کے لئے مسجد نبوی میں ملحق ایک چبوترہ تعمیر کروایا جہاں علم کے شیدائی اپنے دل و دماغ کو علم کی روشنی سے منور کرتے تھے۔

آپؐ نے اپنے صاحب علم ہونے کا اقرار کیا کہ "میں شہر علم ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔" اور جس کو بھی علم حاصل کرنا ہے میرے دامن سے وابستہ رہے۔ یعنی جو کچھ بھی حاصل کرنا ہے مجھ سے حاصل کیا جائے۔"

ہمارے رسول آخر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو فخر انبیاء ہیں وہی ہماری ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ انہی کی ذات ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ لہٰذا قرآن و حدیث کی روشنی میں ایسی تعلیم کی بڑی قدر و قیمت ہے جو ہمیں اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کا خوگر بناتے اور جس سے ہماری دنیا و آخرت سنور جائیں۔ جس سے ہمارے طلبہ کے اخلاق و کردار کی تعمیر ہو اور وہ مادی و روحانی آسودگی و لطافت سے ہمکنار ہوں۔

CS CamScanner

قابلِ مُبارکباد ہیں وہ طلباء وطالبات جنہوں نے

نمایاں کامیابی حاصل کی

اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان

ہے کہ اُس نے ہمیں اِس قابل

بنایا کہ ہم

"ھمخیال"

وقت پر شائع کرنے

میں کامیاب ہوئے

منجانب :-

رومی پرنٹنگ پریس

یقیناً آپ نے ہماری شائع کردہ

کتابوں سے اِستفادہ حاصِل

کیا ہوگا۔

ہماری شائع کردہ

ہر جماعت کی کتابوں کی

گائیڈز ورک بکس

حل شدہ پرچہ جات

آپ کے اِمتحان کی تیاری میں

معاون ہوتے ھیں

غزالی پبلشنگ ہاؤس

اُردو بازار کراچی فون نمبر:- ۲۱۳۴۸۴

CS CamScanner

سیما صبوحی

اَنا کے زعم میں خود کو اُجاڑنے والے

رعنا! رعنا! وہ دروازے سے ہی چیختا ہوا گھسا۔ کیا ہے بھیّا تم تو یوں چلّا رہے ہو۔ جیسے کسی مُردے کو آواز دے رہے ہو۔ اُس نے سلائی کرتے کرتے گردن اٹھا کے دیکھا۔ اب بولو بھئی کیا مصیبت ہے۔ اُس کو چُپ کھڑا دیکھ کر وہ چِڑ گئی۔ بتاؤں تو جب تمہاری قینچی کی طرح چلتی زبان کچھ دیر کے لئے رُکے۔ اب میری چل رہی ہے یا تمہاری۔ اُس نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

دیکھو رعنا۔ دیکھو بھیّا جلدی بتاؤ کہنے کیا آئے تھے۔ اُف میں تو بھول ہی گیا۔ وہ ماتھے پہ ہاتھ مارتا ہوا اُس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ ذرا جلدی سے دو کپ چائے تو بنا دے۔ کس کے لئے۔ مجھے تیری یہ عادت بہت بُری لگتی ہے۔ کس کے لئے، کہوں گا دوستوں کے لئے۔ پھر کہے گی کون سے دوست ہیں۔ بھیّا نے اُس کی نقل اُتاری تو وہ چِڑ ہی گئی۔ جاؤ کسی اور سے بنوا لو۔ وہ دوبارہ بیٹھ گئی۔ پھر اُس نے محبت سے ڈانٹ سے ہر طرح کی کوشش کی لیکن وہ ٹس سے مَس نہ ہوئی۔ تو وہ تھک ہار کے ڈرائنگ روم میں واپس چلا گیا۔

دونوں بہن بھائی کی دوستی خاندان بھر میں مشہور تھی۔ اِس لئے اُسے اپنی ہیرا جیسی بہن پہ فخر تھا اور وہ بھی اپنے بھیّا پہ اتراتی نہ تھکتی۔ بڑی بہن کی شادی ہو گئی تھی۔ اس کے بعد نیّر اور سب سے چھوٹی رعنا تھی۔ گھر بھر کی چہیتی اور بھیّا کی سر چڑھی ماں اکثر بیمار رہتی اور باپ شروع سے لاپروا۔ اس لئے گھر کا کبھی بھی خیال نہ آتا۔

بھیّا اب تم شادی کر ہی ڈالو۔ روٹی ڈالتے ڈالتے نہ جانے اُسے کیا سُوجھی کہ بھیّا کی شادی یاد آ گئی۔ نیّر کے ہونٹوں پہ مدھم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ جی نہیں ہم پہلے اپنے گ سے ایک چڑیل کو نکالیں گے تاکہ اُس سے کوئی لڑنے والا نہ ہو۔ امّی برا بیٹھی ان دونوں کی باتیں سُن رہی تھیں۔ رعنا نے پہلے تو آنکھیں دکھا خاموش ہو جانے کو کہا۔ لیکن وہ کب باز آنے والا تھا۔ وہ اپنی دُھ میں نہ جانے کیا کچھ کہتا رہا۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔ نہ نہ میری بہن لون کرے گا آدم خور سے شادی۔

رعنا کا غصّہ کے مارے بُرا حال تھا۔ تم نہیں مانو گے اُس نے توا اُتار کے سلیب پہ رکھا ہی تھا کہ وہ لڑ کھڑا کر اُس کے پاؤں پر آ گرا۔ نیّر نے ایک جست لگا کر فوراً باورچی خانے میں سامنے رکھی ہوئی پیاز توڑ کر جلدی جلدی اُس کے پاؤں پر مَلی۔

رعنا کا تکلیف کے مارے بُرا حال تھا۔ ادھر امّی پریشانی میں چیخ رہی تھیں۔ ارے آلو لگا۔ اُس نے سامنے پڑی ٹوکری میں سے آلو نکال کے رعنا کے پیر پہ ملا۔ ارے کاٹ کے۔ اتنی تکلیف کے باوجود اُس کی ہنسی نکل پڑی۔ وہ کئی دن تک چلنے پھرنے سے مجبور رہ گئی۔ نیّر آفس سے آ کر گھنٹوں اُس سے باتیں کرتا رہتا۔ اُس کے بیٹھ جانے سے سارے گھر کا انتظام اُلٹ کے رہ گیا تھا۔ امّی تو ویسے ہی بیمار رہتی تھیں

لیکن اب مجبور تھیں۔ جو کچھ بن پڑتا کر لیتیں۔ نورین کی جب سے شادی ہوئی تھی وہ سسرال کی ہو کے رہ گئی تھی۔

وقت آہستہ آہستہ گزرتا گیا۔ رعنا نے انٹر کے بعد پڑھائی کو خدا حافظ کہہ دیا۔ سارا دن ماں اور وہ تنہا رہتے۔

یہ ایک تپتی گرمیوں کی شام تھی جس میں سورج ڈھلنے کے باوجود گرمی کے آثار موجود تھے۔ گرمی کی شدت اور کچھ آفس سے تھک ہار کے وہ آیا تھا۔ وہ ابھی بیٹھا ہی تھا کہ رعنا چادر سنبھالتی ہوئی آ گئی۔ بھیّا ذرا بینا کے گھر چھوڑ آؤ۔ نیّر نے ایک کان سے سنی دوسرے سے نکال دی۔ بھیّا چھوڑ آؤ نا۔ لیکن بھیّا نے تو نہ بولنے کی قسم کھائی ہوئی تھی۔ بھیّا بولتے کیوں نہیں۔

میرا دماغ نہیں چلا۔ اچھا تمہارا دماغ چل گیا ہے۔

دیکھ رعنا اس وقت بات مت کر۔

کیوں اس وقت کیا ہے۔ تیرا سر۔ اتنا بُرا لگ رہا ہے میرا بولنا۔ ہاں۔ نہیں بولوں۔ رعنا روہانسی ہو گئی۔

اب کیا لکھ کے دوں۔ نیّر نے چڑ کے اُسے گھورا۔ ساری زندگی نہیں بولوں گی۔

پہلے ایک گھنٹے کے لئے تو چپ ہو جا۔ نیّر کو نہ جانے آج کیا ہو گیا تھا۔

رعنا کا بھی اب صبر کا پیمانہ چھلک پڑا۔ آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی کو چھپائے دھیرے دھیرے قدموں سے کمرے سے نکل گئی۔ اکیلی ہی وہ بینا کے گھر چلی گئی۔ وہاں بھی اُس کا دل نہ لگا تو جلد لوٹ آئی۔ بینا نے اُسے بہت سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اپنے آپ میں نہ تھی۔ آنکھیں ساون بھادوں برسانے پر تیار تھیں۔ ایسے میں روکنا مناسب نہ سمجھا۔

رعنا نے بہت کوشش کی بولنے کی لیکن اپنے اندر ہمت نہیں پا رہی تھی۔ آج تین دن ہو گئے تھے۔ بھیّا کی شکل دیکھ کر نہ جانے کیوں آنسو تیر جاتے۔ نیّر سے بھی بہن بولے بغیر نہیں رہا جاتا تھا۔ لیکن انا جو دونوں کے درمیان دیوار بنی ہوئی تھی۔

نہ جانے اُن کی دوستی پر کس کی نظر لگ گئی تھی۔ اتنی معمولی سی بات پر لڑائی ہوئی اور اب مسئلہ بن گئی تھی۔ شاید دونوں ہی اپنی بات کے پکے تھے۔ نہ وہ پہل کرنے پر تیار نہ یہ۔ ان کے ہی من جانتے تھے کہ ان کی کیا کیفیت تھی۔ لیکن اتنا سب کو پتہ تھا کہ افسوس دونوں ہی کو ہے۔

وقت سرکتا گیا اور وقت کے ساتھ ساتھ دونوں کے درمیان فاصلے بڑھتے گئے۔ وقت کی دھول اُن کی محبت اور خلوص کو دھندلاتی گئی۔ دونوں ہی ایک دوسرے کے لئے اجنبی بنتے گئے۔ پھر دن ہفتوں اور ہفتے مہینوں میں تبدیل ہو گئے اور کئی سال بیت گئے۔ وہ دن بھر اکیلے گھر میں بولائی پھرتی۔ شام ہوتے ہی وہ کمرے میں بند ہو جاتی۔ ہنستی مسکراتی رعنا تو نہ جانے کہاں سو گئی تھی۔ اب اُس کا نہ کسی پکنک، نہ پارٹی میں دل لگتا۔ ماں الگ اس صورتِ حال سے پریشان تھیں۔ اُن کے ہنستے بستے گھر کو نہ جانے کس کی نظر کھا گئی تھی۔ وہ گھر جس میں شام کو نیّر کے آتے ہی اُن کے گھر میں رونقیں اتر آتیں۔ رات گئے تک دونوں کے قہقہے گونجتے رہتے۔ اور چھٹی کے دن کہیں نہ کہیں گھومنے نکل جاتے اور پھر جہاں دو دوست مل جائیں تو ویرانے میں بھی پھول کھل اٹھتے ہیں۔ دیکھنے والا یوں نہیں کہہ سکتا تھا کہ دونوں بہن بھائی ہیں۔ وہ تو ایک قدرتی ناطہ ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ رعنا کی تو کوئی سہیلی نہ تھی۔ ایک بھائی ہی تھا۔ دوست بھی تھا اور بھائی بھی۔

وہ اکثر لوگوں سے سنتی کہ بہنوں بہنوں کی دوستی ہوتی ہے۔ بھائی بھائی میں بھی۔ لیکن بہن بھائی کی دوستی آج تک دیکھنے میں نہیں آئی تو وہ اپنے من میں اترا جاتی۔ اور اپنے آپ کو دنیا کی خوش نصیب لڑکی سمجھنے لگتی۔

CamScanner

رات گئے تک قہقہے گونجتے تھے۔ آج سناٹوں کا راج تھا۔
نیئر جو پہلے دن ڈھلتے ہی گھر آنے کی کرتا اب رات گئے تک گھر آتا۔
ماں نے بیٹی کو سمجھانے کی کوشش کی۔ تیرا بھائی بڑا ہے، چھوڑ ضد۔
لیکن اُس نے کب کسی کی سُنی تھی بیٹے کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن
سب بے سود، تھک ہار کے اب وہ بھی چُپ ہو بیٹھیں۔

یہ ایک آتی بہار اور جاتی خزاں کی شام تھی جب کہ مرجھاتے
پتّوں کی جگہ نئی کونپلیں نکل رہی تھیں۔ اَدھ کھِلی کلیاں شاخوں پر
مسکرا رہی تھیں۔ چمپا کی مہک فضا میں پھیلی ہوئی تھی۔ ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا نے فضا میں ایک خوشگوار تاثر پیدا کر دیا تھا۔ خاندان
کی تمام لڑکیوں اور لڑکوں نے ساحل پہ جانے کا پروگرام بنایا تو نیئر
اور رعنا کو بھی زبردستی اپنے ساتھ لے گئے۔

سمندر کی سرکش لہریں اور سورج کی کرنیں کے ملاپ نے
عجیب سا حُسن پیدا کر دیا تھا۔ سب ہی اپنی جگہ بہت خوش تھے۔
ایک دوسرے پہ پانی برسا رہے تھے۔ لڑکے تو نہاتے نہاتے
بہت آگے تک چلے جاتے۔ اور لڑکیاں ساحل کے آس پاس ہی نہا
رہی تھیں اور وقتاً فوقتاً ایک دوسرے کو پانی میں دھکا دے دیتے۔

رعنا پانی میں کافی اندر تک چلی گئی۔ سب لڑکیاں ساحل پہ
کھڑی آوازیں دے رہی تھیں۔ رعنا آگے مت جاؤ۔ آگے مت جاؤ۔ لیکن
وہ تو اپنے مَن میں بڑی بہادر بنتی تھی۔ لیکن اتنے میں ایک ظالم لہر آئی اور
اُسے ہم سے دُور بہت دُور کر گئی۔ چند لمحے تو وہ ہمیں نظر آتی رہی
اور پھر وہ پانی میں ڈوبتی چلی گئی اور ہم سب دیکھتے کے دیکھتے
رہ گئے۔

لڑکیوں کا رو رو کے بُری حالت ہو گئی تھی۔ اور لڑکے ساکت
کھڑے نہ جانے کن سوچوں میں غرق تھے۔ اور وہ بھائی جس کو اپنی بہن جان
سے زیادہ عزیز تھی پھٹی پھٹی نظروں سے سمندر کی ظالم لہروں کو دیکھ
رہا تھا۔ اُس کی آنکھوں سے بے دریغ آنسو رواں تھے۔ اب ہم کو سمندر کی
لہروں کا شور بہت خوفناک لگ رہا تھا۔ کیونکہ اب اس شور میں
چیخوں کی گونج شامل تھی۔

بھیّا تڑپ تڑپ کے رو رہا تھا لیکن اب کہاں تھی اس کی بہن
جو اُسے تڑپتا ہوا دیکھتی۔ وہ بھائی جو اپنے آپ کو دنیا کا خوش
نصیب بھائی کہتا تھا آج دنیا کا بدنصیب شخص سمجھتا ہے۔

آج بھی وہ تنہائی میں بڑبڑاتا ہے۔ کاش تو نے ایک دفعہ
آواز تو دی ہوتی۔ کاش تو نے آپ اپنے بھیّا کو پکارا تو ہوتا۔
نہیں نہیں۔ مجھے تیری پکار کا انتظار نہیں کرنا چاہیے تھا۔
کاش ایک دفعہ تو آ جائے میری بہن۔ تیرے بن تیرا بھیّا کتنا اداس
ہے۔ تو تو اپنے بھیّا کو کبھی اداس نہیں دیکھ سکتی تھی۔ دیکھ میری بہن
لیکن اب کہاں ہے وہ۔ کہیں بھی تو نہیں۔

بقیہ:- آج کا نوجوان اور معاشرہ

کا اجرا اور انتخاب کرنا چاہیے جہاں ہمارے نوجوانوں کو دورِ حاضر
کے دینی اور دنیوی تقاضے بدرجہ اتم پورے ہو سکیں۔ اس کے ساتھ ہی
ساتھ اُن کی اخلاقیات پر بھی توجہ دینی چاہیے تاکہ ہم ایک ایسے نظامِ زندگی
سے خود کو وابستہ کر سکیں جو "معروف" پر قائم اور "منکر" سے پاک
ہو۔ اُس کی صورت یہ ہے کہ جن خوبیوں کو انسانیت کے ضمیر نے ہمیشہ
کے لئے بھلا دیا ہے اُن کو نہ صرف قائم کریں، پروان چڑھائیں اور جن
بُرائیوں سے انسانی ضمیر پامال ہوتا ہو اُن کو بیخ و بُن سے ختم کر دیں تاکہ
آج کا نوجوان ایک صحت مند معاشرہ کا نمایاں کارپرداز بن سکے، اور یہ دنیا
جس میں ہم رہتے ہیں اپنی کوششوں اور کاوشوں سے جنّتِ ارضی میں
تبدیل ہو سکے۔

ثمینہ منیر

حضورؐ کی اکملیتؐ اور جامعیتؐ

ایک دور وہ بھی تھا جب تمام اہلِ عرب کفر و باطل اور جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہے تھے۔ وہ طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا تھے۔ کئی وحشیانہ افعال ان کی زندگی کا حصہ بن چکے تھے۔ یہی وہ دور تھا جب حضورؐ اس دنیا میں تشریف لائے۔ اس تاریک دور میں بھی آپؐ ہدایت کی ننھی سی کرن کے سہارے صراطِ مستقیم پر چلتے رہے۔ آپؐ نے اپنے دامن کو انفرادی حیثیت سے گناہوں سے پاک رکھا۔ جب عمر مبارک چالیس برس کو پہنچی تو خدا تعالیٰ نے آپؐ کو نبوت کے عہدے سے سرفراز فرمایا اور آپؐ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ لوگ جو جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں اُن کو راہِ حق پر لائیں۔ یہ اگرچہ بہت ہی کٹھن مرحلہ تھا، مگر حضورؐ جو ایک جامع اور کامل شخصیت کے مالک تھے اور جن کے نزدیک خدا کا حکم بجا لانے کے آگے اور کوئی چیز اہمیت نہ رکھتی تھی اس مرحلے میں بھی ثابت قدم رہے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور حمایت قدم قدم پر آپؐ کے ساتھ رہی اور آپؐ نے وہی دین جسے حضرت آدمؑ نے شروع کیا تھا کو مکمل کرنے کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔

جس طرح حضرت آدمؑ نے اللہ کی عبادت کے لئے خانہ کعبہ کی بنیادیں رکھی تھیں اور جنہیں حضرت ابراہیمؑ نے استوار کیا تھا حضورؐ نے بھی اسی طرح مسجد نبوی کی تعمیر کی جسے مسلمانوں کے نزدیک بڑی اہمیت حاصل ہے اور جس میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ کفر میں گھرے ہوئے لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ آپؐ نے یہاں بھی ایسا فصیح و بلیغ اندازِ تبلیغ اپنایا کہ لوگ متاثر ہو کر اسلام قبول کرنے لگے۔ آپؐ کا اندازِ تبلیغ حضرت یحییٰؑ سے ملتا جلتا تھا۔ حضرت موسیٰؑ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کی اصلاح کے لئے بھیجا تھا۔ انہوں نے لوگوں کے مظالم سہے مگر کبھی ہمت نہ ہاری۔ حضورؐ نے کفار کی بے پناہ تکالیف سہیں مگر کبھی پست حوصلہ نہ ہوئے۔ حضرت ایوبؑ کو خدا نے ذہنی اور جسمانی بڑی اذیتیں دیں۔ اُن سے حکومت چھین لی، پھر انہیں بیمار کر دیا مگر وہ ہمیشہ صبر کرتے رہے۔ حضورؐ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بڑی آزمائشوں میں ڈالا، مگر آپؐ نے کبھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ حضرت ابراہیمؑ اپنا وطن فلسطین چھوڑ کر ہجرت کر گئے۔ حضورؐ نے بھی کفار کی سختیوں سے بچنے کے لئے حکمِ خدا سے مدینہ ہجرت کی۔ حضرت ابراہیمؑ کو آتشِ نمرود میں ڈالا گیا۔ حضورؐ نے بھی کفار کی عداوت و دشمنی کی آگ کو برداشت کیا۔ مگر جب اُن سے بدلہ لینے کا وقت آیا تو یہ کہہ کر دنیا میں رحمدلی کی ایک بہترین مثال قائم کر دی کہ:۔

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ

ترجمہ:۔ "آج تم پر کوئی پکڑ نہیں۔ جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔"

مندرجہ بالا خوبیوں کی بناء پر حضورؐ کے جامع ہونے کا پتہ

CamScanner

پتہ چلتا ہے۔ اس کے علاوہ آپؐ ایک کامل شخصیت کے مالک تھے۔
المختصر وہ تمام خوبیاں جو انفرادی طور پر مختلف
پیغمبروں میں پائی جاتی تھیں مشترکہ طور پر حضورؐ میں موجود تھیں۔
اگرچہ آپؐ ایک ایسے دور میں پیدا ہوئے جس میں رحم کا تصور بھی
موجود نہ تھا۔ پھر بھی آپؐ کے دل میں رحم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا
تھا۔ آپؐ نے لوگوں کو ظلم و ستم کرنے سے روکا۔ بیواؤں، مسکینوں
اور غریبوں کو اُن کے حقوق دلائے۔ آپؐ شرم و حیا کا پیکر تھے۔
غرض کہ آپؐ علم و حکمت کا خزینہ تھے۔ آپؐ پر وہ کتاب نازل ہوئی
جس کے نزول سے تمام سابقہ کتب کی تعلیمات کو منسوخ کر دیا گیا۔
ایسے مذہب کی تبلیغ کی جسے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے
پھیلایا اور جس کے بارے میں آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔
"اللہ کے نزدیک دین تو اسلام ہی ہے"
آنحضرتؐ نے دین اسلام کی تکمیل کی۔ اُن کی شخصیت
کی جامعیت کا اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ کے بعد نبوت کا
سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا۔

ثریا نجم ولد نجم الدین

اَقوالِ زرّیں

(۱) مظلوم کی بددعا سے ڈرو کیونکہ اُس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ (حضور اکرمؐ)

(۲) جو شخص علم رکھے اور اس پر عمل نہ کرے وہ ایک ایسا بیمار ہے جس کے پاس دوا تو ہے مگر استعمال نہیں کرتا۔

(۳) زندگی کا مقصد حصولِ مسرت نہیں بلکہ تکمیلِ انسانیت ہے۔

(۴) تین چیزیں انسان کو تباہ کر دیتی ہیں۔ حرص، حسد اور غم۔ (امام غزالی)

(۵) جو شخص اپنے راز کو پوشیدہ رکھتا ہے گویا وہ اپنی سلامتی اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔ (رسول اکرمؐ)

(۶) علم دولت سے بہتر ہے علم تمہاری پاسبانی کرتا ہے اور دولت کی پاسبانی تمہیں کرنی پڑتی ہے۔

(۷) تم سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اخلاق کے اچھے ہیں۔ (رسول اکرمؐ)

(۸) علم کے بغیر عبادت فضول ہے اور عقل کے بغیر علم دردِ سر۔ (حضرت بابا فرید گنج شکر)

(۹) دنیا کی سب سے خوبصورت جگہ ماں کی گود ہے۔

(۱۰) محسن وہی ہے جو احسان کر کے بھول جاتا ہے۔

(۱۱) علم پیغمبروں کی میراث ہے، اور مال فرعون، قارون اور کفار کی۔

(۱۲) قناعت ایک خزانہ ہے۔

(۱۳) جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔

(۱۴) بدگمانی ایسا زہر ہے جو ہرے بھرے درخت کو راکھ کر دیتا ہے۔

(۱۵) اندھا اعتماد سوئے ہوئے ناگ کی طرح ہے جو کسی وقت بھی جاگ کر ڈس لیتا ہے۔

(۱۶) درخت پھل سے، انسان دوستوں سے، اور قومیں اپنے کردار سے پہچانی جاتی ہیں۔

(۱۷) اس دن کو روؤ جو گزر گیا اور اس میں نیکی نہیں کی۔

(۱۸) مومن بننے کے لئے شریعت کا تابع ہونا ضروری ہے۔

(۱۹) غصہ پر قابو بہت بڑی صفت ہے۔

(۲۰) بچپن کا علم ایسا ہے کہ جیسے پتھر پر نقش۔

CamScanner

ندیم عمر بقائی

اخلاق حسنہ اور ہمارا معاشرہ

بہت عرصہ نہیں گزرا جب کہ ہم اپنے اخلاق حسنہ کی بدولت کائناتِ عالم کا سب سے زیادہ قیمتی سرمایہ تھے۔ اور ہمارے اخلاق ضرب المثل تھے۔ لیکن آج اپنے اخلاق کی پستی کی بدولت ہم کیا سے کیا ہو گئے۔ ہم معلمِ اخلاق تھے اور ہمارا اخلاق ضرب المثل تھا۔ لیکن اب ہماری بدخلقی ضرب المثل ہے۔

دنیا کی بہت سی خوشیاں صرف اخلاق حسنہ کی بدولت قائم ہیں۔ اخلاق حسنہ کو عرفِ عام میں اچھے یا شائستہ اخلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جب اخلاق کی حالت خراب ہو جاتی ہے تو حکومتیں اور جماعتیں قانون بنا کر اس کو ضابطہ میں لانے کی کوشش کرتی ہیں لیکن اگر لوگ اپنے اخلاق، فرائض اور ذمہ داریوں کو خود انجام دیں تو ایک طرف تو خود عوام کو فائدہ پہنچتا ہے اور دوسری طرف حکومت کا بوجھ بھی کم ہوتا ہے۔

ہمارا ایک عرصے سے مشاہدہ ہے کہ ہمارے نوجوانوں کا اخلاق رو بہ زوال ہے۔ چھوٹے بڑے کا کوئی ادب باقی نہیں۔ والدین کے حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے۔ ہمسایوں اور یتیموں کے حقوق کھلے عام سلب کئے جا رہے ہیں۔ ہم نے اخلاصِ عمل۔ خدمتِ خلق۔ عہد کی پابندی۔ دیانت داری۔ سچائی۔ فیاضی۔ عفت اور پاکبازی۔ شرم و حیا۔ رحم و کرم۔ حق گوئی اور خوفِ خدا کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور اس کی جگہ جھوٹ، بدعہدی، خیانت، غیبت۔ بدظنی بے ایمانی، لالچ۔ رشوت خوری، کینہ پروری، ظلم و ستم اور غرور و تکبر کو اپنا لیا ہے جو ہمارے لئے بڑے گھاٹے کا سودا ہے۔ اس سے نہ دین کا بھلا ہو گا اور نہ ہی دنیا کا۔

موجودہ دور میں ہمارے اخلاق کی پستی کا سبب ٹی وی اور وی سی آر ہیں جو گھر گھر تباہی مچا رہے ہیں۔ ہم اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور بیوی بچوں کے ساتھ ایسی فلمیں دیکھتے ہیں جو ہماری اخلاقیات کے ہر پہلو کی نفی کرتی ہے۔ ان فلموں میں کونسی ایسی بے شرمی اور بے حیائی نہیں جو موجود نہ ہو۔ ہم اور ہمارے چھوٹے بڑے کس بے باکی سے ان فلموں کو ایسے غور سے دیکھتے ہیں جیسے ہم ان سب برائیوں کو اپنانے پر مُصر ہیں۔ معلوم نہیں ہماری غیرت اور حمیت کو کیا ہو گیا ہے کہ ہماری آنکھوں کا پانی مر چکا ہے کہ آج ہم اپنے چھوٹے بڑوں کے ساتھ ایسی فلمیں دیکھ کر اپنی بدخلقی کا مظاہرہ پیش کر رہے ہیں۔

قرآن پاک نے اپنے ماننے والوں کو ایسی تعلیم دی ہے کہ اگر اُن پر ہمارے نوجوان عمل پیرا ہو جائیں تو نہ صرف وہ سیدھے راستے سے بھٹکنے نہ پائیں گے بلکہ ان کی اخلاقی پاکیزگی سے یہ دنیا خیر و برکت کا سرچشمہ نظر آنے لگے گی۔

والدین کے حقوق کو جو درجہ اسلام نے دیا ہے شاید ہی

کسی دوسرے مذہب نے دیا ہو۔ آنحضرتؐ نے چار بڑے گناہوں کا ذکر فرمایا ہے اور سرِ فہرست ماں کی نافرمانی کو قرار دیا ہے۔ والدین کی خوشنودی سے خدا کی خوشنودی ہے۔ قرآن پاک میں والدین کے ساتھ حسن وسلوک، نیکی اور خدمت کی تاکید ۱۲ مختلف آیتوں میں نازل ہوئی ہے۔ سورۃ النساء میں توحید کے حکم اور شرک کی ممانعت کے بعد ہی والدین کے ساتھ بھلائی کی تاکید کی گئی ہے۔ ایک حدیث مبارک ہے کہ ماں کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ کسی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ میرے حسن معاشرت کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے۔ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اسی طرح تین مرتبہ فرمایا تیری ماں۔ چوتھی مرتبہ فرمایا تیرا باپ۔

ایک مرتبہ آنحضرتؐ مجلسِ قدس میں تشریف فرما تھے۔ جانثار حاضر تھے۔ آپؐ نے فرمایا وہ خوار ہوا، وہ خوار ہوا وہ خوار ہوا۔ صحابہؓ نے پوچھا کون۔ آنحضرتؐ نے فرمایا جس نے ماں باپ کو یا اُن میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر اُن کی خدمت نہ کر کے جنت نہ حاصل کی۔

ایک مجلس میں صحابہ نے دریافت کیا کہ تمام کاموں میں خدا کو ہمارا کون سا کام زیادہ پسند ہے۔ آپؐ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ عرض کیا پھر کون؟ ارشاد ہوا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا۔ دریافت کیا پھر کون؟ فرمایا خدا کی راہ میں جہاد کرنا

آجکل کے نوجوانوں میں ماں باپ کی نافرمانی عام ہو گئی ہے۔ اُن کے دُکھ درد کی اولاد کو پروا نہیں۔ حالانکہ اُن کو یہ احساس اُس وقت ہوتا ہوگا جب وہ ایک بچے کے پالنے میں اور پروان چڑھانے میں مختلف تکالیف سے دوچار ہوتے ہوں گے۔

اِس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ قدرت الٰہی کی طرف سے لوگوں کو جو چیزیں عطا ہوئی ہیں اُن میں سب سے بہتر اخلاق حسنہ ہے۔ ترمذی شریف میں ہے "مسلمانوں میں اس کا ایمان مکمل ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "تم میں سے سب سے پیارا اور مجھ سے نزدیک وہ ہے جو تم میں خوش خلق ہو۔ اور مجھے ناپسند اور قیامت میں مجھ سے دُور وہ ہوگا جو تم میں بداخلاق ہوگا۔ اور فرمایا خوش خلقی اللہ تعالیٰ کا خلق عظیم ہے۔

ہماری موجودہ اور آئندہ نسلوں کو چاہیئے کہ وہ زیورِ خلق اور اخلاقِ حمیدہ سے مزیّن ہوں تاکہ ہم اس عالم وجود میں ایک بلند مقام حاصل کر سکیں اور ہمارا معاشرہ خوشحال ہو اور ہم دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرنے کے ساتھ ساتھ اپنا، اپنی قوم کا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکیں۔

کیا آپ کو معلوم ہے؟

شبانہ پروین ولد نجم الدین

۱۔ قرآن پاک میں کُل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔

۲۔ قرآن پاک کی سب سے بڑی سورۃ سورۂ بقرہ ہے۔

۳۔ قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورۃ سورۃ الکوثر ہے۔

۴۔ مدینہ منوّرہ میں نازل ہونے والی سب سے پہلی سورۃ سورۃ بقرہ ہے۔

۵۔ برصغیر میں قرآن پاک کا سب سے پہلے فارسی ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ نے کیا۔

۶۔ حضرت مریم وہ واحد خاتون ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں اُن کے نام سے آیا ہے۔

CS CamScanner

CS CamScanner

شیخ محمد صارم - حیدر آباد

ہمارے تعلیمی معیار کی پستی کا ذمہ دار کون؟

یہ ایک ایسا سوال ہے جو ہر با شعور ذہن میں پایا جاتا ہے۔ کسی بزرگ سے یہ سوال کر کے دیکھیں تو وہ جھٹ سے کہے گا۔ بھئی آجکل تو طالب علم اتنی نقل کرتے ہیں کہ تعلیمی معیار پست ہو کر رہ گیا ہے۔ مگر اگر اس سوال پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو یہ پتہ چلے گا کہ تعلیمی معیار کی پستی کا الزام صرف طالب علموں کے سر ڈالنا طالب علموں کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔ اب ہم ان حقیقی اسباب پر غور کرتے ہیں جن سے تعلیمی معیار پست ہو کر رہ گیا ہے۔

سب سے پہلا اور اہم سبب تعلیمی معیار کی پستی کا یہ ہے کہ بورڈ کے عملے کے وہ ارکان جو پیپر بناتے ہیں وہ پیپر آؤٹ کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کبھی کبھار تو وہ پیپر آجاتا ہے۔ مگر اکثر یہ ہوتا ہے کہ پیپر کی خبر بیشتر لڑکوں کو ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں پیپر تبدیل ہو جاتا ہے اور پہلے سے مشکل آتا ہے۔ اور اس طرح ذہین سے ذہین طالب علم بھی نقل پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور یوں تعلیمی معیار آپ سے آپ ہی پستی کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ تعلیمی معیار بلند ہو تو ایسے عناصر کا مکمل خاتمہ ہونا چاہیئے جو چند روپے کے عوض پیپر آؤٹ کر دیتے ہیں۔

۲۔ تعلیمی معیار کی پستی کی ایک اور اہم وجہ اساتذہ کی نقل میں مدد ہے۔ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ اساتذہ طالب علموں کو نقل میں پوری مدد دیتے ہیں۔ یہ صرف خیال ہی نہیں بلکہ مشاہدہ ہے۔ خود ہمارے ایک استاد صاحب نے ہمیں ساتویں کلاس میں نقل کی کھلی اجازت دیدی تھی۔ یعنی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ساتویں کلاس کتنی ابتدائی کلاس ہے اور اس میں نقل کی اجازت۔ اس طریقہ سے شروع ہی سے ایک طالب علم نقل کا عادی ہو جاتا ہے اور وہ ذرا ذرا سی بات پر نقل شروع کر دیتا ہے۔ بارہا یہ دیکھا جاتا ہے کہ اساتذہ طالب علموں کو کھلی نقل کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور جیسے ہی کوئی چیک کرنے والا آتا ہے انہیں اشارہ کر دیا جاتا ہے اور وہ نقل بند کر دیتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے اساتذہ جو قوم کے مستقبل پر ڈاکہ ڈالتے ہیں ان کے لئے سزا مقرر کی جائے تاکہ ایسے عناصر کو سر اٹھانے کا موقع نہ ملے۔

تعلیمی معیار کی پستی کی تیسری اور اہم وجہ اساتذہ کی غیر معیاری تعلیم ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ اسکولوں میں تو زبردستی لے دے کر کورس ختم کرا دیا جاتا ہے مگر کالجز میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔ کم ہی کالجز میں ایسا ہوتا ہے کہ کورس ختم کرایا جائے۔ ورنہ اکثر کالجوں میں ایسا ہوتا ہے کہ اساتذہ کالج میں تو پڑھاتے نہیں ہیں البتہ ٹیوشن بے انتہا کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مجبوراً ٹیوشن جوائن کرنا پڑتی ہے اور جس کی فیس ہر ایک باپ کے لئے دینا مشکل ہوتی ہے۔ اس طرح چند اونچے طبقے کے افراد تو ٹیوشن جوائن کر پاتے ہیں مگر نچلا طبقہ اس سے محروم رہتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امتحان سر پر آجاتے ہیں مگر کورس ہنوز باقی ہوتا ہے۔ اس طرح کچھ طالب علم تو محنت کرتے ہیں مگر اکثر ناجائز ذرائع

استعمال کرتے ہیں جس کے نتیجہ میں تعلیمی معیار پست ہو کر رہ جاتا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اساتذہ کو چاہیئے کہ وہ کورس ختم کرائیں تاکہ طلبہ محنت کر کے امتحان دے لیں۔ اسی طرح ایسے عناصر کی تعداد آٹے میں نمک کی رہ جاتی ہے جو نقل کرتے ہیں۔ یہ صرف اس وقت ممکن ہے جب کالج کا تعلیمی سال پورے ۱۲ ماہ کا ہو۔ ہوتا یہ ہے کہ میٹرک کے بعد کلاسیں اکتوبر تک شروع ہوتی ہیں اور مئی میں امتحان۔ صرف ۷، ۸ ماہ ملتے ہیں۔ اُس میں بھی سردیوں کی چھٹیاں اور دیگر تعطیلات کے باعث ایک ماہ اور کم ہو جاتا ہے۔ اِس طرح صرف چھ ماہ بچتے ہیں۔ چھ ماہ میں اتنا طویل کورس مکمل کرانا بھی ناممکن ہوتا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ اِس پیریڈ کو بڑھایا جائے تاکہ کورس بآسانی مکمل ہو سکے۔

تعلیمی معیار کی پستی کی چوتھی اہم وجہ اساتذہ کی ناقص ابتدائی تربیت ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ اساتذہ ہی صحیح قسم کے نہیں ہوتے۔ آجکل یہ پیشہ بھی فیشن بن گیا ہے۔ کوئی اور جاب نہیں ملی تو بس ٹیچری ہی کر لی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شروع ہی سے بچّوں کی صحیح تربیت نہیں ہو پاتی اور ابتداء سے انہیں وہ بنیاد نہیں مل پاتی جس کی انہیں ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس پر ٹھیک عمارت بننا عبث ہے۔ لہٰذا اربابِ اختیار کو چاہیئے کہ ٹیچری کو محض فیشن یا ایکسٹرا جاب نہیں بنا دیا جائے۔ بلکہ صرف ایسے افراد کو اس مقدس ذریعے میں جگہ دی جائے جو اُسے صحیح انجام دے سکیں۔

تعلیمی معیار کی پستی کی ایک اور اہم وجہ غلط مارکنگ ہے ہوتا یہ ہے کہ اگر ایک بہترین طالبِ علم محنت کرتا ہے مگر اس کے مارکس کم آتے ہیں۔ ایک دوسرا طالب علم محنت نہیں کرتا، نقل کرتا ہے اور اس کے نمبر بھی اچھے آتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک اچھے طالب علم میں بھی احساسِ محرومی بڑھتا ہے اور وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ناجائز ذرائع کی جانب رجوع کرتا ہے۔ عموماً ایسا غلط مارکنگ کے باعث ہوتا ہے۔ اب اگر کسی طالبِ علم کو باوجود اس کے کہ اس نے اچھا پرچہ کیا کم نمبر ملتے ہیں۔ اور یہ چیکر کی غلطی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مگر ایک طالب علم کے پاس صرف واحد ذریعہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بورڈ جائے اور کاپی دوبارہ چیک کرنے کی درخواست کرے۔ بورڈ والے فی کاپی دس روپے لیتے ہیں کئی چکر لگواتے ہیں۔ اس پر مزید تازیانہ یہ کہ کاپی طالب علم کو دیکھنے نہیں دیتے۔ بس کچھ خاص لوگوں کے بچّے ہی کاپی دیکھ پاتے ہیں۔ اس طرح سے دونوں لحاظ سے غریب طبقہ کے طالبِ علم میں احساسِ محرومی بڑھتا ہے۔ جس کا نتیجہ ناجائز ذرائع پر منتج ہوتا ہے۔ اور ایک بات تو یہ کہ اگر ایک طالب علم نقل کرنے کی غلطی کرتا ہے تو اُسے تو تین سال کے لئے نکال دیا جاتا ہے مگر کوئی استاد تعصب کی وجہ سے کم نمبر دیتا ہے تو اس کی غلطی کی کوئی سزا نہیں ؟

انصاف دونوں طرف ہونا چاہیئے۔ لہٰذا کم از کم ایک کمیٹی ایسی ہونی چاہیئے جو طلبہ کی درخواست پر صحیح طور پر تحقیقات کرے اور اگر کوئی استاد غلطی کا مرتکب ہو تو اُسے قرار واقعی سزا دی جانی چاہیئے یہ وہ کچھ مشاہدات پر مبنی اسباب تھے جو ہمارے تعلیمی معیار کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا تعلیمی معیار بلند ہو تو ہمیں ان اسباب کا تدارک کرنا ہوگا۔ لیکن ان دلائل کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ طلبہ برادری اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھے۔ انہیں بھی اساتذہ کے ساتھ پورا پورا تعاون کرنا چاہیئے تاکہ ہمارا تعلیمی معیار بڑھے اور ہمارا ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صنّاعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

اقبالؔ

ھما ناز

علم اور کتب خانے

"فرشتوں کو شرف کیا کیا نہ بخشا
مگر انسان کا رتبہ نہ بخشا"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اس طرح فرشتوں کو انسان پر برتری ملی۔ اس برتری کا سبب علم اور صرف علم ہے جو اللہ نے انسان کو عطا کیا۔ اس کا آغاز اللہ تعالیٰ نے آدم کو علم الاسماء عطا کر کیا اور اس کی تکمیل رسول کریمؐ کی رسالت اور قرآن شریف کے نزول پر ہوئی۔

جس طرح رفتہ رفتہ دنیا کی آبادی میں اضافہ ہوتا رہا اسی طرح علوم و فنون کی وسعت بڑھتی گئی۔ سائنس کی ایجادوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور یہ نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے۔ مگر ان کا مرکز، منبع اور محور کیا ہے؟ یہ تمام معجزے کتابوں اور کتب خانوں ہی کے تو ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو علم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ وہ حق و ناحق نیکی و بدی میں امتیاز پیدا کر سکے اور دنیا میں درپیش مسائل کا مناسب حل تلاش کر سکے۔ لہٰذا ابتدائے آفرینش سے انسان اپنی بقا امن و امان اور خوشگوار زندگی بسر کرنے کے لئے جہد مسلسل میں سرگرداں ہے۔ اس ضمن میں روز و شب تحقیق اور جستجو جاری ہے عقق و سائنسدان رہبر و رہنما غرض سبھی تلاشِ حق میں سرگرداں ہیں۔

انسان نے روزِ ازل سے آج تک جو علمی سرمایہ اور عملی مواد چھوڑا ہے وہ موجودہ اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ حال اور مستقبل کی جامع تعمیر کے لئے اس سرمایہ اور مواد سے استفادہ کرنا ہر محقق کا فرض ہے۔ اس مواد کی تلاش کے لئے اور ان کے بہتر استعمال کے لئے کتب خانے معاون و مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ علمی اور تحقیقی مواد دنیا میں اس قدر تیزی سے شائع ہو رہا ہے کہ اس کو کسی ایک کتب خانے میں یکجا کرنا دشوار ہی نہیں تقریباً ناممکن ہے۔

کتب خانوں میں ہزاروں لاکھوں کتابیں ہوتی ہیں۔ مختلف علوم اور ہر علم کے مختلف شعبوں کی کتابیں مختلف الماریوں میں رکھی ہوتی ہیں کتابوں کے نام، مصنفوں کے نام، سالِ طباعت اور مقامِ طباعت رجسٹر میں درج ہوتے ہیں۔ کچھ عملہ اس کا نگراں ہوتا ہے۔ ان کتب خانوں کی کارکردگی کے مناسب اوقات ہوتے ہیں۔ بے شمار لوگ ان سے استفادہ کرتے ہیں۔

آجکل کتب خانوں کا نظام جدید طریقوں سے آراستہ ہے مہتمم کتب خانہ اعلیٰ ترین پیشہ ورانہ تعلیم و تربیت کے حامل ہوتے ہیں۔ وہ ہر قاری اور ہر محقق کو مطلوبہ مواد اور حوالہ نہایت آسانی اور سہولت سے مہیا کرتے ہیں جن سے قاری اور محقق کا وقت اور پیسہ بچ جاتا ہے۔

ایک اچھی کتاب بہترین روحانی غذا ہے ایک بار ابوالفضل نے

CamScanner

کہا کہ اگر ایک طرف بادشاہت اور دوسری طرف کتابوں کا انبار ہو اور مجھ سے ایک چیز چن لینے کو کہا جائے تو میں فوراً کتابیں پسند کر لوں گا۔ ظاہر ہے کہ بادشاہت کی الجھنوں کے مسائل ہر وقت ذہنی بوجھ بنتے رہتے ہیں۔ کتابیں تنہائی کی ساتھی، سفر کی تفریح اور دل بہلانے کو شریک زندگی ہوتی ہیں۔ کتب بینی کا اندازہ ایک اطالوی کہاوت سے لگا لیجیے۔ کہاوت ہے "اگر تمہارے پاس رقم ہو تو پہلے کتابیں خریدو۔ رقم بچ رہے تو کھانے کی اشیاء خریدو" یعنی کتاب کی افادیت خوراک اور ستر پوشی دونوں ہی سے بلند ہے۔

تمام چیزوں کی قیمت خرید کی روز افزوں مہنگائی نے کتب خانوں کی افادیت کو بہت بڑھا دیا ہے۔ آجکل ہم ذاتی طریقے پر ضرورت کے مطابق کتابیں نہیں خرید سکتے اس لئے ہماری ضرورتوں اور مشکلات کا حل کتب خانوں ہی سے وابستہ ہے۔ یہ ہمارا انسانی اور قومی فرض ہے کہ کتب خانوں کی نشو و نما اور نظم و نسق میں زیادہ سے زیادہ ہاتھ بٹائیں۔ نیک خواہشات کی کوشش ہمیشہ بارآور ہوتی ہیں۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ہم اس لازوال حقیقت کو نظر انداز نہ کریں کہ علم صرف وہی علم ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہے۔

کتاب وہ قیمتی سرمایہ ہے جس سے انسان ترقی کی راہ پر گامزن ہو جاتا ہے۔ ایک مشہور مقولہ ہے "کتاب بہترین دوست ہے"۔ جب انسان ہوش سنبھالتا ہے تو اس کا سابقہ کتابوں سے پڑتا ہے۔ اور یہی کتابیں ہمیں زندگی گزارنے کے طریقے، رہن سہن کے آداب، بلند پایہ مصنفوں کے خیالات اور ان کی حکیمانہ باتیں ہماری رفیق، رہنما، مصلح اور ناصح بنی رہتی ہیں۔ زندگی میں ہر قدم پر کتاب ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ سیدھی راہ دکھاتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ ہم اپنی منزل مقصود تک اپنی کتابوں کے ذریعے پہنچ جاتے ہیں۔ کتابیں نہ صرف تنہائی کی بہترین دوست ہوتی ہیں بلکہ ان میں ہمارے بزرگوں نے جو تجربات حاصل کیے

(باقی صفحہ نمبر ۴۰ پر دیکھیے)

ناہید متین

ہری مرچیں

١۔ ایک ماڈل شوہر؟

ج۔ جس نے ماڈل گرل سے شادی کی ہے۔

٢۔ موٹے آدمی عام طور پر خوش مزاج کیوں ہوتے ہیں؟

ج۔ وہ نہ لڑ سکتے ہیں نہ بھاگ سکتے ہیں۔

٣۔ محبت کرنے والی لڑکی ہمیشہ شک میں مبتلا ہوتی ہے۔ اور لڑکا؟

ج۔ قرض میں۔

٤۔ سزائے موت کے لئے برقی کرسی پر بیٹھنے کے بعد آپ کی آخری خواہش؟

ج۔ بجلی فیل ہو جائے۔

٥۔ نظم و ضبط کسے کہتے ہیں؟

ج۔ بدنظمی برداشت کرنے کی قوت کو۔

٦۔ غصیلے مالک کی ہمدردیاں کیسے جیتیں؟

ج۔ یہ کہہ کر کہ میری بیوی مجھے پیٹتی ہے۔

٧۔ مالدار بننے کے لئے کوئی شارٹ کٹ؟

ج۔ چوری کیجیے لیکن ہر مالدار کی طرح قانونی طریقوں سے۔

٨۔ جو شخص بحث میں ہمیشہ کامیاب ہو جاتا ہے؟

ج۔ اس کے دوستوں کی تعداد گھٹتی جاتی ہے۔

٩۔ دماغ اور پیراشوٹ میں کون سی چیز مشترک ہے؟

ج۔ بلندی۔

CamScanner

انیسہ عمر بقائی

آج کا نوجوان اور معاشرتی تقاضے

ہمارا آج کا نوجوان جس کرۂ ارض پر سانس لے رہا ہے وہ تقریباً چار ارب افراد پر مشتمل ہے۔ جو اپنی گوناگوں ضروریات کی بنیاد پر ایک دوسرے سے منسلک بھی ہیں اور جداگانہ بھی۔ یہ دور جس سے ہم گزر رہے ہیں بہت تیز رو ہے۔ نت نئی ایجادات، تازہ ترین سائنسی معلومات اور ان کے عملی مظاہرے ہر فرد کو یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ اس رنگ و دو میں بغیر حصہ لیئے وہ اپنا کوئی مقام نہیں بنا سکتا۔ لیکن اس مقام کو بنانے کے لئے اس کو کچھ اصول و ضوابط سے گزرنا پڑتا ہے۔ سب سے اہم چیز جو کسی فرد کے راستے میں حائل ہوتی ہے وہ اس کا زیورِ تعلیم سے متصف ہونا ہے۔ اگر اس کی تعلیم اس نہج اور معیار کی نہیں ہے جو زندگی کی دوڑ میں اس کا ساتھ دے سکے تو وہ انتہائی پست صورت حالات سے دوچار ہو جاتا ہے۔ ترقی پسند معاشرہ اس کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتا اور وہ شخص کم حوصلگی اور کوتاہ ہمتی کا شکار ہو جاتا ہے۔ جو نہ صرف اس کی مستقبل کی زندگی بلکہ اس کی روزمرہ کی کارکردگی کو بُری طرح متاثر کرتی ہے۔ اس کی سوچ کے دھارے بدل جاتے ہیں اور وہ یاس و حرماں کی تصویر بن جاتا ہے۔ اک ترقی پذیر معاشرہ ایسے فرد کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور وہ دل شکستہ ہو کر بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ وہ زندگی کے ہر احسن رویہ سے بیزار ہو جاتا ہے اور کسی اصول و ضابطہ کو خاطر میں نہیں لاتا ہے۔ ایسے افراد میں خیر و شر کی تمیز اُٹھ جاتی ہے اور یہ لوگ ہر وہ کام کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں جو زندگی کی صحت مند قدروں کے منافی ہوں۔ اُن کی حسی کیفیات خودغرضی سنگدلی، بخل اور تنگ نظری کو جنم دیتی ہیں۔ اور ضبطِ نفس، خودداری، شائستگی اور ملنساری کی خصوصیات سے عاری ہوتی ہیں۔ کج خلقی، کوتاہ ظرفی، تنگ نظری، انتشار، بدخواہی، ظلم و زیادتی کو اجتماعی زندگی میں داخلہ کی موجب ہوتی ہیں۔ اور اُن میں نیکی اور بدی کی تمیز، والدین کی عزت، اساتذہ کا ادب، رشتہ داروں کی مدد، ہمسایوں سے حسنِ سلوک دوستوں سے رفاقت، یتیموں کی دلجوئی۔ غرضیکہ کوئی بھی خاصی قدر باقی نہیں رہتی۔ ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ کیا ہم اپنے نوجوانوں میں ایسے معاشرہ شکن عناصر کو فروغ تو نہیں دے رہے۔ اور اگر ہمارے گرد و پیش میں ایسا ہو رہا ہے تو ہم اس کا کیا تدارک کر رہے ہیں۔ ہم کو اس سلسلہ میں اپنا پورا جائزہ لینا چاہیئے۔ اور اگر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آج کا نوجوان زندگی کی صحت مند قدروں سے اغماض برت رہا ہے تو ہم کو چاہیئے کہ جس قدر جلد ہو سکے ہم اصلاح احوال کی ہمہ گیر تحریک شروع کریں۔ کیونکہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے سے ہم نکبت و افلاس کے غار میں گر جائیں گے۔ اِس لیئے ہمارے اربابِ اختیار کو چاہیئے کہ وہ پیش بندی کے طور پر تربیت، تعلیم اور اخلاق پر زور دیں۔ ہمیں اپنے گھروں کے ماحول اور گرد و پیش کے اثرات کے توڑ کے لیئے تربیت پر زیادہ سے زیادہ زور دینا چاہیئے اور تعلیم کے سلسلہ میں ایسے مدارس

(باقی صفحہ ۲۸ پر)

نجمہ سلطانہ

کامیاب زندگی کے بہترین اُصول

۱۔ سوچو — جذبۂ تعمیر کے ساتھ

۲۔ بولو — اختصار کے ساتھ

۳۔ دیکھو — دلچسپی کے ساتھ

۴۔ سنو — غور کے ساتھ

۵۔ پڑھو — انتخاب کے ساتھ

۶۔ چلو — اعتماد کے ساتھ

۷۔ جھکو — وقار کے ساتھ

۸۔ جیو — حوصلے کے ساتھ

۹۔ ملو — خلوص کے ساتھ

۱۰۔ غور کرو — گہرائی کے ساتھ

۱۱۔ مقابلہ کرو — احتیاط کے ساتھ

۱۲۔ منصوبہ بناؤ — فراست کے ساتھ

۱۳۔ عمل کرو — بے خوفی کے ساتھ

۱۴۔ اعتماد کرو — یقین کے ساتھ

۱۵۔ محنت کرو — لگن کے ساتھ

۱۶۔ کوشش کرو — ہمت کے ساتھ

۱۷۔ عبادت کرو — محبت کے ساتھ

۱۸۔ ہمدردی کرو — شرافت کے ساتھ

۱۹۔ محبت کرو — پاکیزگی کے ساتھ

۲۰۔ دوستی کرو — سچائی کے ساتھ

۲۱۔ نیکی کرو — انکساری کے ساتھ

۲۲۔ انتظار کرو — صبر کے ساتھ

۲۳۔ خرچہ کرو — عقل کے ساتھ

۲۴۔ آرام کرو — وقفوں کے ساتھ

۲۵۔ بحث کرو — دلیل کے ساتھ

۲۶۔ عطا کرو — فیاضی کے ساتھ

۲۷۔ تمنا کرو — استغنا کے ساتھ

۲۸۔ کھاؤ — اعتدال کے ساتھ

۲۹۔ ورزش کرو — باقاعدگی کے ساتھ

۳۰۔ قدم بڑھاؤ — نظر کے [illegible]

۳۱۔ زندگی بسر کرو — انسانیت کے ساتھ۔

بقیہ ۱۔ علم اور کتب خانہ

مشاہدات قدرت کے باریک نکات، قدرت کے چھپے ہوئے رازدا کی دریافت اور انسانی فلاح وبہبود، تہذیب وتمدن، اور انسانی ترقی کے ذرائع سبھی کچھ درج ہوتے ہیں۔ مطالعۂ کتب سے نہ صرف ہماری ذہنی نشوونما ہوتی ہے بلکہ انتہائی پریشانی کے عالم میں کتابیں ہماری ذہنی پریشانی کو دور کرنے کا ذریعہ بھی بنتی ہیں اور انسان کے ذہن میں نیک اور بلند خیالات پیدا ہوتے ہیں جو اس کی ترقی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

راجہ اعجاز

اقوالِ زرّیں

۱۔ غصے کی حالت میں اگر تم کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور بیٹھے تو لیٹ جاؤ۔ (ارشادِ رسولؐ)

۲۔ موت سے قبل اس کی خواہش کرنا گناہ ہے (ارشادِ رسولؐ)

۳۔ جس کی صبح اہتمام امورِ مسلمین سے خالی ہو وہ مسلمان نہیں ہے۔ (ارشادِ رسولؐ)

۴۔ محبت میں گھبراہٹ حد مصیبت ہے۔ (حضرت علیؓ)

۵۔ سب سے اچھا وقت وہ ہے جو نماز میں گزرے (حضرت علیؓ)

۶۔ اس دنیا میں تمہیں جانچا جا رہا ہے لیکن تمہیں پیدا دوسری جگہ کے لئے کیا گیا ہے۔ (حضرت علیؓ)

۷۔ سب سے بڑا فخر یہ ہے کہ فخر نہ کرو۔ (حضرت علیؓ)

۸۔ حلال اور حرام ایک جگہ جمع ہو جائیں تو حرام غالب آ جاتا ہے۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

۹۔ اگر روزی عقل سے حاصل کی جاتی تو دنیا کے تمام بیوقوف بھوکے مر جاتے۔ (شیخ سعدیؒ)

۱۰۔ جس نے وقت کو برباد کیا وقت اُسے برباد کرتا ہے۔ (شیکسپیئر)

۱۱۔ دوسروں کی مصیبت میں وہی کام آتا ہے جو خود بھی مصیبت میں مبتلا رہ چکا ہو۔ (الیورا سمتھ)

۱۲۔ محبت اپنے آپ کو پیش کر دیتی ہے اسے خریدا نہیں جا سکتا (لونگ فیلو)

۱۳۔ سیدھے راستے پر چلو خواہ وہ کتنا ہی دور ہو۔ (ہمایوں مرزا لکھنوی)

۱۴۔ عزت چاہتے ہو تو پہلے سلام کرنے کی عادت ڈالو۔ (ہمایوں مرزا لکھنوی)

۱۵۔ جینے کے لئے کھاؤ، کھانے کے لئے نہ جیو۔ (ہمایوں مرزا لکھنوی)

اچھا طالب علم بننے کی مفصل تراکیب

الطاف اقبال (این ای ڈی یونیورسٹی)

ہمارے بیشتر طالب علم ساتھی امتحانات میں کامیابی حاصل نہیں کر پاتے۔ حالانکہ وہ محنت کرتے ہیں۔ اس کے برعکس کچھ ساتھی ایسے بھی ہوتے ہیں جو زیادہ محنت نہیں کرتے اور پھر بھی وہ کامیاب ہو جاتے ہیں۔ فرق صرف طریقے کا ہے۔ آئیے ہم آپ کو اچھا طالب علم بننے کے طریقے بتلاتے ہیں:-

۱۔ اچھا طالب علم ہمیشہ پڑھائی اور آرام کا خاص خیال رکھتا ہے۔

۲۔ وہ کلاس میں ذہنی طور پر تیار ہو کر جاتا ہے اور وہاں پر کچھ سوالات بھی کرتا ہے۔

۳۔ وہ اپنی تمام کلاسیں باقاعدگی سے اٹینڈ ATTEND کرتا ہے۔

۴۔ وہ کلاس میں ایسی جگہ بیٹھتا ہے جہاں سے وہ بآسانی ٹیچر کی آواز سن سکے۔

۵۔ وہ ٹیچر کی بات غور سے سنتا ہے۔

۶۔ وہ ٹیچر سے ہر اُس موڑ پر سوال کرتا ہے جہاں اس کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔

۷۔ وہ اپنی درسی کتاب اور کچھ دوسری کتابوں کی مدد سے نوٹس تیار کرتا ہے۔

۸۔ وہ ان نوٹس کو بغور پڑھتا ہے۔

۹۔ وہ خدا سے نماز اور صبر کے ذریعہ مدد کا خواہاں ہوتا ہے۔

۱۰۔ وہ اپنے تمام کام خدا کی خوشنودی اور اس کی رضا کے لئے کرتا ہے۔

اور ایسے ہی طالب علم امتحان میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

CamScanner

شاھد کا نایاب

معصوم کلیاں

پھول ہر شخص کو پسند ہوتا ہے۔ یہ قدرت کا بہترین عطیہ ہے۔ جب یہ ننھی ننھی کلیاں کھِل کر پھول بنتی ہیں تو چمن میں بہار آجاتی ہے۔ شبنم خوشی کے ترانے گانے لگتی ہے۔ زندگی رنگین ہوجاتی ہے اور پھر خداوند تعالیٰ کے آگے سجدہ کرنے کو جی چاہتا ہے۔ اسی طرح یہ ننھے ننھے معصوم بچے جو ہماری زندگی کے لئے بہت اہم ہیں۔ یہ ہمارے مستقبل کے پاسبان، امنگوں کے نگہبان اور مستقبل کے رہبر ہیں۔ آج یہ معصوم کلیاں ہیں۔ کل ان کو پھول بننا ہے اور اپنی خوشیوں سے اس دھرتی کو مہکانا ہے۔

ہر بچہ معصوم ہوتا ہے اور خداداد صلاحیتیں لے کر پیدا ہوتا ہے۔ یہ ہماری تربیت ہے کہ جس طرح چاہیں اُسے ڈھالیں ابتداء میں بچہ معصوم کلی ہوتا ہے۔ والدین اپنی محبت کے بہترین رنگ ننھے منے وجود میں شامل کرکے اپنی تربیت کی خوشبو سے اس ننھی کلی کے اندر بلند کردار ایسی خوشبو پیدا کردیتے ہیں جو مرنے کے بعد بھی اپنا احساس ختم نہیں کرتی۔ بچے کی سوچیں اُس بند کلی کی طرح ہوتی ہیں جو نہ زیادہ گرمی برداشت کرسکتی ہے اور نہ زیادہ سردی۔ اسی طرح بچہ کی کل کائنات اس کے والدین ہوتے ہیں جن کی محبت اور ناراضگی پر اس کے دل کا سکون اور اضطراب منحصر رہتا ہے۔ والدین کی محبت بچے کے لئے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوتی ہے۔ اور اس کا وجود ایسی کشتی کی مانند ہوتا ہے جو کبھی پانی میں ابھرتی ہے اور کبھی ڈوبتی ہے۔ والدین کو اپنی محبت کے سمندر میں توازن رکھنا چاہیئے۔ محبت کے بٹوارے میں کسی جھولی میں کم اور زیادہ نہ ہو۔ ورنہ محبت کی تقسیم بچے کو بانٹ کر رکھ دیتی ہے۔ ہر بچہ معصوم کلی بھرپور محبت کا متلاشی ہوتا ہے۔ غیر متوازی محبت کی تقسیم بچے کے دل کو بے چین کردیتی ہے اور بچہ احساس کمتری کا شکار ہوجاتا ہے۔ اور زندگی کے سفر میں صحیح طور پر ترقی کی منازل طے نہیں کرپاتا۔

بچے کی محبت کی پہلی سیڑھی اس کے والدین ہیں۔ اس کو دونوں کی محبت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ صرف والد یا والدہ کی محبت کافی نہیں۔ اس کی شخصیت کو مکمل کرنے کے لئے دونوں اہم ہیں۔ کسی ایک کی بھی بے توجہی اس کی شخصیت کو مسخ کردیتی ہے۔ بہت سے ایسے گھرانے ہیں جہاں ماں ملازمت کرتی ہے یا اُن کے دوسرے مشاغل ہیں۔ اپنی اولاد کو آیا کے سپرد کردیتی ہیں اور ان پر بھرپور توجہ نہیں دے سکتی۔ وہ یہ نہیں سمجھتی کہ آیا بچے کے ہر کام کردے گی۔ لیکن اپنے ہاتھوں میں ماں کا لمس آنکھوں میں ممتا کی روشنی نہیں بھر سکتی۔

اسی طرح بہت سے باپ بچے کے معاشی مسائل کو اہمیت دیتے ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بچے کی ضروریات پوری کرنا ان کا فرض ہے۔ انہیں بچوں کے مشاغل سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی نہ ان کو یہ علم ہوتا ہے کہ تعلیمی میدان میں ہمارا بچہ کیسا ہے۔ گھر میں اس کے کیا مشاغل ہیں۔

CS CamScanner
CS CamScanner

لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اُن پر معاشی ضروریات کے ساتھ ساتھ اور بھی ذمہ داریاں ہیں۔ خالی معاشی حل ہی بچہ کی تکمیل کے لئے کافی نہیں۔ معاشی مسائل اور طریقے سے بھی حل ہو سکتے ہیں۔ لیکن والدین جیسی محبت و شفقت کوئی نہیں دے سکتا۔

ذہانت کے پھلنے پھولنے کے لئے ضروری ہے کہ والدین بچے پر بھرپور توجہ دیں۔ ایک خوشحال اور تعلیم یافتہ گھرانے کے بچے اور ایک غریب گھرانے کے بچوں میں کوئی فرق نہیں۔ صرف اُن کی صلاحیتوں کے اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

والدین کی محبت اور تربیت بچے کو فرش سے اٹھا کر عرش پر لے جاتی ہے۔ اگر بچے کی پرورش فطری اصولوں کو مدنظر رکھ کر کی جائے اور ان کی شخصی نشوونما میں رکاوٹیں حائل نہ ہوں تو اُن میں غور و فکر کی صلاحیت مضبوط ارادے اور ملک و قوم سے محبت کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا اور وہ آگے چل کر ملک و قوم کی ترقی کا ذریعہ بن سکیں گے۔

شوہر اور بیوی کی چپقلش بچوں کے کردار اور ذہن پر بڑا زبردست اثر ڈالتی ہے۔ وہ نہ صرف احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں بلکہ مستقبل میں والدین کے لئے ایک پریشان کن مرحلہ ثابت ہوتے ہیں۔

والدین کی آغوش بچے کی محفوظ پناہ گاہ ہے۔ پھر بچہ میدانِ تعلیم میں قدم رکھتا ہے۔ یہ والدین پر منحصر ہی نہیں بلکہ فرض ہے کہ وہ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی دلوائے تاکہ بچے میں یہ امتیاز رہے کہ وہ ایک مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہے۔ اگر دینی تعلیم سے محروم بچہ صرف مغرب سے متاثر انگریزی تعلیم حاصل کرے گا تو والدین نہ صرف بچے کے بلکہ وہ اپنے خدا کے بھی مجرم ہوں گے۔ ان معصوم کلیوں کو پھول بنانے میں بڑی سمجھداری اور محبت سے کام لینا چاہیے تاکہ مستقبل میں نہ صرف اپنا بلکہ قوم و ملت کا بہترین اثاثہ ثابت ہو سکیں۔

شبانہ حبیب

دوستی

* دوستی عام ہے لیکن اے دوست سچا دوست ملنا بڑی مشکل سے ہے۔
* دوستی کے بندھن کو مضبوط بنانا ہے تو دوستوں سے ملتے رہیئے۔ اگر بہت مضبوط بنانا ہے تو کبھی کبھار ملیئے۔
* ہر شخص کو اپنے دوستوں کی دفن کرنے کے لیے اپنے دل میں ایک خوشنما قبرستان تیار رکھنا چاہیئے۔
* ہزاروں دوستیاں ایک عداوت کے بدلے مت خریدو۔
* بغیر دوست کے زندگی ایسی ہے جیسے صحرا میں بھٹکا ہوا ایک مسافر۔
* سردی کی شدت میں وہ چبھن نہیں جو دوستوں کی بے رخی میں ہے۔
* دوستی نام ہے ایسے رشتے کا جو کبھی ٹوٹتا ہے نہ کبھی چھوٹتا ہے۔

توقعات اور حالات:-

زندگی میں کبھی کسی سے توقعات وابستہ نہ کرو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی شخص تمہارے لیئے بے حد مخلص ہو مگر وہ حالات سے مجبور ہو اور تمہاری توقع پر پورا نہ اتر سکے۔ اُس کی مجبوری تمہارے دل میں بدگمانی پیدا کر سکتی ہے۔ جس کے باعث تم ایک اچھے دوست یا ساتھی سے محروم ہو سکتے ہو۔

دوسروں سے خلوص کی توقع رکھنا پاگل پن ہی تو ہے کیونکہ ہر روح پیاسی ہے۔ ہر دل زخمی نظر آتا ہے۔ لوگ جھوٹے قہقہے لگا کر خود کو خوش ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اے کاش یہ دکھ یہ غم اس دنیا سے دور ہو جائیں اور ہم انسان ان غموں کی تاریک دنیا سے نکل کر خوشی امن و آشتی کی چھاؤں میں آجائیں۔

الطاف اقبال (این ای ڈی یونیورسٹی)

انسانیت کے علمبردار

لوگوں کے اس بہتے ہوئے سیلاب میں انسانی جذبات اور احساسات کے چار مبلّغ بھی شامل تھے۔ لوگ ماحول سے بے خبر اور ارد گرد سے بے نیاز اپنی دُھن میں مگن چلے جا رہے تھے۔ ٹریفک کے شور میں ڈوبی ہوئی شہر کی یہ ایک پُر رونق شاہراہ تھی۔

اسی شاہراہ پر الیکٹرک پول کے نیچے ایک زرد رُو مریل سی عورت لوگوں کے گزرتے ہوئے سیلاب کو حسرت سے دیکھ رہی تھی۔ اس ہجوم میں ہر طبقہ اور ہر نظریہ کے لوگ شامل تھے۔ تیز رفتار بھی تھے اور سست رو بھی۔ سست رو لوگ اس عورت کے قریب سے گزرتے ہوئے اُس کے میلے کپڑوں پر ایک غیر جذباتی نظر ڈالتے اور جذبات سے عاری چہرہ لئے خالی خالی نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتے، لڑکھڑاتے ڈگمگاتے، کٹی ہوئی پتنگ کی مانند آگے بڑھ جاتے۔ اور تیز رفتار لوگوں کو سوائے ناک کی سیدھ میں چلنے کے اور کچھ ہوش نہ تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے اُن میں چابی بھر دی گئی ہو۔ اور جب تک چابی ختم نہ ہو جائے اُن کی رفتار کم نہیں ہو سکتی۔ اس پُر رونق شاہراہ پر زیادہ تر لوگ بے رونق چہرہ لئے بے ترتیبی سے آگے بڑھ رہے تھے۔

الیکٹرک پول کے نیچے بیٹھی ہوئی کمزور سی عورت کے لب متواتر ہل رہے تھے۔ لیکن گاڑیوں کے شور و غل اور ہنگامہ خیز بھاگ دوڑ میں اُس کی آواز دب گئی تھی۔

لوگوں کے اس ہجوم میں انسانیت کے چار مبلّغ بھی شامل تھے۔ اُن میں سے ایک شاعر تھا، ایک ادیب، ایک سنگتراش اور ایک مصوّر تھا۔ چاروں ہی انسانیت کے علمبردار تھے۔ ٹریفک کے شور سے بے نیاز ہو کر انہوں نے اس عورت کے ہونٹوں سے نکلتے ہوئے الفاظ سُننے کی کوشش کی۔ بے بسی اور بے چارگی میں ڈوبی ہوئی ایک نحیف آواز اُن کے کانوں سے ٹکرائی۔

"بھائیو! میں کئی دن سے بھوکی ہوں، کوئی مجھے روٹی کھلا دو۔"

"روٹی!" چاروں نے بیک وقت دہرایا

"اُف! انسان اشرف ہونے کے باوجود بھی آج روٹی کے لئے ترس رہا ہے۔" شاعر نے کہا۔

"لوگ کتنے بے حس اور خود غرض ہو گئے ہیں۔ بھوک سے مرتے ہوئے کسی انسان کو ایک روٹی تک کھلانا گوارا نہیں کرتے۔" ادیب نے کہا۔

"اِس جیسے اور نہ جانے کتنے انسان اِس دنیا میں فاقے کر رہے ہوں گے۔ کاش ہم لوگ انسان کی عظمت کو سمجھ لیں۔" سنگتراش نے کہا۔

"ہاں ... بالکل بالکل ...!" چاروں نے یک زبان ہو کر کہا۔ ہم انسانیت کے پرستار ہیں۔ ہم انسانیت کے علمبردار ہیں۔ ہم انسانیت کے مبلّغ ہیں۔ ہم اس دنیا سے بُرائیوں کا خاتمہ کر کے ہی دم لیں گے۔"

"میں ایک نظم لکھوں گا۔" شاعر نے کہا۔ "اِس مجبور عورت کے ہڈیوں بھرے چہرے پر کتنا کرب ہے۔ میں یہ چہرہ اپنی نظم کے ذریعہ تمام دنیا کو دکھاؤں گا۔"

"میری آئندہ تخلیق کا مرکزی کردار یہی عورت ہوگی۔" ادیب نے کہا۔

"میں اس عورت کا مجسّمہ بناؤں گا۔ اس کے چہرے پر کسی دیوی کا سا تقدس ہے۔" سنگتراش نے کہا۔ "میں اگلے ہفتہ منعقد ہونے والے تصویری مقابلے میں اس بے بس لیکن مقدس عورت کی تصو

CamScanner

بنا کر نمائش کے لئے پیش کروں گا۔" مصوّر نے کہا اور پھر چاروں اپنی تجاویز پر غور کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ لیکن وہ عورت اب بھی بھوکی تھی۔!!

تقریباً دو ہفتہ بعد ایک مرتبہ پھر انسانیت کے چاروں علمبردار اسی شاہراہ سے گزر رہے تھے۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور شاہراہ روشنیوں سے جگمگا رہی تھی۔ لوگوں کا ہجوم اور ٹریفک کا شور ویسے ہی تھا جیسے کہ پہلے۔ لوگ آج بھی ایک سیلاب کی صورت میں رواں دواں تھے اور ان لوگوں میں وہ چاروں بھی شامل تھے۔ اور اس دنیا سے برائیوں کو دور کرنے کے سلسلے میں دو ہفتہ پہلے بنائی گئی اپنی اسکیم کو عملی جامہ پہنا چکے تھے۔

شاعر کو بہترین نظم پر ایک ادبی انجمن کی جانب سے ایوارڈ ملا تھا۔

ادیب کو اس کی بہترین تخلیق پر ایک ادبی ماہنامہ کے ایڈیٹر کی جانب سے استقبالیہ دیا گیا تھا۔ سنگتراش کا مجسّمہ ایک دولت مند سیٹھ نے خرید لیا تھا۔

اور مصوّر کو نمائش میں اس کی تصویر پہ پہلا انعام ملا تھا۔

شاہراہ سے گزرتے ہوئے الیکٹرک پول کے قریب پہنچ کر انسانیت کے چاروں مبلّغ غیر ارادی طور پر رک گئے۔ آج وہاں لوگوں کی بڑی بھیڑ نظر آ رہی تھی۔ دو پولیس کانسٹبل بھی موجود تھے۔ قریب ہی مردہ خانہ کی گاڑی کھڑی تھی۔ ان چاروں نے کسی کو کہتے سنا۔

"نہ جانے کتنے دن سے بھوکی تھی۔ آخر آج اس بھکارن نے اس جگمگاتی شاہراہ پر تڑپ تڑپ کے دم توڑ دیا۔"

"وہ مر گئی!!" چاروں نے بیک وقت کہا۔

"میں ایک نظم اور لکھوں گا۔" "میں ایک افسانہ اور لکھوں گا۔" "میں بھی ایک مجسمہ بناؤں گا۔" اور "میں بھی ایک تصویر اور تخلیق کروں گا۔" چاروں نے کہا۔

الیکٹرک پول نے ان چاروں کی حماقت پر ایک قہقہہ لگایا اور ننھا بلب فیوز ہو گیا۔

سچ جمع جھوٹ

فرزانہ اسلم

میں پھولوں کو انسانیت کا ایک بہتر حصّہ سمجھتی ہوں۔ کیونکہ اُن کے کانٹے آپ کو اس وقت چبھتے ہیں جب کہ آپ کو اس بات کا علم ہوتا ہے۔ لیکن لوگ آپ کے علم کے بغیر کانٹے بنکر چبھ جاتے ہیں۔ بلبل کی آہوں بھرے نغمے آپ کے لئے ایک پیغام ہے۔ جو آپ کے دل میں دوسروں کے لئے پیار کا جذبہ ہوتا ہے۔ آہیں نغمگی جو کوئی بھی روحانی طور پر بھولی نسل مکمل نہیں کر سکی۔ سکائی لارک کی پرواز میں جب کہ وہ آسمان کی نیلی وسعتوں میں بلند سے بلند تر ہوتا ہے۔ آپ کے لئے شہرت کی سیڑھی پر چڑھنے کا پیغام پوشیدہ ہے۔ وزارتوں حکومتوں کے زوال میں پیغام ہے کہ ہر چیز زوال پذیر ہے اور جب آپ بلندیوں پر پہنچ جائیں تو آپ کو بھولنا نہیں چاہیے کہ آپ گر بھی سکتے ہیں۔ لہروں کا مدوجزر ہمیں یاد دلاتا ہے کہ آپ کی زندگی میں مدوجزر بھی آتا ہے جو آپ کی کشتی کو قسمت کے جزیروں پر لا کھڑا کرتا ہے۔

مجھے ایک مشہور لیڈر کی بات یاد آتی ہے کہ آزادی ایک طوفانی ریلے کی صورت میں آ رہی ہے۔ یہ آپ کا فیصلہ ہے کہ آپ اسے اپنے گھروندے ڈھانے کے لئے استعمال کرتے ہیں یا کھیتوں سے فصلیں اگانے میں۔ وہ طوفانی ریلا آ چکا ہے اور آپ کے سامنے امیدوں کی ایک سبز وادی ہے جس میں آپ پوری آزادی کے ساتھ مگر دوسروں کا خیال رکھتے ہوئے داخل ہو سکتے ہیں۔

(ماخوذ)

شیریں وحید بقائی۔ راولپنڈی

لمبے بال حسن کی ضمانت

لمبے بال قدرت کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے ویسے بھی عورت کا حسن اس کے لمبے سیاہ اور گھنے بال ہیں۔ ناگن جیسی لمبی چوٹی عورت کی نسوانیت میں چار چاند لگا دیتی ہے۔ زیادہ تر لڑکیوں کو یہی شوق ہوتا ہے کہ اُن کے بال لمبے اور گھنے ہوں۔ اور ایسا کرنے کے لئے وہ لاکھوں جتن کرتی ہیں اور طرح طرح کے نسخے آزماتی ہیں۔ مگر مختلف نسخے استعمال کرنے سے بال اور گرنے لگتے ہیں۔

ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ بڑی بوڑھی عورتوں کے بال عمر گزرنے کے بعد بھی اپنی اصلی چمک دمک کے ساتھ برقرار رہتے ہیں۔ اُن کی اصل وجہ یہ ہے کہ پُرانی عورتیں اپنے بالوں کی بہت حفاظت کرتی تھیں خاص طور پر بالوں کی جڑوں میں تیل لگا کر مالش کرنا تو ان کا معمول تھا ان کی بہ نسبت آج کی عورت کو فیشن نے دیوالیہ کر کے رکھ دیا ہے جو اپنے بالوں کو خشک رکھ کر بڑا فخر محسوس کرتی ہے۔ ایسا کرنے سے بالوں کی صحیح نشو ونما ہونے کی بجائے اُن کی اصلی چمک دمک وقت سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہے۔ بالوں کو صحت مند رکھنے کے لئے وہی چیزیں کھانی چاہئیں جو جسمانی نشو ونما برقرار رکھنے کے لئے کھائی جاتی ہیں۔ مثلاً دودھ، دہی گھی اور تازہ پھل، اور سبزیاں وغیرہ۔ سردی کے موسم میں قدرت نے تازہ پھل، سبزیاں اور سلاد وغیرہ پیدا کر کے بلاشبہ انسانیت پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ یہ مکمل غذا ایسی ہیں جو سال بھر کے لئے انسانی جسم میں طاقت اور قوت کا ایک وسیع ذخیرہ جمع کر دیتی ہیں۔ اس کے لئے اُن سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

بالوں کی خوبصورتی کے سلسلے میں سب سے پہلی چیز بالوں کی حفاظت ہے۔ بالوں کو ہفتے میں کم از کم دو مرتبہ دھونا چاہیئے۔ یاد رکھیے صابن بالوں کی سیاہی کا دشمن ہے۔ اس لیئے سر دھونے سے ایک دن پہلے آملے اور سیکا کائی ہم وزن لے کر رات کو لوہے کے ڈبے میں بھگو دیں۔ صبح کو سِل پر پیس کر سر دھوتے وقت بالوں میں ڈال کر خوب رگڑ دیجیے۔ بعد میں نیم گرم پانی سے سر دھو ڈالیں۔ بال صاف، ملائم اور چمکدار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد بالوں کو تولیے سے خشک کر کے بالوں میں انگلیاں پھیرتی جائیں۔ یہ بالوں کی ورزش ہوگی۔ جب بال خشک ہو جائیں تو خالص سرسوں کا تیل لے کر اس میں تھوڑا سا ٹھنڈا پانی ملا لیں۔ اور انگلیوں سے خوب پھینٹیں کہ وہ انڈے کی زردی کی مانند یک جان ہو جائیں۔ اس کے بعد بالوں کی جڑوں میں لگا کر مالش کریں اور کنگھا کرنے کے بعد چوٹی باندھ لیں۔

اگر بال گر رہے ہوں تو ہفتے میں ایک مرتبہ انڈے سے شیمپو کریں۔ تین مرتبہ شیمپو کرنے سے بال گرنے بند ہو جائیں گے۔ انڈے کا شیمپو تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ ایک انڈہ لیں اور اُسے اچھی طرح پھینٹ لیں جب یک جان ہو جائے تو سر پر اچھی طرح مَل کر رگڑیں۔ اس کے بعد نیم گرم پانی سے سر دھو ڈالیں۔ یہ اس قدر آسان اور مجرب نسخہ ہے کہ استعمال کے تھوڑے ہی عرصے میں خواتین کو کسی دوسرے نسخے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ اگر ہمیشہ ایک ہی نسخے کو استعمال کیا جائے تو بال گھنے، سیاہ اور چمکدار ہو جاتے ہیں۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ طرح طرح کے نسخے آزمانے کی بجائے ایک ہی طریقے کو اپنا لیں اور ہمیشہ اس پر عمل کریں۔

سلیم احمد
جنرل سکریٹری

نیا سال

جب تم سے اتفاقاً میری نظر ملی تھی
کچھ یاد آ رہا ہے شاید وہ جنوری تھی
پھر مجھ سے یوں ملے تھے تم ماہِ فروری میں
جیسے کہ ہم سفر ہو تم راہِ زندگی میں
کتنا حسین زمانہ آیا تھا مارچ لے کر
راہِ وفا پر تھے تم جلتے چراغ لے کر
اُس وقت میرے ہمدم اپریل چل رہا تھا
دنیا بدل رہی تھی موسم بدل رہا تھا
لیکن مئی جو آئی جلنے لگا زمانہ
ہر شخص کی زباں پر تھا بس یہی اک فسانہ
دُنیا کے ڈر سے تم نے بدلی تھیں جب نگاہیں
تھا جون کا مہینہ لب پہ تھیں گرم آہیں

ماہِ اگست میں جب برسات ہو رہی تھی
بس آنسوؤں کی بارش دن رات ہو رہی تھی
اِس میں تو شک نہیں ہے وہ ماہ تھا ستمبر
بھیجا تھا تم نے مجھ کو ترکِ وفا کا لیٹر
تم غیر ہو رہے تھے اکتوبر آ گیا تھا
دنیا بدل چکی تھی موسم بدل چکا تھا
جب آ گیا نومبر ایسی بھی رات آئی
مجھ سے تمہیں چھڑانے سج کر برات آئی
بے کیف تھا دسمبر جذبات مر چکے تھے
اِن حادثوں سے میرے ارماں ٹھٹھر چکے تھے
لیکن میں کیا بتاؤں اب حال دوسرا ہے
وہ سال دوسرا تھا یہ سال دوسرا ہے

CS CamScanner

حمیرا مزمّل

اِس شہر کراچی میں

کراچی میں بہت سی بسیں ہیں، لیکن صاحب پھر بھی شدّت کے ساتھ کمی محسوس ہوتی ہے۔ کراچی میں جو بسیں ہیں وہ صرف بسیں ہی نہیں بلکہ روڈ کی شہزادی، جل پری، روڈ کا راکٹ اور نہ جانے کیا کیا ہیں۔ اجی صاحب تعجب کی بات یہ ہے کہ نہ شکل نہ صورت، نہ چلنے میں درست۔ لیکن پھر بھی شہزادی، جل پری اور راکٹ ہے۔ اگر آپ کو کبھی سامنے سے آتی ہوئی بس کو دیکھنے کا شرف اتفاق سے حاصل ہوا ہو تو یقیناً آپ کو ایسا محسوس ہوگا کہ جیسے ایک لنگڑا ہیبا گھٹی ٹیکتا چلا آ رہا ہے۔ اور کبھی سائیڈ پوز کا نظارہ کیا ہو تو محسوس ہوگا کہ جیسے کوئی ٹھوس چٹان گچ مچ ہو گئی ہو اور آواز تو واللہ پوچھیے ہی نہیں تو بہتر ہے۔ جیسے پکّے گانے والے کا ریکارڈ توڑ دیا ہو۔ خیر چھوڑیئے ان باتوں کو۔ ان کی برائیاں درست نہیں، کبھی یہ ناراض نہ ہو جائیں کیونکہ کالج اور سیر و تفریح کے لیئے اِن ہی کی گود میں جانا ہے۔

آپ نے شاید اُس وقت غور نہیں کیا جب یہ راکٹ اپنے موڈ میں ہوتے ہیں اور مست ہاتھی کی مانند جھومتے چلتے ہیں تو کبھی کبھی پیار سے رکشہ کے چپت لگا دیا تو کسی سائیکل سوار کو زمین میں دھنسا دیا۔ کبھی فٹ پاتھ پر چڑھ گئی، کبھی کسی دکان میں سودا سلف لینے کے لئے چلی گئی اور کبھی جھونپڑی میں یا کسی بنگلے یا مکان میں مردم شماری کرنے چلی گئی اور کبھی جھونپڑی میں یا درخت پر چڑھنے کی کوشش کرنے لگی اور شیر کی خالہ بلی کو شرمانے لگی۔ شیخی میں آئی تو ریل کو ٹکر مار دی۔ غصّے میں آئی تو ٹرک کو قلابازی کھلا دی اور بہت زیادہ برہم ہوئی تو ٹرام کے سینے میں گھس گئی اور اگر آپ نے کچھ کہا تو ڈھیٹ بن کر کھڑی ہو گئی۔ یلو کیا کر لو گے۔

جب یہ جل پری، راکٹ یا روڈ کی شہزادی اپنی نسل کی کسی اور بس کو دیکھ لیتی ہے تو بس خدا ہی حافظ ہے۔ کیا مجال جو دوسری بس اس کی موجودگی میں اس سے آگے نکل جائے۔ چاہے اس کو آگے نکلنے کے لئے درخت پر چڑھنا پڑے۔ کسی ٹرک یا رکشہ کو قلابازی کھلانا پڑے یا کسی زندگی جان ہی بھینٹ چڑھانا پڑے۔ لیکن صاحب یہ اس کو آگے نہیں جانے دے گی۔ یہی تو اس راکٹ کی خوبی ہے جس کی بناء پر یہ آبادی میں اضافہ نہیں ہونے دیتی تاکہ مسئلہ خوراک جلد حل ہو جائے۔

یہ شہزادیاں یا جل پریاں ہی نہیں جو کہ آبادی کو کم کرنے میں مدد دیتی ہے۔ بلکہ اُن ذاتِ شریف کے چھوٹے موٹے اور بھائی بہن ہیں۔ مسٹر لفافے، مسٹر صابن دانی، مسٹر غسل خانے وغیرہ وغیرہ۔

مسٹر لفافے، صابن دانی یا مسٹر غسل خانے سے میرا کسی اور صاحب سے مطلب نہیں بلکہ آٹو رکشہ، ٹیکسی اور کاریں وغیرہ مراد ہیں۔ ہاں تو لفافے صاحب، صابن دانی، غسل خانے صاحب، یہ بھی شیطان کی دُم ہیں۔ جب یہ خوشی کے نشے میں چور ہوتے ہیں تو اُن کا حال نہ پوچھیے، تو یہ کبھی کسی راہگیر کو پیار سے چپت رسید کرتے ہیں۔ جب

غصے میں آتے ہیں تو اپنے ہی خاندان کے کسی فرد سے ٹکرا گئے۔ کبھی بے گناہ دیوار کو گناہگار کیا اور اُس سے ٹکرا کر ملکِ عدم کو سدھارتے ہیں۔ واقعی بہت غیرت والے ہیں۔

میرے خیال میں یہ راکٹ، روڈ کی شہزادی، جل پری لفافے (رکشہ)، صابن دانیاں (چھوٹی کاریں) غسل خانے (بڑی کاریں) انسان کی اچھی خدمت گار ہیں۔ بشرطیکہ یہ آبادی میں کمی نہ کریں اور اپنے ہوش وحواس قائم رکھ کر سڑک پر چلیں تو انسان کے لیے اُن سے بہتر سواری اور خدمت کا ذریعہ کوئی اور نہیں ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

* ——— حمیرا مزمل

۱۔ چاند سے زمین کا فاصلہ تقریباً ۲۳۸۸۵۷ میل ہے۔

۲۔ چاند پر سب سے اونچی پہاڑ کی بلندی ۳۵۰۰۰ فٹ ہے۔

۳۔ کشمیر کو جنت ارضی کہتے ہیں۔

۴۔ دنیا میں مسلمانوں کی سب سے بڑی اور معتبر کتاب قرآن مجید ہے۔

۵۔ ۱۵۷۷ء میں گھڑی ایجاد ہوئی۔

۶۔ دنیا کی پہلی کتاب ۱۴۵۷ء میں شائع ہوئی۔

۷۔ دنیا میں سب سے پہلے عورتوں نے گھڑی کا استعمال کیا۔ انہوں نے پہلی بار کنگن (BRECELET) کی جگہ پہنی۔

۸۔ افریقہ کو تاریک براعظم کہا جاتا ہے۔

۹۔ مکڑی جس تار سے اپنا جال بنتی ہے وہ نازک ہونے کے ساتھ ساتھ اتنا مضبوط ہوتا ہے جو دنیا میں کہیں نہیں پایا جاتا۔

۱۰۔ دنیا کی تیز ترین مخلوق مکھی ہے جس کا نام بوٹ فلائی (BOOT FLY) ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس کی رفتار ۸۱۸ میل فی گھنٹہ ہے اور یہ سب سے اونچا اُڑتی ہے۔

ایک صحت مند انسان میں

* ——— حمیرا مزمل

* اتنی کاربن ہوتی ہے کہ اُس سے نو ہزار پینسلوں کا سرمہ بنایا جا سکتا ہے۔
* اتنی چربی ہوتی ہے کہ اُس سے پاؤ پاؤ بھر کی چھ ٹکیاں بنائی جا سکتی ہیں۔
* اتنی گندھک ہوتی ہے کہ اُس سے بارود کے ۱۵۰ پٹاخے بنائے جا سکتے ہیں۔
* اتنی فاسفورس ہوتی ہے کہ اس سے ۲۲۰۰ دیاسلائیاں بنائی جا سکتی ہیں۔
* اُس کے جسم میں اتنا لوہا ہوتا ہے کہ اس سے ایک ایک انچ کی دو میخیں بنائی جا سکتی ہیں۔
* اس کی ہڈیوں میں اتنا چونا ہوتا ہے کہ اس سے درمیانے درجے کے کمرے کی سفیدی کی جا سکتی ہے۔
* اُس کے جسم میں چمچہ بھر میگنیشیم ہوتا ہے۔

CS CamScanner
CS CamScanner

رمینہ ظفر

قرآن مجید غیر مسلموں کی نظر میں

۱۔ قرآن مجید کی نظیر سارے جہاں میں نہیں ملتی
(ڈاکٹر گبن)

۲۔ قرآن مجید بے تعصبی اور رواداری سکھاتا ہے۔
(سروجنی نائیڈو)

۳۔ بے شک قرآن مجید ایک الہامی کتاب ہے۔
(پادری دالرعیث)

۴۔ قرآن مجید کی زبان بے عیب، فصیح اور بے نظیر ہے۔
(جارج سیلی)

۵۔ قرآن مجید ایک وسیع جمہوریہ کا مکمل آئین ہے۔
(ٹوف کریل)

۶۔ قرآن مجید میں تمام آداب و اصول، مملکت و فلسفہ موجود ہیں۔
(جارج برنارڈ شا)

۷۔ قرآن مجید کو سن کر انسان بے اختیار سجدے میں گر جاتا ہے۔
(جان ریک)

۸۔ قرآن شریف واقعی ایک معجزہ ہے۔
(جو سورتھ اسمتھ)

۹۔ قرآن پاک ہر زمانے میں، ہر سلطنت، ہر جماعت اور ہر نفس کی رہنمائی کرتا ہے۔ (اسٹن لے پولی)

۱۰۔ قرآن مجید اپنا ادب خود کرواتا ہے
(ڈاکٹر ڈبلیو لائنز)

۱۱۔ قرآن مجید ہی نے اوصافِ حمیدہ سکھائے ہیں۔
(آرنلڈ ٹاٹ)

۱۲۔ قرآن مجید ایک قانونِ فطرت ہے۔ (سر ولیم مور)

۱۳۔ قرآن مجید کا مقصد توحید الٰہی ہے۔ (ڈاکٹر مارٹن)

۱۴۔ قرآن کریم سب سے زیادہ قابلِ احترام ہے۔
(چیمبر انفارمیشن)

محبّت کے رنگ

- چار حرف کا یہ چھوٹا سا لفظ اپنے اندر کتنی وسعتیں اور کتنے رنگ لیے ہوئے ہے۔ بلند اتنا کہ آسمان کی بلندیوں کو چھو لے۔
- گہرا اس قدر کہ سمندر کی لامتناہی گہرائیاں بھی مات۔
- پھیلے تو کائنات اپنے دامن میں سمیٹ لے، سمٹے تو عارضِ محبوب کے ایک تِل میں سمٹ آئے۔
- دل میں رہے تو خدا مل جائے، اس کے روپ ہزاروں اور ہر روپ حسین۔ اس کے انداز ان گنت مگر ہر انداز والہانہ۔
- محبت زندگی کا عنوان، روح کی پاکیزگی، شاعروں کی غزل کا عنوان، ادیب کی کہانی کا پیغام۔
- محبت اگر عشق کا روپ دھارے تو امر ہو جاتی ہے۔
- وطن سے ہو تو ایمان کا حصّہ بن جاتی ہے۔

(باقی اگلے صفحہ پر دیکھیے)

نزہت یاسمین
گلبرگ - کراچی۔

عجیب و غریب خبریں

جاسوس پودا

انڈونیشیا کے مشہور شہر جاوا میں ایک پودا پایا جاتا ہے جس کا نام "ہنگر ہنگ" ہے۔ یہ پودا ایک پہاڑ کی دس ہزار فٹ اونچی چوٹی پر اگتا ہے۔ اس خطرناک پودے کا اگنا اس بات کی علامت ہے کہ پہاڑ اپنی آتش فشانی شروع کرنے والا ہے۔ یہ پودا اپنی مخصوص جگہ کے علاوہ اور کسی پر نہیں اگتا۔ یہاں کے باشندے اس جاسوس پودے کے اگتے ہی دور دراز مقامات پر منتقل ہو جاتے ہیں۔ اور یوں یہ پودا قبل از وقت خطرے سے آگاہ کر دیتا ہے۔

لندن کا درخت

لندن کے ایک پارک میں ایک درخت پایا جاتا ہے جسے دنیا کا سب سے بڑا درخت کہتے ہیں۔ یہ درخت اتنا بڑا ہے کہ اگر اسے کاٹ کر دیا سلائی کی تیلیاں بنائی جائیں تو دنیا کے ہر شخص کے حصے میں ایک ڈبیہ آئے گی۔

عجیب و غریب گھڑی

جرمنی میں ایک دلچسپ گھڑی ہے جس میں اوپر کی طرف دو ہرن اڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس کے نیچے جہاز کا لنگر ہے۔ اور پھر ایک انسانی ڈھانچہ اور آخر میں ایک بوڑھے کی گردن نظر آتی ہے۔ دائیں بائیں دونوں کھڑکیوں میں بھی دو بوڑھے نظر آتے ہیں۔ جب گھنٹا بجتا ہے تو یہ سب مل کر عجیب و غریب حرکتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

بولتا چولہا

امریکہ میں ایک ایسا اوون تیار کیا گیا ہے جو پکانے والے سے انسانی آواز میں باتیں کرتا ہے۔ وہ کھانا پکانے والے کو بتاتا ہے کہ کس درجہ حرارت پر کھانا پکے گا۔ کھانا تیار ہونے پر وہ پکار کر کہتا ہے کہ کھانا تیار ہو گیا ہے۔

بقیہ :- محبت کے رنگ

- خدا سے ہو تو بندگی بن جاتی ہے
- اولاد سے ہو تو ممتا کا روپ دھار لیتی ہے۔
- والدین سے ہو تو فرض بن جاتی ہے۔

یہ محبت جس کی وسعت اور جس کی گہرائی، پاکیزگی اور عظمت کو زمانہ مانتا ہے۔ یہ محبت اب کہاں ہے۔ کوئی بتائے کہ محبت کے یہ روپ اب کہاں ملیں گے؟ ملیں گے بھی کہ نہیں۔

محمد سہیل ذکائی

سودا

جاوید جب کچے مکان کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو اُس کے چہرے پر وہ روز والی مایوسی نہ تھی بلکہ وہ آج اپنی ماں اور بہن کے لئے نوکری ملنے کی نوید لے کر آیا تھا۔ اُس کی ماں اور بہن یہ خبر سنکر خوشی سے پھولے نہیں سماتی تھیں۔ خاص طور پر اس کی چھوٹی بہن بینا۔ ماں بار بار اس کے ماتھے کو چومتی تھی کہ جیسے آج اُسے اپنی تمام عمر کی ریاضت کا صلہ مل گیا ہو اور کہتی تھی کہ میرا بیٹا نوکری ڈھونڈتے ڈھونڈتے کتنا کمزور ہو گیا ہے۔ لیکن اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔ اور جاوید اس بات کے جواب میں ایک پھیکی سی مسکراہٹ ہی دے سکا۔

آج واقعی جب کہ اُسے بی اے کیئے تقریباً ایک سال ہونے کو آیا تھا اسے نوکری مل گئی تھی اور وہ سوچتا تھا کہ شاید وہ اپنی ماں کی محنتوں کا کچھ صلہ دے سکے۔

دوسرے دن جب اُس نے ماں کے ہاتھ پر دو سرخ نوٹ رکھے تو اس کی ماں جو کل سے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کر رہی تھی اُس نے پورے محلے میں مٹھائی بانٹی۔

حالات جب کچھ معمول پر آئے تو جاوید کو بینا کی شادی کی فکر ہوئی۔ اور آج اُن کے ہاں کچھ لوگ بینا کو دیکھنے آنے والے تھے۔ مہمان آئے اور چلے گئے۔ لڑکے والوں کا کہنا تھا کہ ہمیں لڑکی بہت پسند ہے اور ہم لوگ ان جہیز جیسی فضول رسموں کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن شرط ہے کہ منہ دکھائی میں لڑکے کو دس ہزار کا چیک ملنا ضروری ہے۔

آج جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اُس کی حالت بہت ابتر تھی اور اس کے قدم بھی ٹھیک سے نہیں اٹھتے تھے۔ بینا نے اسے سہارا دے کر پلنگ پر لٹایا اور ماں کو آواز دی۔

"اماں جاوید بھائی کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔ بالکل ٹھنڈے یخ ہو رہے ہیں۔ آپ یہاں بیٹھیں میں ڈاکٹر کو بلا کر لاتی ہوں۔"

جاوید نے ماں کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا۔ "اماں تو میرے لیئے فکر مند نہ ہونا" اور بے ہوش ہو گیا۔ ماں اپنے جگر گوشہ کی یہ حالت دیکھ کر سخت پریشان ہو گئی کہ صبح تو بھلا چنگا گیا تھا یہ اسے تھوڑی ہی دیر میں کیا ہو گیا کہ رنگت ہلدی کی طرح زرد ہو رہی ہے۔

"اماں ڈاکٹر آ گیا ہے۔ بینا نے ماں کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر نے جاوید کا معائنہ کرنے کے بعد بینا سے پوچھا۔

"ان کو یہ بیماری کب سے ہے؟"

"کون سی بیماری ڈاکٹر صاحب"۔ بینا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بی بی کیا بات کرتی ہو۔ ان کے جسم میں تو خون کا قطرہ بھی نہیں ہے۔ اور آپ پوچھتی ہیں کون سی بیماری؟ اور ان کا بلڈ گروپ O POSITIVE ہے جو کہ بہت ہی کم ہوتا ہے اور اسی کا ملنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ ویسے آپ انہیں ہسپتال لے جائیں امید ذرا کم ہے۔

ڈاکٹر بینا کو روتا بلکتا چھوڑ کر چلا گیا کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ اب فیس ادا کرنے والا اس دنیا میں نہیں ہے۔ ماں کو تو جیسے سکتہ ہو گیا تھا اور بینا بھائی سے لپٹ لپٹ کر رو رہی تھی۔ بھائی کی جیب کے بھاری پن کو محسوس کرتے ہوئے اُس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو جیب میں ایک پرچہ اور نوٹوں کی گڈیاں تھیں۔

پیاری اماں

ہر بیٹے کے ماں پر کچھ حقوق ہوتے ہیں۔

لیکن میں وہ نالائق بیٹا ہوں جو یہ حقوق پورے نہ کر سکا جب کہ ماں تم نے مجھے اپنے دن رات ایک ایک کر کے تعلیم دلوائی لیکن

CamScanner

ماں آج میں نے اپنی نوکری کا سب سے بڑا معاہدہ کیا۔ ہاں ماں یہاں یعنی ہسپتال میں جہاں میں روز تھوڑا بہت خون دیا کرتا تھا ایک سیٹھ کو میرے گروپ کے خون کی ضرورت تھی۔ اُس کی زندگی بچانے کے لئے میں نے اپنی زندگی کا سودا دس ہزار روپے میں کر لیا ہے۔ ماں میرے خیال میں یہ سودا مہنگا تو نہیں ہے۔ میری بہن کو دھوم دھام سے رخصت کرنا میری آخری اور دیرینہ خواہش ہے۔

تمہارا: جاوید

کیا آپ جانتے ہیں؟

۱۔ متفقہ طور پر "جام جہاں نما" اردو کا پہلا اخبار ہے۔

۲۔ قائداعظمؒ کے مزار کا ڈیزائن یحییٰ مرچنٹ نے بنایا۔

۳۔ پاکستان دولتِ مشترکہ سے ۳۰ جنوری ۱۹۷۲ء کو علیحدہ ہوا۔

۴۔ شیکسپیئر کے پاس الفاظ کا کل ذخیرہ اکیس ہزار اور ملٹن کے پاس سات ہزار تھا۔

۵۔ انگریزی لفظ "گزٹ" ایک اطالوی لفظ گزیٹا سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں فضول اور بے معنی باتیں۔

۶۔ مشہور سائنس دان آئزک نیوٹن نے پارلیمنٹ کی رکنیت کے دوران میں صرف ایک تقریر کی اور اس میں بھی انہوں نے صرف اتنا کہا کہ ایوان کی فلاں کھڑکی کو بند کر دیا جائے کیونکہ اس سے بہت ٹھنڈی ہوا اندر آ رہی ہے۔

۷۔ بیٹھے ہوئے گھوڑے اپنی اگلی ٹانگوں پر اٹھتے ہیں اور بیٹھے ہوئے مویشی پچھلی ٹانگوں پر۔

شہاب الدین بقائی۔ راولپنڈی سٹیلائٹ ٹاؤن۔

اقوالِ زرّیں

۱۔ جو رزقِ حلال نہیں کھاتا اس کی عبادت بھی اللہ کو منظور نہیں۔

۲۔ اپنے لیئے سہارا مت ڈھونڈو بلکہ دوسروں کے لئے سہارا بن جاؤ۔

۳۔ جب نیکی کر کے تجھے خوشی ہو اور برائی کر کے پچھتاوا ہو تو تو مومن ہے۔

۴۔ خدا کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار اور متقی ہو۔

۵۔ جو لوگ سچے دل سے گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں خدا اُنہا کو معاف کر دیتا ہے۔

۶۔ جب انسان نیک ہوتا ہے تو اس کا ہر کام نیک ہوتا ہے۔

۷۔ انسان کا سب سے بڑا بوجھ غصّہ ہے۔

۸۔ لگن کے بغیر کبھی بھی عظیم ذہانت پیدا نہیں ہوتی۔

۹۔ محبّت سے زندگی بنتی ہے اور بے دلی سے موت۔

۱۰۔ حلال روزی کمانے والے کے دل کو خُدا نور سے بھر دیتا ہے۔

۱۱۔ حقیقی کامیابی لگاتار محنت کا کام ہے۔

۱۲۔ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو بھسم کر دیتی ہے۔

۱۳۔ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

۱۴۔ گناہ کسی نہ کسی طرح دل کو بے چین رکھتا ہے۔

CamScanner

سلیم احمد
جنرل سِکریٹری

رپورٹ

فرینڈز سرکل کا سفر اس مرتبہ بھی اپنی شاندار کارکردگی کے ساتھ جانبِ منزل ہے۔ پوری مجلسِ منتظمہ فرینڈز سرکل گزشتہ دو سال کی اپنی کارکردگی سے پوری طرح مطمئن نہیں پھر بھی برادری کے تمام لوگوں کی ہمت افزائی اور خلوص و محبت نے ہمیشہ مجلسِ منتظمہ فرینڈز سرکل کی کارکردگی کو تحسین کی نظروں سے دیکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امسال گزشتہ سال سے زیادہ ہمارے پروگرام کامیاب ہوئے۔ ہر پروگرام میں نہ صرف ممبران نے بھرپور حصہ لیا ہے بلکہ برادری کے ممبران نے بھی ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا ہے۔

حسبِ روایات ہمارا سال مکمل ہونے کے بعد اراکینِ مجلسِ منتظمہ برائے سال ۸۴-۸۳ء کا الیکشن بروز جمعرات بتاریخ ۲۲ ستمبر ۱۹۸۳ء کو کمیونٹی سینٹر پر منعقد ہوا۔ اِس میں الیکشن آفیسر کے فرائض جناب ضمیر الحسن صاحب نے انجام دیئے۔ جس میں مندرجہ ذیل عہدیداران بلامقابلہ منتخب قرار پائے۔

جناب شجاع الدین صاحب صدر۔ جناب جاوید اقبال بغائی صاحب نائب صدر۔ جناب سلیم احمد صاحب جنرل سکریٹری جناب نوید اطہر صاحب جوائنٹ سکریٹری۔ جناب نسیم الدین صاحب لٹریری سکریٹری، جناب محمد متین صاحب فنانس سکریٹری۔ جناب محمد یوسف صاحب سوشل سکریٹری۔

اِسپورٹس سکریٹری اور پروپیگنڈہ سکریٹری کے لئے کسی ممبر نے کاغذاتِ نامزدگی داخل نہیں کیئے۔ اس لیئے الیکشن آفیسر جناب ضمیر الحسن صاحب نے منتخب مجلس منتظمہ کے صوابدید پر چھوڑ دیا کہ وہ جسے چاہیں نامزد کرلیں۔

الیکشن کے بعد الیکشن آفیسر جناب ضمیر الحسن صاحب نے مختصر خطاب کیا۔ نئی مجلس منتظمہ کو کامیابی پر مبارکباد دی اور ہاؤس سے اپیل کی کہ نئی مجلس منتظمہ کے ساتھ بھرپور تعاون کا مظاہرہ کیا جائے اور گزشتہ سال کی کارکردگی کو سراہا۔

نئی منتخب مجلس منتظمہ نے بعد میں جناب ندیم احمد کو اسپورٹس سکریٹری اور شہزاد پرویز کو پروپیگنڈہ سکریٹری نامزد کرلیا۔ اُن سے جناب شجاع الدین صاحب صدر فرینڈز سرکل نے حلفِ وفاداری لیا۔

آج مجھے یہ لکھتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ ہم نے جو وعدے بجٹ پیش کرتے ہوئے کیئے تھے اُن وعدوں کو کس حد تک پورا کیا یہ تمام ممبران کو معلوم ہے۔ ہر پروگرام میں اُن کی بھرپور شمولیت اس بات کی دلیل ہے کہ ہم نے ہر پروگرام کو اپنی بساط سے بڑھ کر کیا۔

ہم نے جو پروگرام اب تک کیئے ہیں اُن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

عیدالضحیٰ تکہ پارٹی

فرینڈز سرکل کی مجلس منتظمہ کی یہ روایت رہی ہے کہ وہ ہمیشہ عیدالضحیٰ کے موقع پر ممبران کے لیے تکہ پارٹی کا اہتمام کرتی ہے۔ اس سال بھی ایک شاندار پارٹی کمیونٹی سینٹر پر منعقد ہوئی جس میں ممبران نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ ممبران کی تواضع کے لیے سیخ بوٹی، سیخ کباب اور کولڈ ڈرنک پیش کی گئی۔

ون ڈش پارٹی

ون ڈش پارٹی ۲۶ فروری ۸۴ء کو کمیونٹی سینٹر پر منعقد ہوئی جس میں ممبران اپنے اپنے گھروں سے مختلف انواع واقسام کے کھانے پکا کر لائے۔ ہم نے ممبران کے لئے سینڈوچز کا اہتمام بھی کیا تھا۔ اختتام کھانے پر ایک شاندار میوزیکل پروگرام منعقد ہوا۔ جس میں سرکل کے ممبران اور باہر کے آرٹسٹوں نے اپنے اپنے فن کا جادو جگایا۔

اِسپورٹس ڈے

صحت مند کھیلوں کو فروغ دینے کے لیے فرینڈز سرکل ہر سال بڑے اہتمام سے اسپورٹس منعقد کرتی ہے جس میں ممبران ہر کھیل میں بھرپور حصہ لیا کرتے ہیں اور انعامات حاصل کرتے ہیں۔ اس سال ممبران کی شرکت کے سارے گزشتہ ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ ممبران نے بڑے جوش وخروش سے اس اسپورٹس ڈے کے پروگرام میں حصہ لیا۔ ہمارے فائنل پروگرام کئی دن تک منعقد ہوتے رہے۔ جن کھیلوں میں ممبران نے حصہ لیا اس کی تفصیل اسپورٹس سکریٹری کی رپورٹ میں موجود ہے۔ اُس دن ممبران کی تواضع کے لیے پائے کھانے کے بعد موسمی پیش کی گئی۔

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

خداوند تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اس مرتبہ بھی ہمیں یہ اعزاز نصیب کیا کہ ہم ایک عظیم الشان جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کر سکیں۔ میں اور میری مجلس منتظمہ اُن حضرات کی انتہائی ممنون ہے جنہوں نے دامے، درمے، سخنے معاونت فرمائی۔

فرینڈز سرکل کی مجلس منتظمہ نے ۱۳ر جنوری ۱۹۸۴ء بروز جمعہ جلسہ سیرت النبیؐ کمیونٹی سینٹر پر منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ سالہائے گزشتہ کی طرح اس سال بھی برادری کے سرکردہ افراد نے ہمارے ساتھ مکمل تعاون کا یقین دلایا اور اپنی اپنی خدمات سرکل کو پیش کیں۔ اس مرتبہ بھی جلسہ سیرت النبیؐ کے موقع پر عام برادری کو مدعو کیا گیا۔

اس پُرنور محفل کے موقع پر بطور مہمان خصوصی سندھ ہائیکورٹ کے جج ممتاز قانون دان جناب جسٹس نعیم الدین کو بلایا گیا۔ ہماری درخواست پر مفتی اعظم جناب حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب نے سیرت النبیؐ کے جلسے کی صدارت کرنا منظور کر لیا۔ اس جلسے سے مولانا سلیم اللہ خان صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ آخر میں بارہ سال سے کم عمر کے بچّوں میں مقابلہ نعت خوانی اور حُسنِ قرأت میں اوّل، دوئم اور سوئم آنے والے بچوں میں انعامات تقسیم کیے گئے۔

اختتام جلسہ شرکائے محفل کی تواضع کے لئے قورمہ اور زردہ پیش کیا گیا۔

سوشل نائٹ

سوشل نائٹ ہمارے سرکل کے اہم پروگراموں میں سے ایک ہے اس میں ہم ادبی پروگرام منعقد کرتے ہیں۔ اس مرتبہ اس پروگرام میں ممبران کی شرکت کا مظاہرہ قابلِ دید تھا۔ مجلس منتظمہ کے فیصلے کے مطابق ۱۶ر دسمبر ۱۹۸۳ء کو منعقد کیا گیا جس میں ممبران کی

CamScanner

تواضع کے لیے چکن کڑھائی اور گلاب جامن پیش کی گئی۔

اس رنگا رنگ سوشل نائٹ میں مختلف ادبی پروگرام ترتیب دیئے گئے تھے۔ جس کی تفصیل لٹریری سکریٹری کی رپورٹ میں پیش کی گئی ہے۔ یہ پروگرام تقریباً رات ۳ بجے تک جاری رہا۔

پکنک

فرینڈز سرکل کے تمام پروگرام اہمیت کے حامل ہیں لیکن پکنک کا جب بھی نام آتا ہے دل میں ایک نئی امنگ جنم لینے لگتی ہے۔ ممبران کا دل سُرور سے گنگنانے لگتا ہے۔ دل میں ہلچل سی مچ جاتی ہے۔ اس دفعہ مجلس منتظمہ نے پکنک ۳۰ مارچ ۱۹۸۴ء کو کلری جھیل پر منانے کا اعلان کیا۔ گویا کہ کسی ٹھہرے ہوئے سمندر میں طوفان آگیا۔ ممبران نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ پکنک پر جانے کی تیاری شروع اور جمعرات کو سرِ شام ہی سے ممبران کمیونٹی سینٹر پر پکنک پر جانے کے لئے پہنچنے لگے۔ مجلس منتظمہ نے ممبران کی سہولت کے لئے دو بسیں اور کلری جھیل پر تین بنگلوں کا انتظام کیا تھا۔ رات کے کھانے میں ممبران کی تواضع کے لیے میدے روے کے پراٹھے، قیمہ اور شاہی ٹکڑوں کا انتظام کیا گیا جسے ممبران نے بہت پسند کیا۔ رات کا کھانا ممبران کی خواہش پر کمیونٹی سینٹر پر کھلایا گیا۔ ممبران کا جوش و خروش قابل دید تھا۔ اور پکنک پر جانے والے ممبران کی تعداد نے گزشتہ ریکارڈ توڑ ڈالے اس پکنک جانے والے ممبران تقریباً ۸۵ کے قریب تھے۔ کھانے کے بعد یہ قافلہ دو بسوں میں بیٹھ کر کلری جھیل کی طرف رواں دواں ہوا۔

پوری رات ممبران کھیلوں میں مصروف رہے۔ صبح ممبران کے درمیان ایک شاندار محدود اوور کا کرکٹ میچ منعقد ہوا جس کی قیادت جناب شجاع الدین اور جناب محمد متین نے کی۔ میچ شجاع الدین کی ٹیم نے بڑی مشکل سے جیت لیا۔ یہ ایسا یادگاری میچ تھا جسے ممبران اگر بھلانا بھی چاہیں تو شاید نہ بھلا سکیں۔ میچ کے بعد ناشتہ میں حلوہ پوری اور چائے پیش کی گئی۔

ناشتہ کے بعد ممبران نہانے کے لئے چلے گئے اور کچھ ممبران نے مرغیاں حلال کرنی شروع کر دیں۔ دوپہر کے کھانے میں چکن کڑھائی اور کباب پیش کیے گئے۔ شام کی چائے کے بعد ممبران تھکے ہوئے بدن، بکھری ہوئی زلفوں اور اونگھتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے۔ اس طرح یہ یادگار پکنک اختتام کو پہنچی۔

بَزمِ طلباء

مجھے لکھتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ ہمیں ایک مرتبہ پھر بزمِ طلباء سجانے کا موقع مل رہا ہے۔ "بزمِ طلباء" کا ممبران کس بے چینی سے انتظار کرتے ہیں اس کا اندازہ مجھ سے زیادہ آپ کو ہے۔ طلباء و طالبات کی اتنی بڑی تعداد امتحان کے دنوں میں آج یہاں موجود ہے جو اس پروگرام کی مقبولیت کی دلیل ہے۔

ہمارے آئندہ پروگراموں میں "افطار پارٹی" ہے جو کہ آئندہ آنے والے ماہ مبارک رمضان شریف ہوگی۔ اس کے بعد "عید ملن" ہے۔ جس کے بعد برائے سال ۸۵-۸۴ء کی مجلس منتظمہ کے لئے الیکشن ہوں گے اور ۱۴ اگست ۱۹۸۴ء کو ہم اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جائیں گے۔

ہم اپنے پروگراموں کو کامیاب بنانے میں کس حد تک کامیاب ہوئے اس کا فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ آخر میں میں تمام ممبران فرینڈز سرکل اور برادری کے سرکردہ حضرات کا شکر گزار ہوں کہ ہماری کوتاہیوں کے باوجود ہماری راہنمائی فرمائی اور تعاون کرکے ہمارے پروگراموں کو کامیاب بنایا۔

CamScanner

نسیم الدین
لٹریری سکریٹری

لٹریری سکریٹری کے قلم سے

شکر ہے اُس رب کریم کا جس نے مجھے اس مرتبہ پھر یہ اعزاز نصیب کیا کہ بحیثیت لٹریری سکریٹری آپ کے سامنے گزرے ہوئے سال کی، ممبران کی ادبی سرگرمیوں کی رپورٹ پیش کروں۔ اس سال بھی سوشل نائٹ میں ادبی پروگرام منعقد کیے گئے۔ جس میں ممبران کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اس پروگرام کی کامیابی' ادب کی طرف ممبران کا بڑھتا ہوا رجحان ہے۔

جلسہ عید میلادالنبیؐ کے موقع پر گزشتہ سال کی طرح امسال بھی بارہ سال سے کم عمر کے بچوں کا مقابلہ حسنِ قرأت اور نعت خوانی منعقد کیا گیا۔ جس میں ہماری مجلسِ منتظمہ نے دو گروپ میں تقسیم کر دیئے۔ عمر کے لحاظ سے ۵ سال سے ۸ سال تک۔ اور ۹ سال سے ۱۲ سال تک کی عمر کے بچوں کو شامل کیا گیا۔ پہلے گروپ میں مندرجہ ذیل بچوں نے اول، دوئم، سوئم پوزیشن حاصل کی۔ ان مقابلوں میں منصفین کے فرائض جناب عبدالخالق صاحب ذکائی، جناب محمد حنیف صاحب، اور جناب انیس الرحمٰن صاحب نے انجام دیئے۔ اس مقابلے میں تقریباً برادری کے پچاس بچوں نے حصہ لیا۔

اس کے علاوہ درج ذیل ادبی پروگراموں میں مندرجہ ذیل ممبران نے انعامات حاصل کیے:۔

مقابلہ نعت خوانی:۔ اوّل انعام محی الدین، دوئم انعام راجہ اعجاز اور سوئم انعام محمد ایاز نے حاصل کیا۔

مقابلہ اشعار میں پہلی پوزیشن نسیم الدین، دوسری پوزیشن محمد معراج اور تیسری پوزیشن محمد ایاز نے حاصل کی۔

مقابلہ معلومات میں دو ممبران فرینڈز سرکل محمد سہیل ذکائی اور محمد اسلم نے برابر نمبر حاصل کر کے پہلی پوزیشنیں حاصل کیں۔ جب کہ دوئم اور سوئم بالترتیب محمد نثار اور آئے۔

اُسی روز ایک مباحثہ بعنوان "آج کا نوجوان اسلام سے مخلص نہیں"۔ منعقد کرایا گیا۔ اس مباحثے میں جناب شجاع الدین صدر فرینڈز سرکل آئے۔ دوئم الطاف اقبال اور سوئم ندیم اعجاز آئے۔

مقابلہ مزاحیہ پروگرام میں اوّل محمد متین، دوئم ندیم اعجاز، اور اُن کے بھائی راجہ اعجاز سوئم آئے۔

اِن تمام پروگراموں میں منصفین کے فرائض جناب محمد مبین صاحب اور جناب عبدالخالق صاحب ذکائی نے انجام دیئے

CS CamScanner

اِنعام یافتگان

اِسپورٹس

سلیم احمد

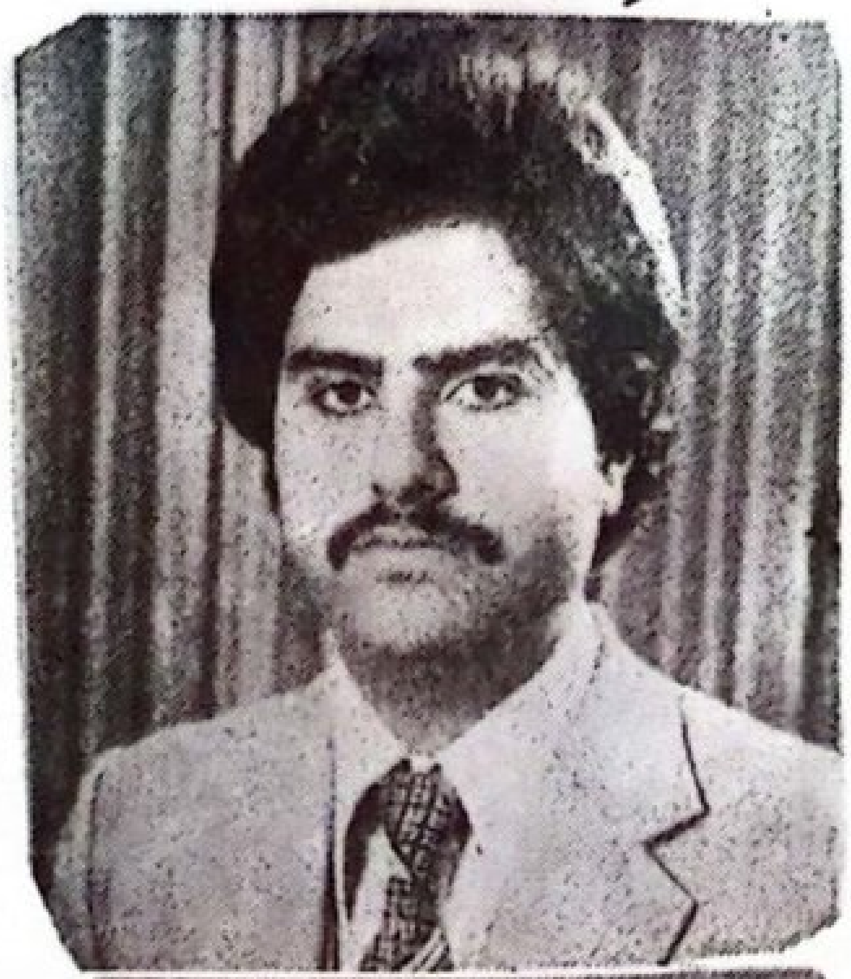

چیمپئن آف دی ڈے

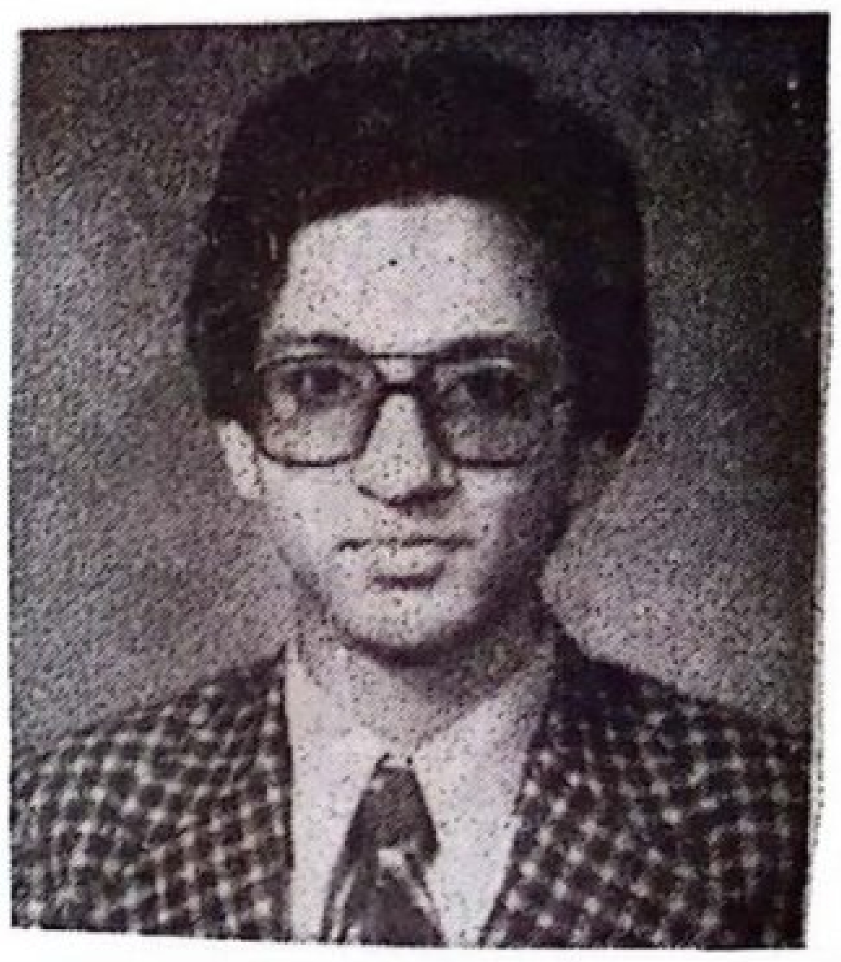

وقار احمد

بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس چیمپئن

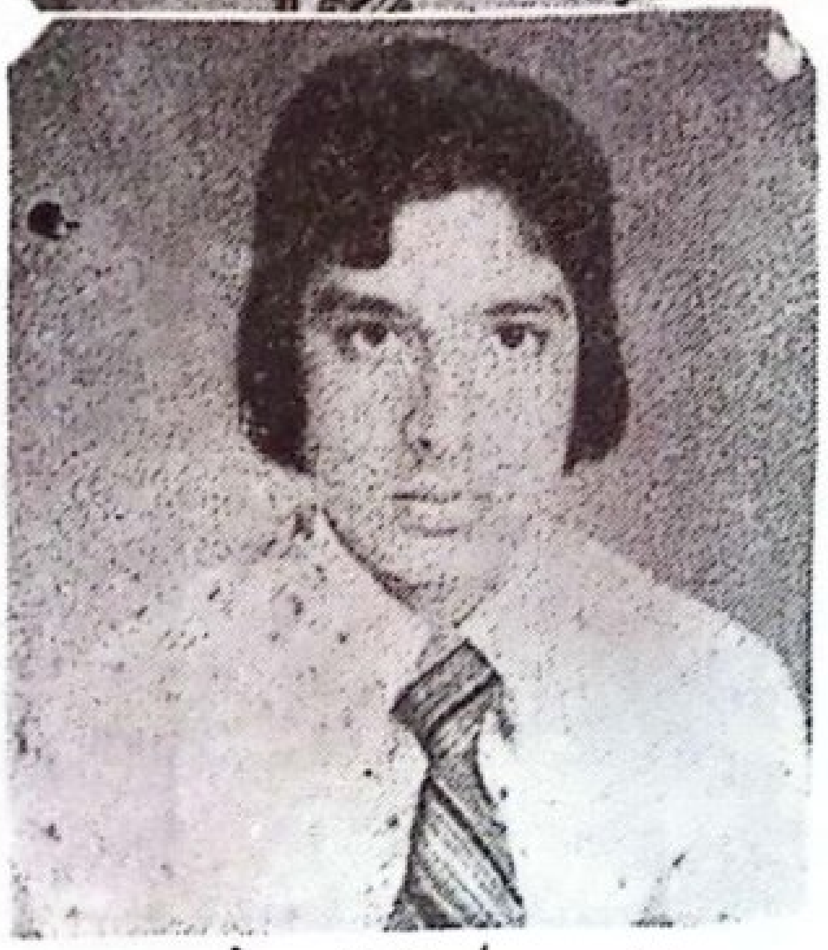

ناصر احمد

سلو اسکوٹر ریس

پہلی پوزیشن

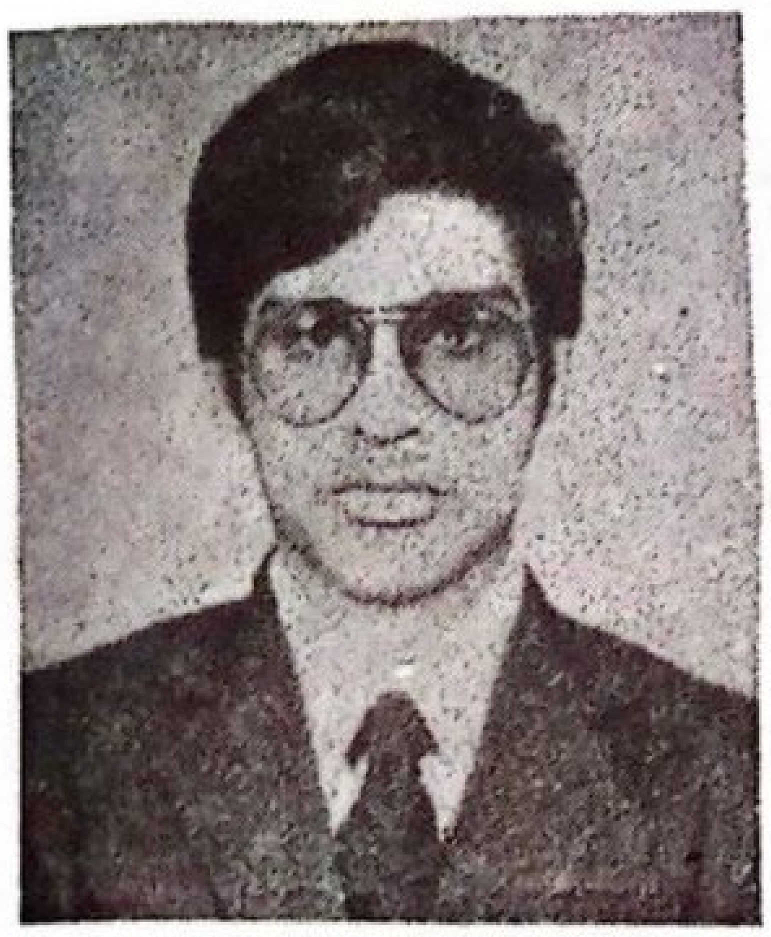

محمد یوسف قادری

۱۰۰ میٹر ریس

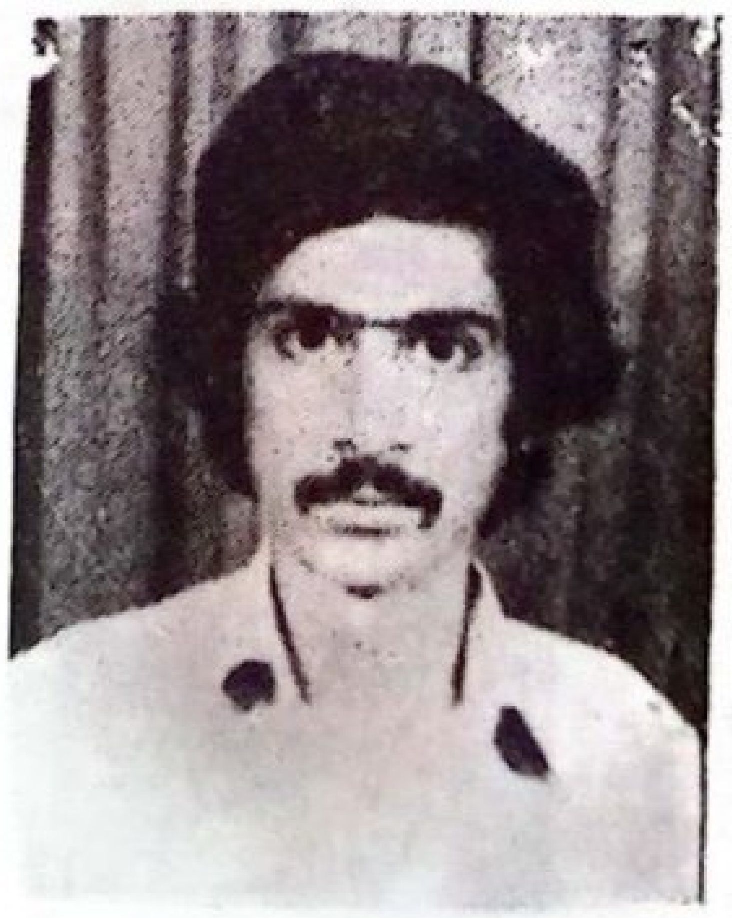

طارق احمد

ڈرانٹ پہلی پوزیشن

امجد اقبال بقائی

بہترین فوٹوگرافر

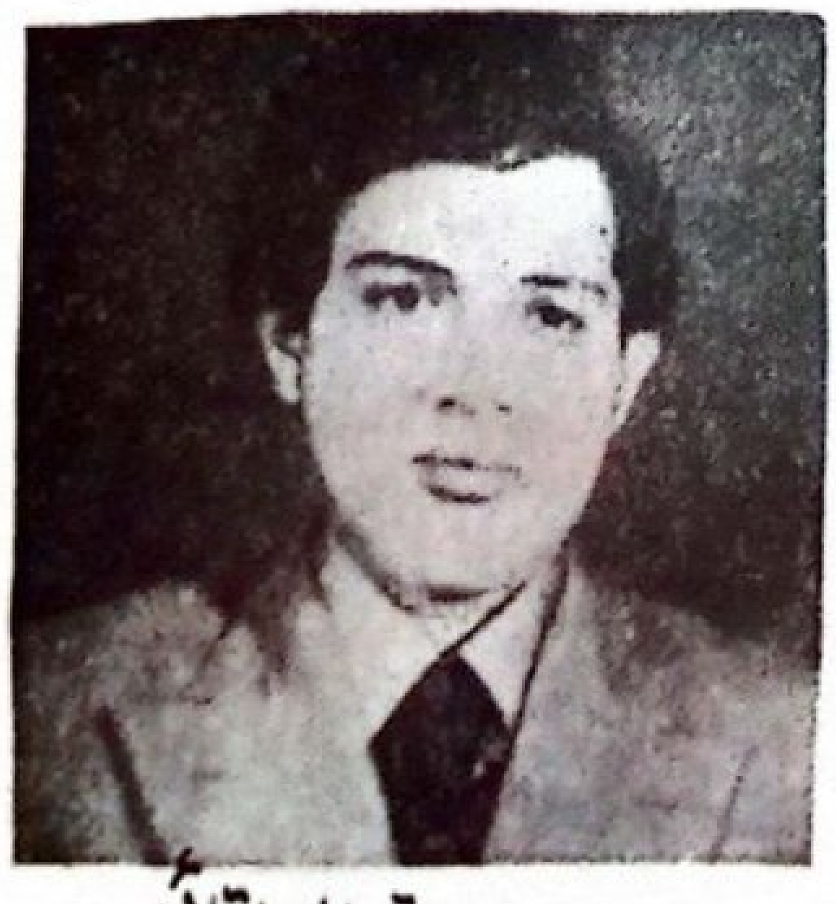

جاوید اقبال بقائی

جیولن تھرو

پہلی پوزیشن

CS CamScanner

انعام یافتگان

لٹریری پروگرام

محمد سہیل ذکائی　　پہلی پوزیشن　　محمد اسلم

مقابلہ معلومات

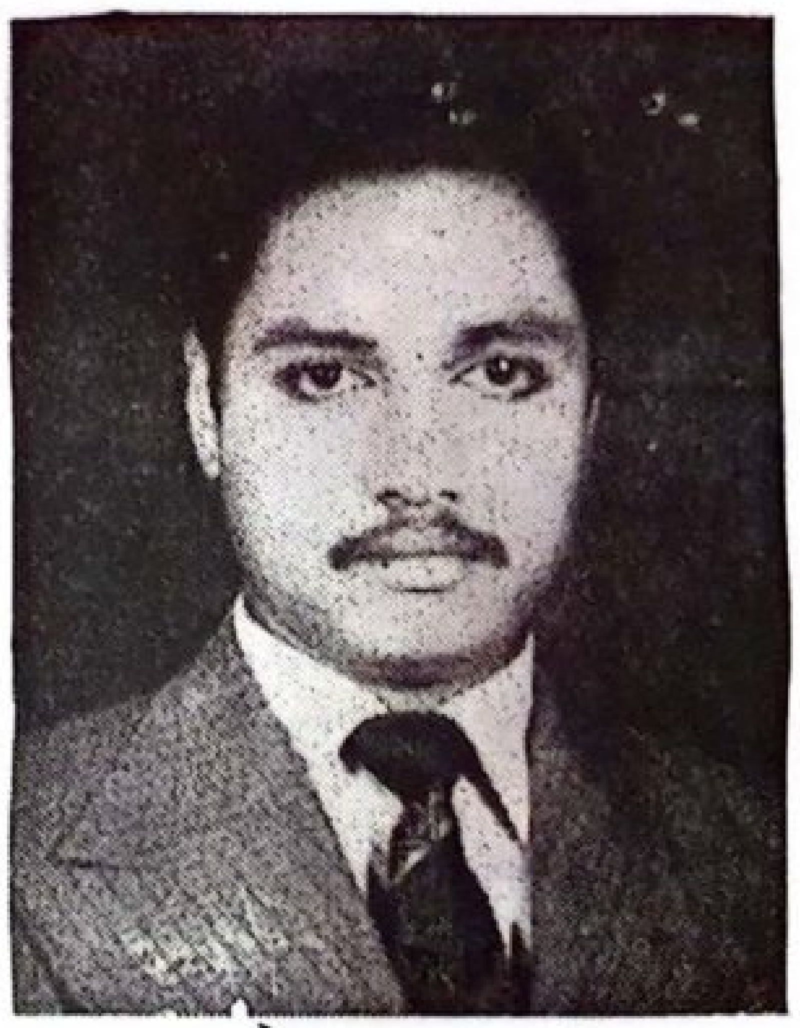

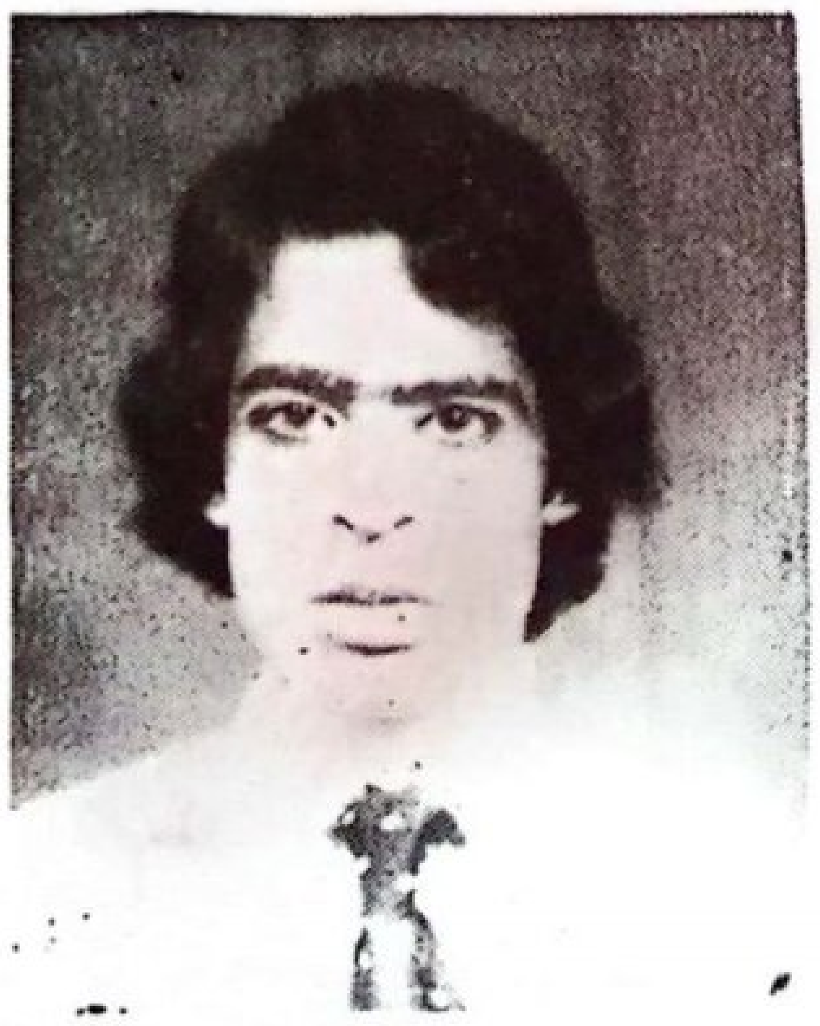

پہلی پوزیشن

محی الدین　　محمد متین

بہترین نعت خواں　　مزاحیہ پروگرام

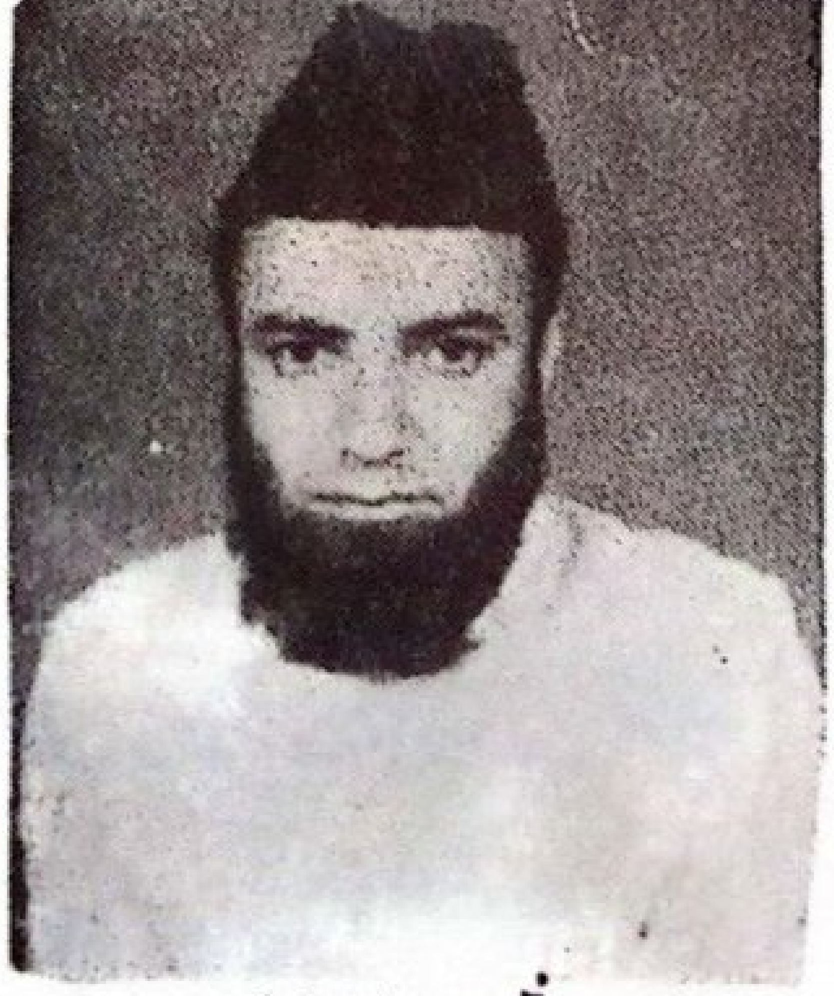

بہترین مقر

پہلی پوزیشن

مقابلہ اشعار

نسیم الدین　　شجاعت الدین،

CamScanner

CamScanner

تقریبات کا تصویری خبرنامہ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان

اور نہایت رحم والا ہے

تقریب حلف وفاداری

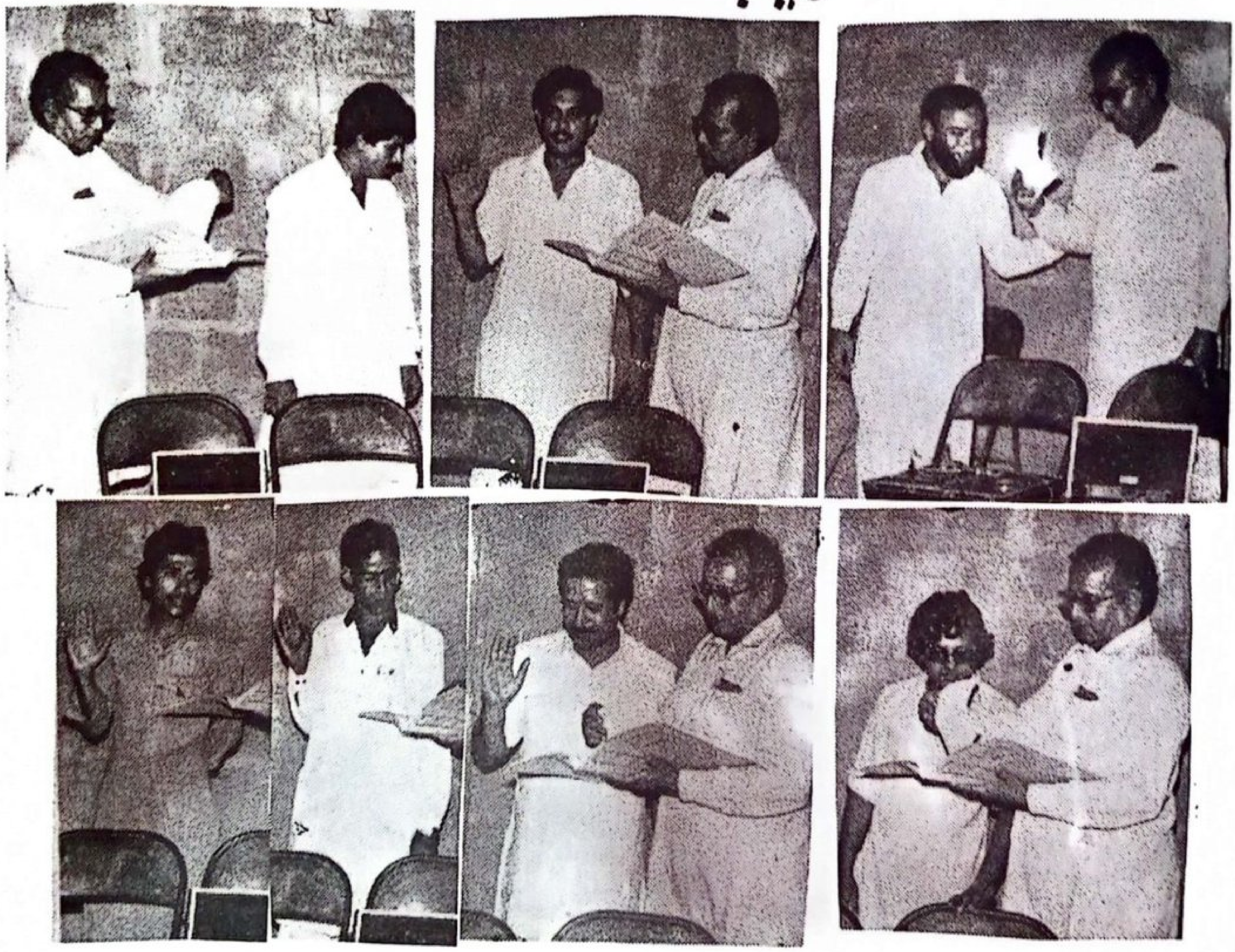

منتخب ممبران سے الیکشن آفیسر جناب ضمیر الحسن صاحب

حلف وفاداری لے رہے ہیں۔

CS CamScanner

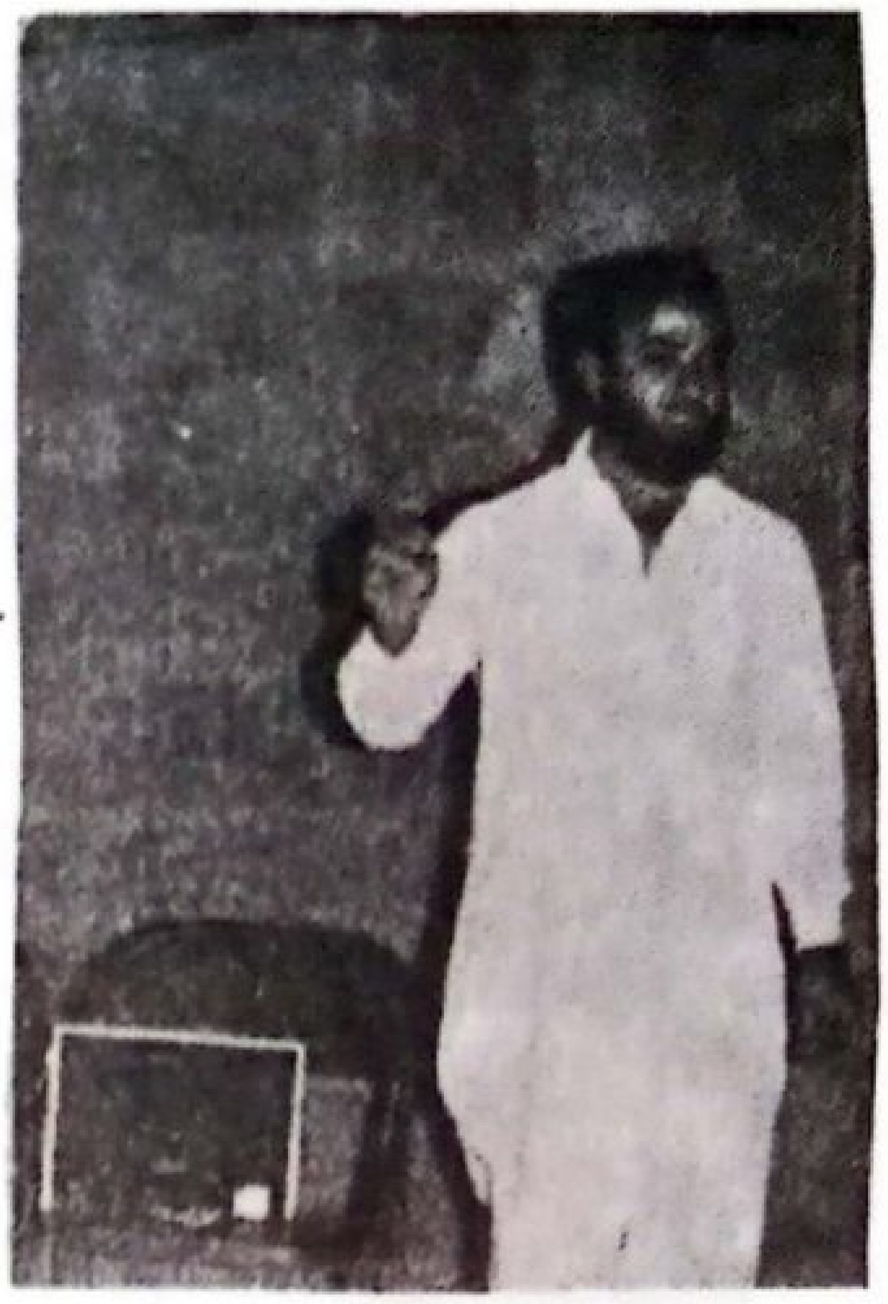

تقاریر کے مختلف مناظر۔

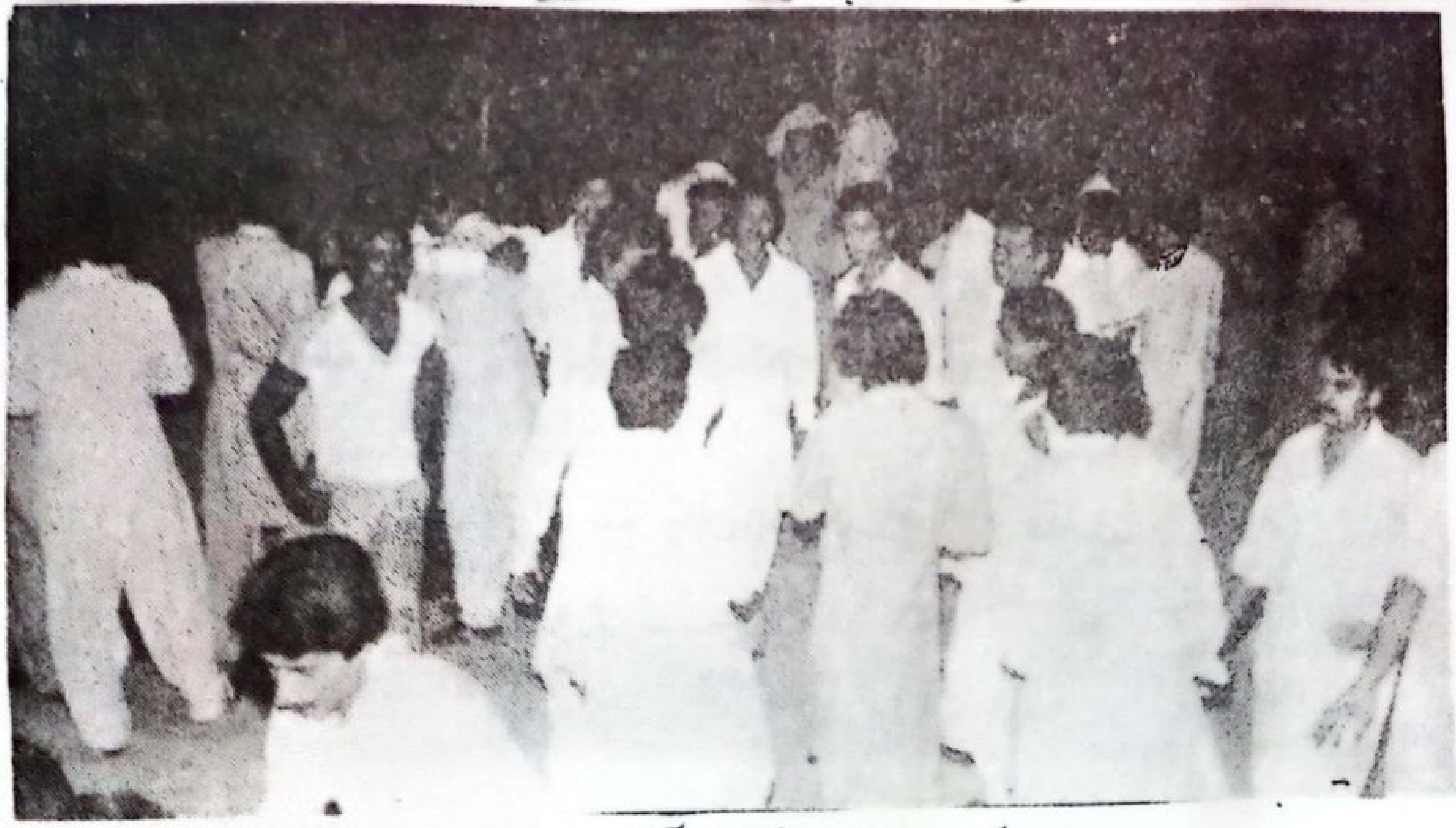

ممبران الیکشن کے مسئلے پر آپس میں صلاح و مشورہ کر رہے ہیں۔

ممبران کھانے سے لطف اندوز ہوتے ہوئے

کھانے کا ایک اور منظر!

CS CamScanner

کم کھاؤ! نوید راشد کو ہدایت دیتے ہوئے۔

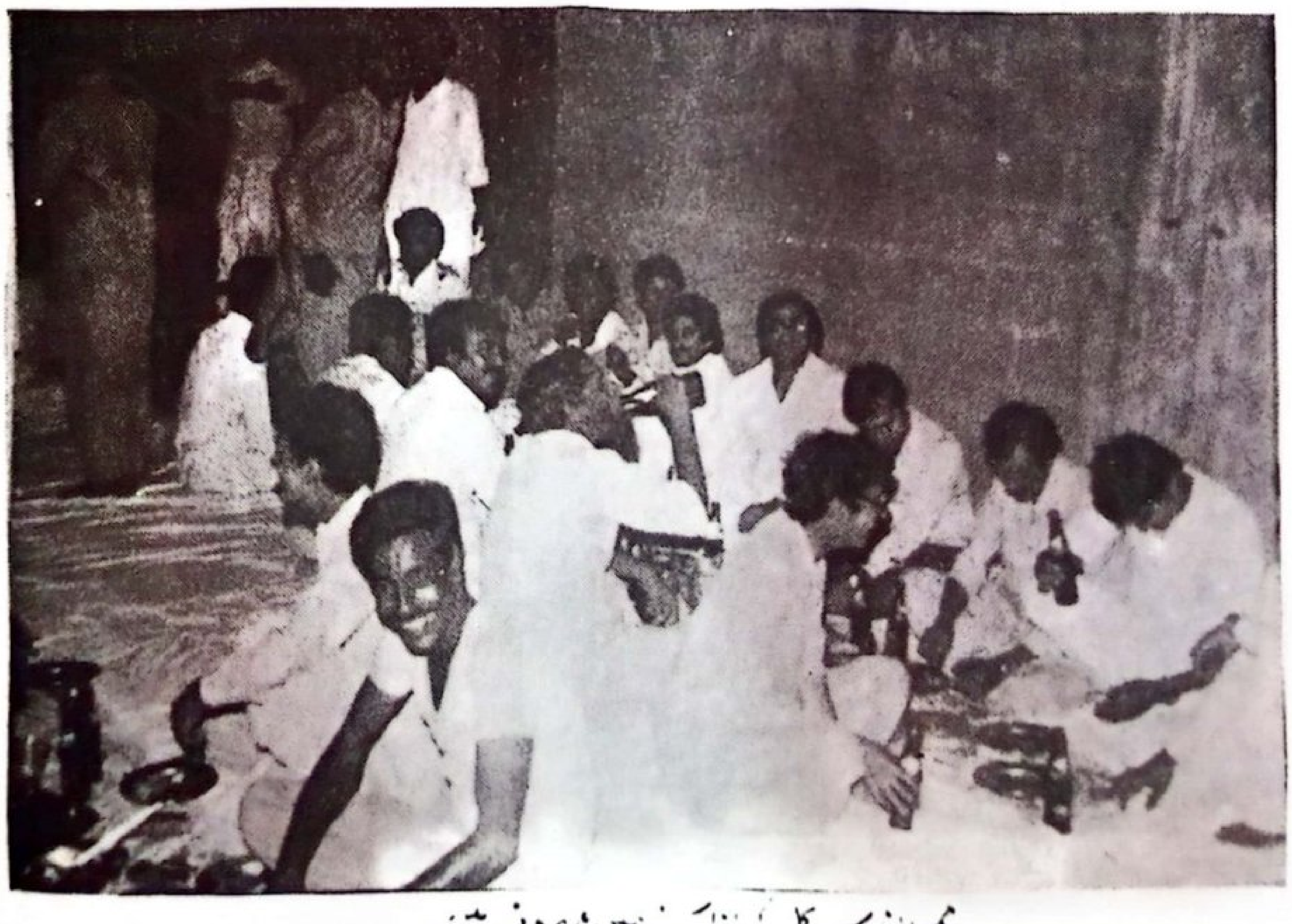

ممبرانِ سرکل کھانا کھانے میں مصروف ہیں۔

CamScanner

کھیل کے میدان میں

یوسف! اپنی اسکوٹر لائن پر رکھو ورنہ میں نکال دوں گا۔ نسیم الدین یوسف کو ڈانٹ رہے ہیں۔

سلو اسکوٹر ریس! سلیم اور ناصر کا زبردست مقابلہ

CS CamScanner

کوئن تو اب میں لے کر ہی جاؤں گا۔ نسیم الدین کوئن کا نشانہ بنتے ہوئے۔

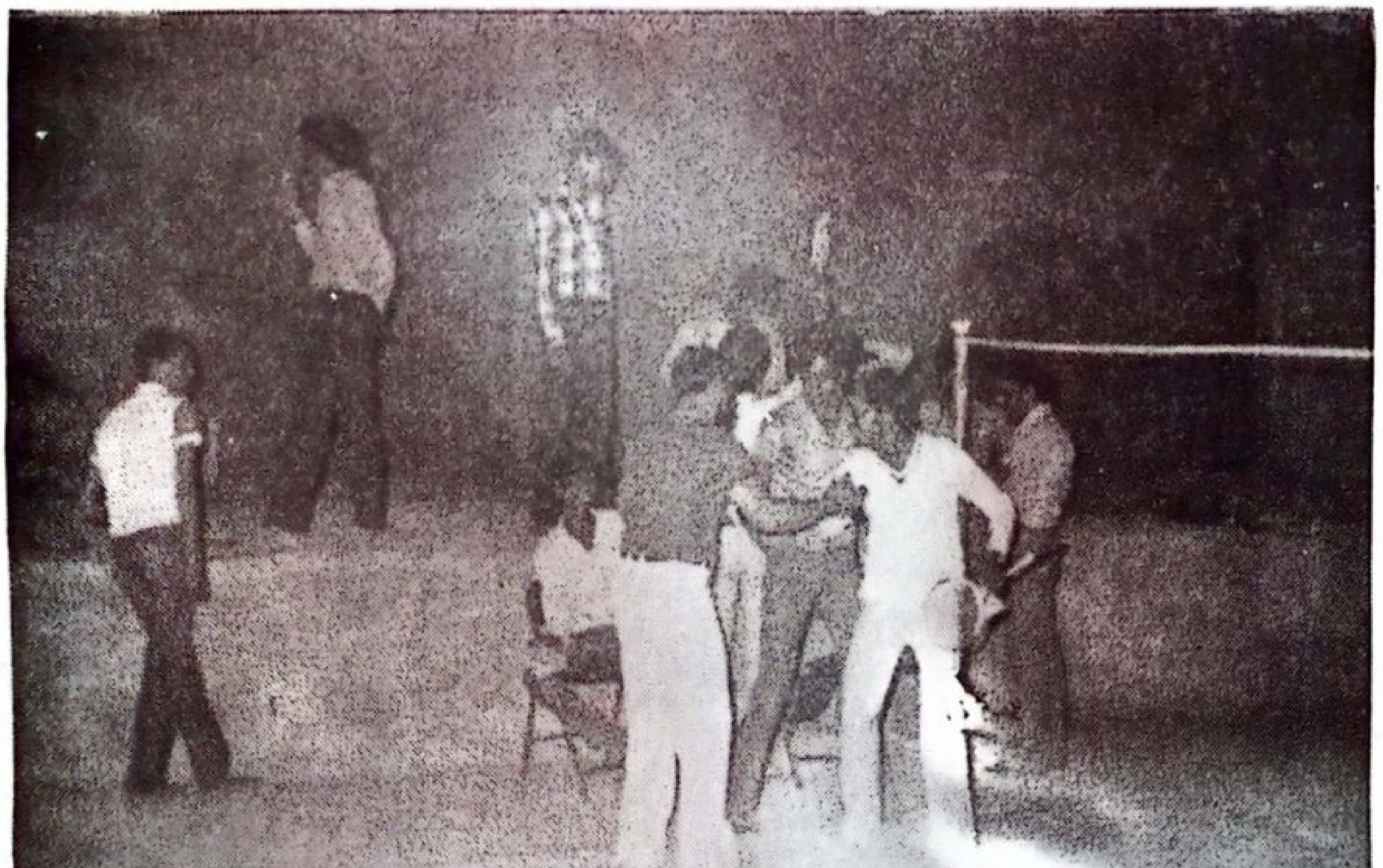

بیڈمنٹن

نسیم الدین اپنے صدر سے ہار کر بھی بہت خوش ہیں۔

پکنک

پکنک کا ایک منظر۔ جاوید لبقائی اور محمد سعید گوشت کاٹتے ہوئے۔

اناڑی قصائی! اسپورٹس سکریٹری ندیم اور دیگر حضرات مرغی کی کھال اتارتے ہوئے

CS CamScanner

فرینڈز سرکل کے تجربہ کار قصائی

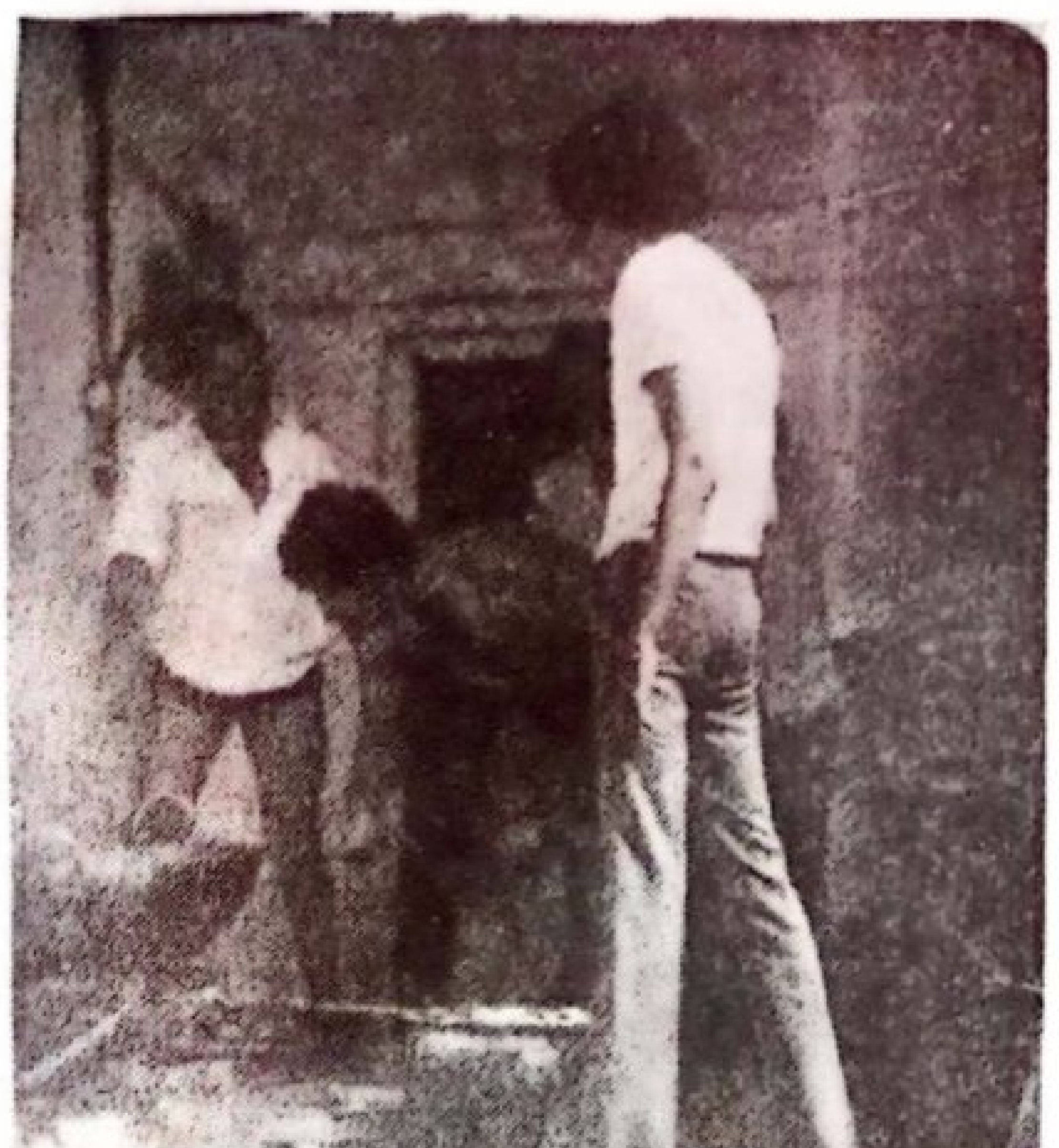

جنرل سکریٹری سلیم احمد
کڑھائی گوشت پکانے میں مصروف ہیں۔

CamScanner

کیچ میں پکڑوں گا! نوید کیچ پکڑنے کی پوزیشن میں۔

ممبران سن باتھ کرتے ہوئے

پکنک سے لطف اندوز ہونے کے یہ بھی انداز ہیں۔

CamScanner

کینوؤں کے دشمن ۔ ممبران کینو چھیلتے ہوئے

گرم گرم کھچوری لاؤ۔ انجم کسی کو بلا رہے ہیں

روڈ کے شہزادے ۔ پکنک سے واپسی پر تیار

مرغی کی کوئی ٹانگ نہیں بچے گی۔

CamScanner

بچّوں کا مقابلۂ قراءت و نعت خوانی

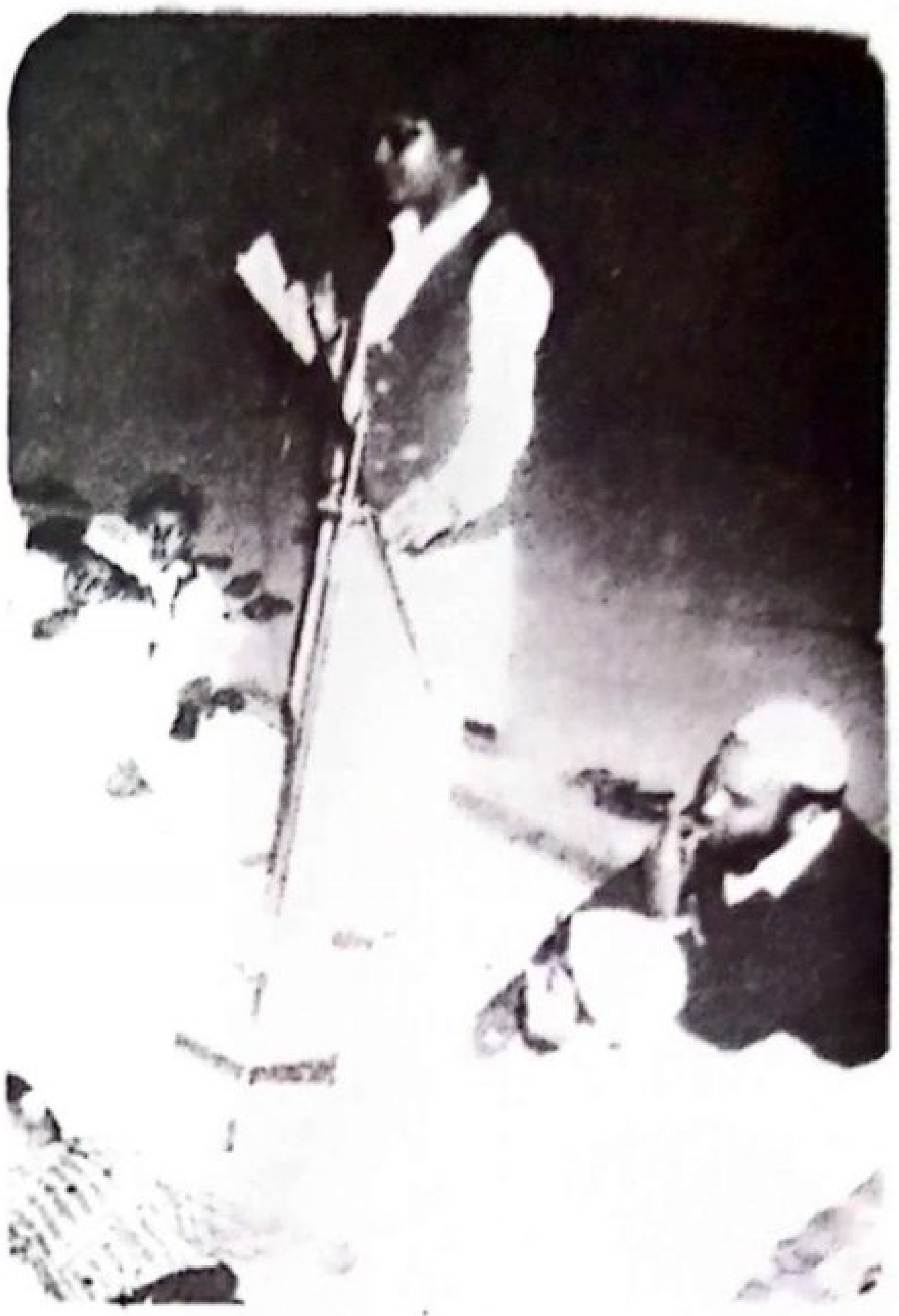

نعیم الدین مقابلے کا آغاز کرتے ہوئے۔

جج صاحبان ہمہ تن گوش ہیں۔

بچے بھی احترام سے قرآت سن رہے ہیں

احمر مہتاب مقابلہ قرأت میں دوئم آئے

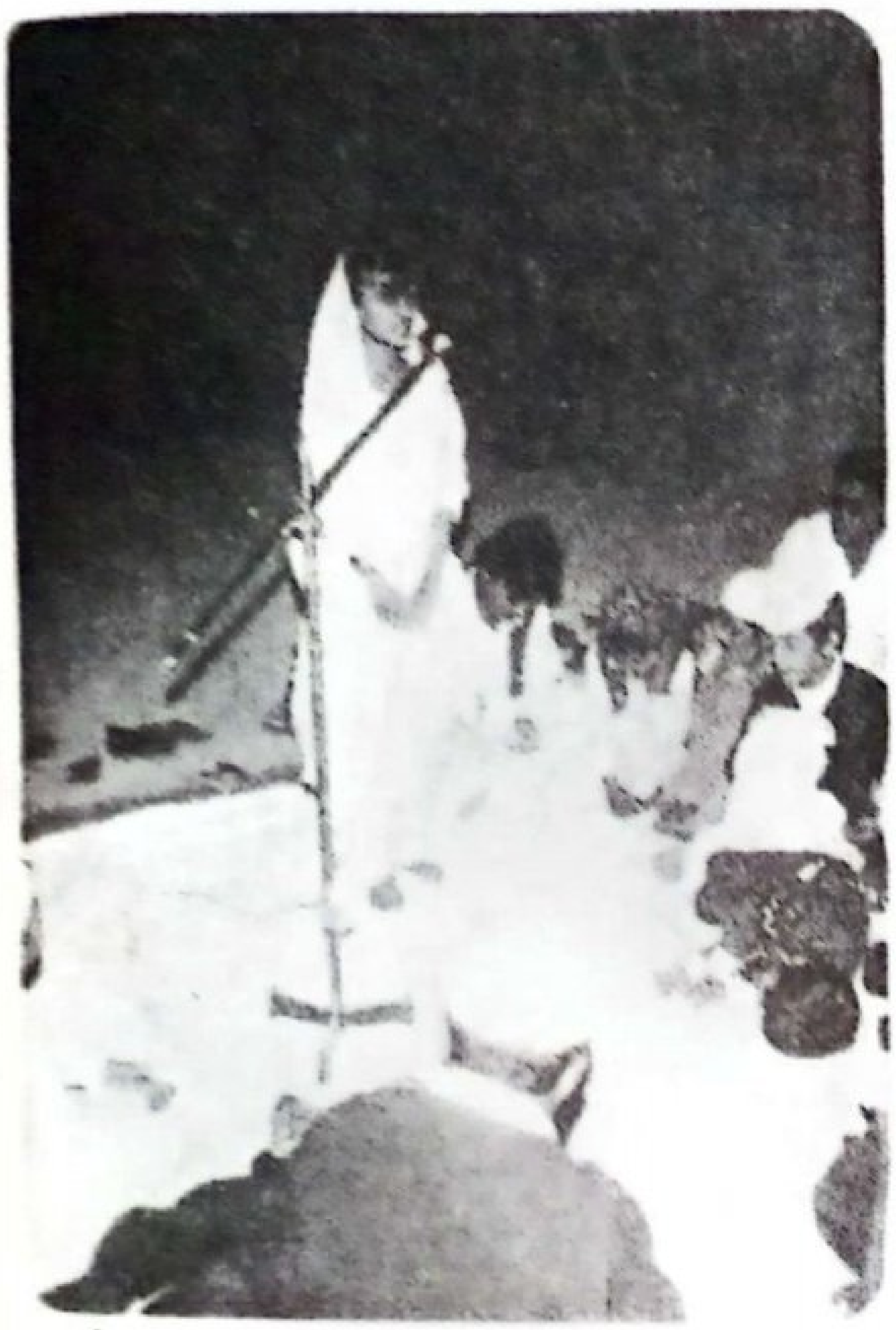

آفرینہ بقائی نعت خوانی کے مقابلے میں اول آئیں

ثمرینہ حنیف مقابلہ نعت خوانی میں سوئم آئیں

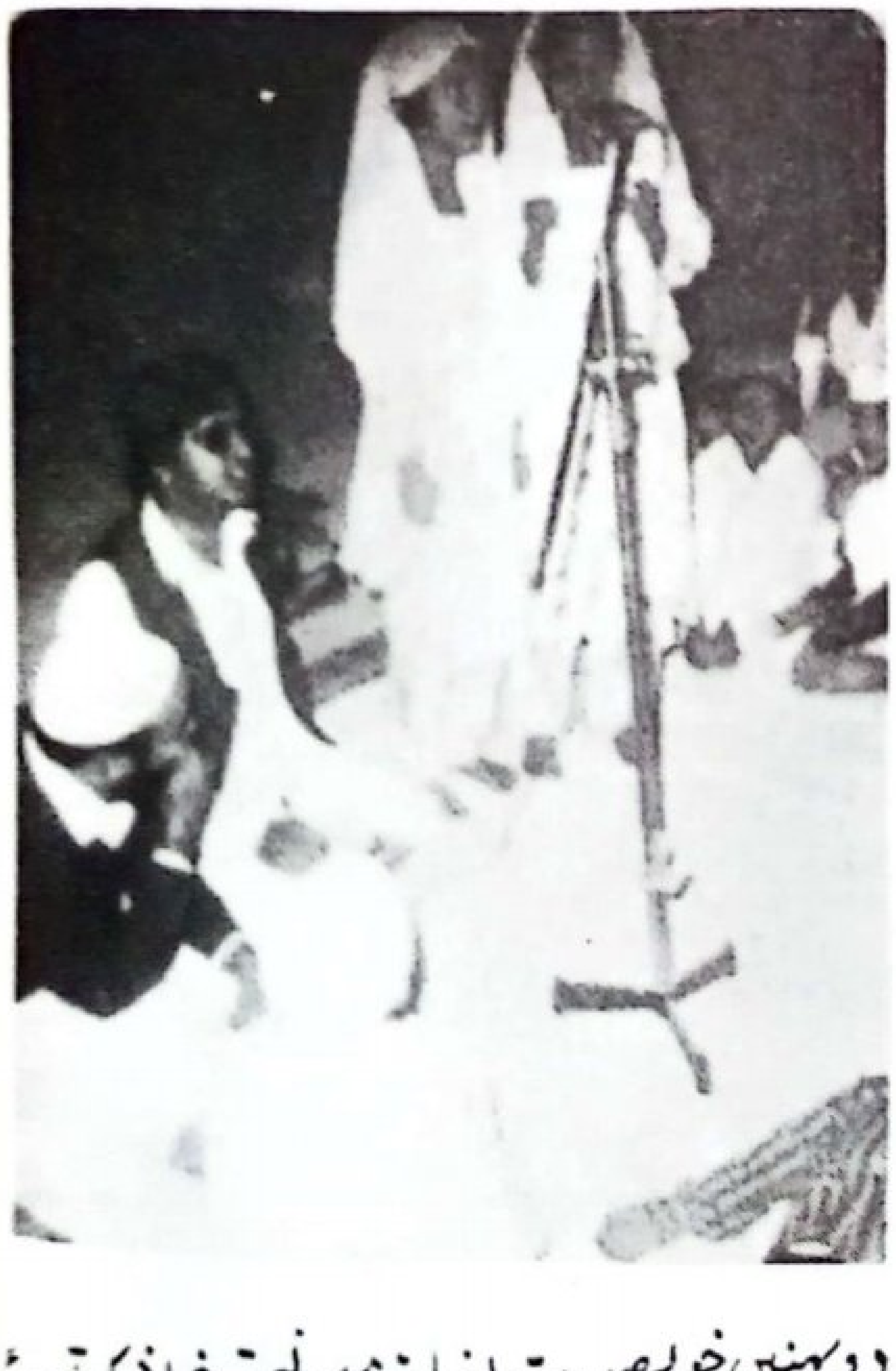

دو بہنیں خوبصورت انداز میں نعت خوانی کرتے ہوئے

CamScanner

نعت خوانی کا ایک منظر

کمسن طالبہ عظمیٰ اشتیاق نعت پڑھتے ہوئے۔

آپ کے خیال میں کس بچے کو اوّل انعام ملے گا۔
قاری عزیز الرحمٰن جناب انوار الدین صاحب سے محوِ گفتگو ہیں

ذیشان نایاب
اوّل۔ مقابلہ نعت خوانی

CamScanner

مہمانانِ گرامی کی تواضع کا ایک مَنظر

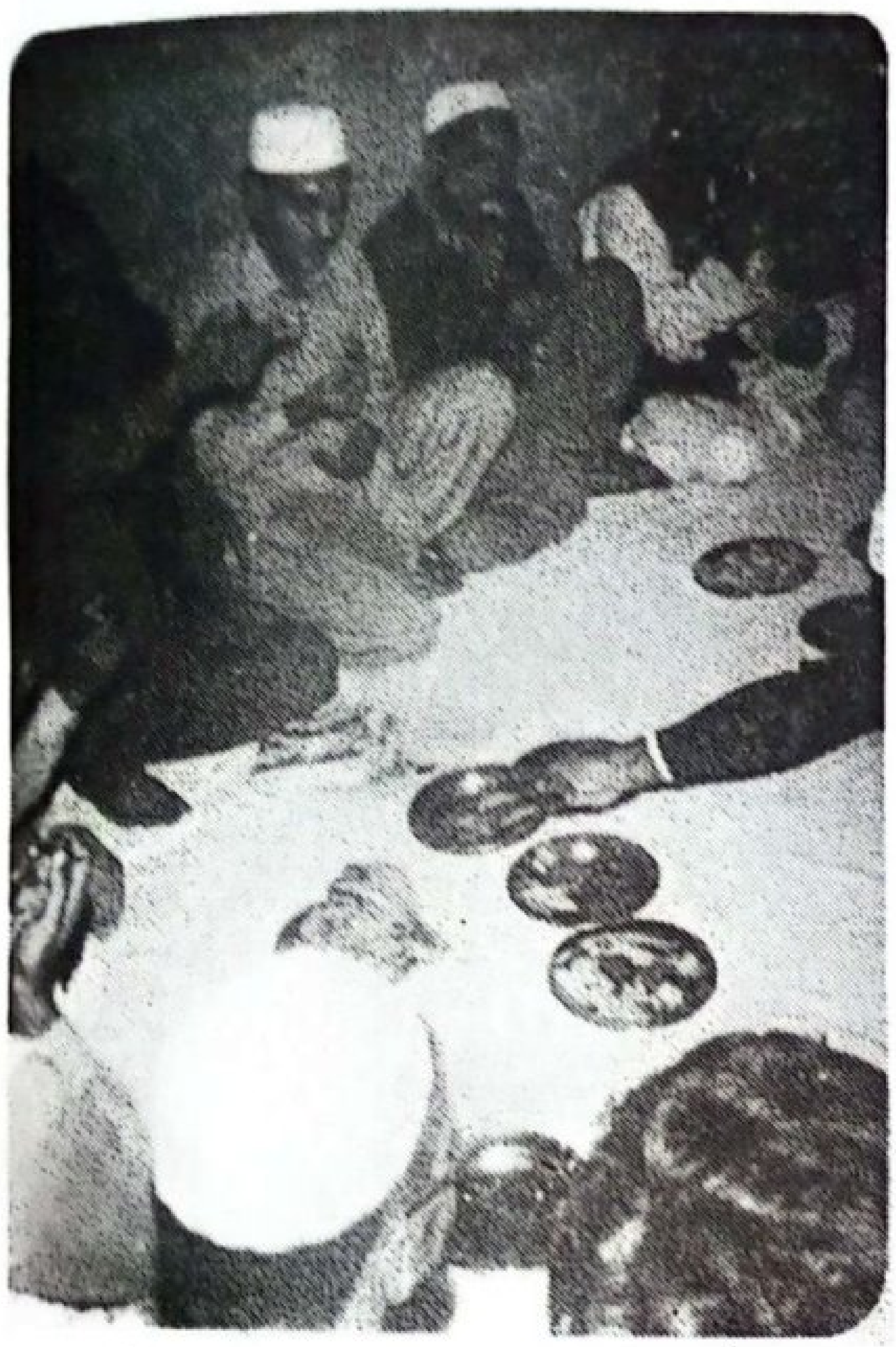

پہلے آپ! پہلے آپ! تکلف کا ایک منظر

بچّے کولڈ ڈرنک اور دیگر لوازمات سے لطف اندوز ہو رہے ہیں

CamScanner

گزشتہ سال کا تصویری جائزہ

طلباء پارٹی

احمد بی عندلیب میٹرک میں پہلی پوزیشن حاصل کرکے مہمان خصوصی سے گولڈ میڈل حاصل کر رہی ہیں

جناب رضی الرحمن صاحب طلعت آزین کو
میٹرک میں تیسری پوزیشن حاصل کرنے پر انعام دے رہے ہیں

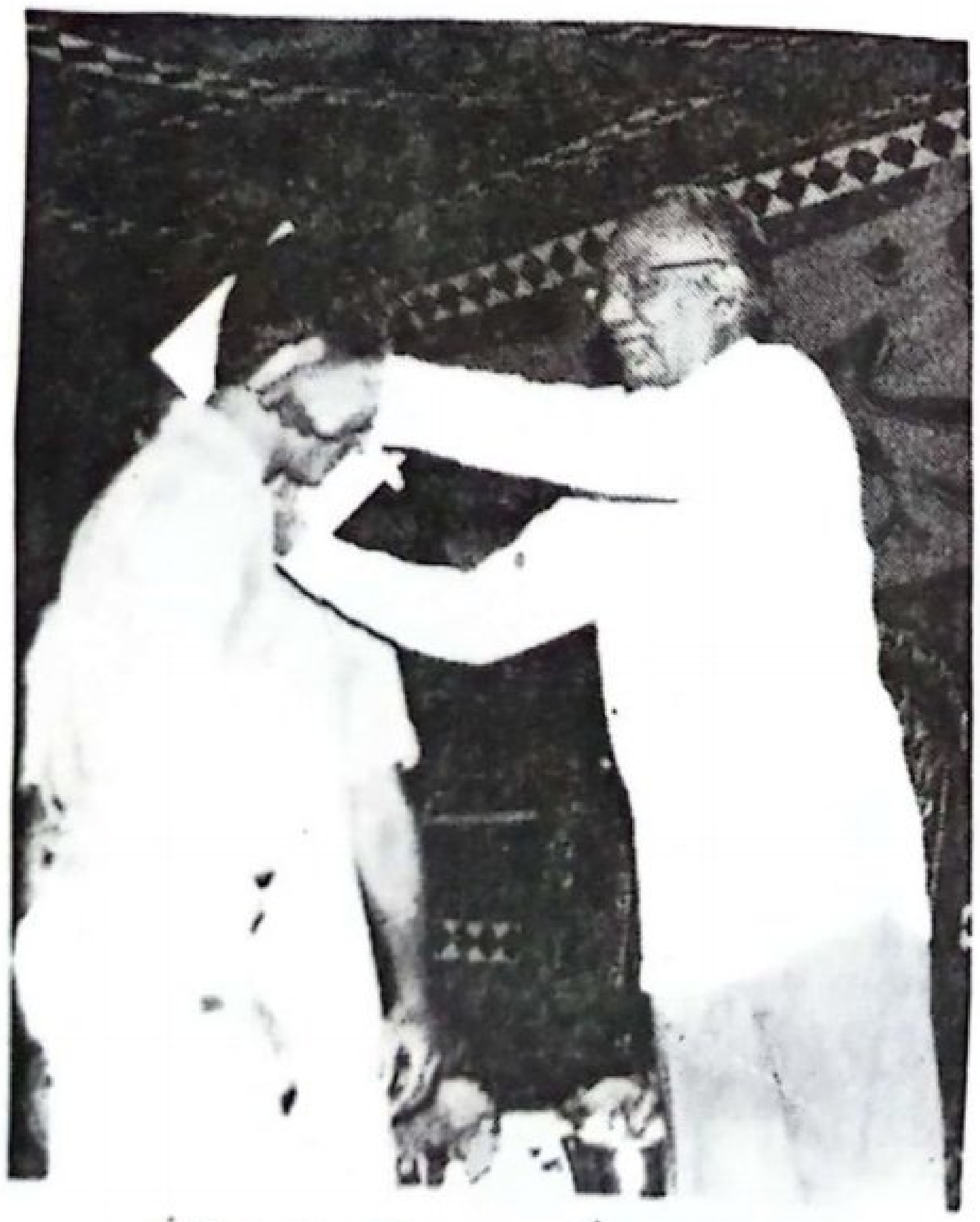

ندیم جمیل میٹرک میں دوسری پوزیشن
حاصل کرکے سلور میڈل حاصل کر رہے ہیں۔

CamScanner

امجد احمد میٹرک میں پانچویں پوزیشن
حاصل کرکے خصوصی انعام حاصل کر رہے ہیں۔

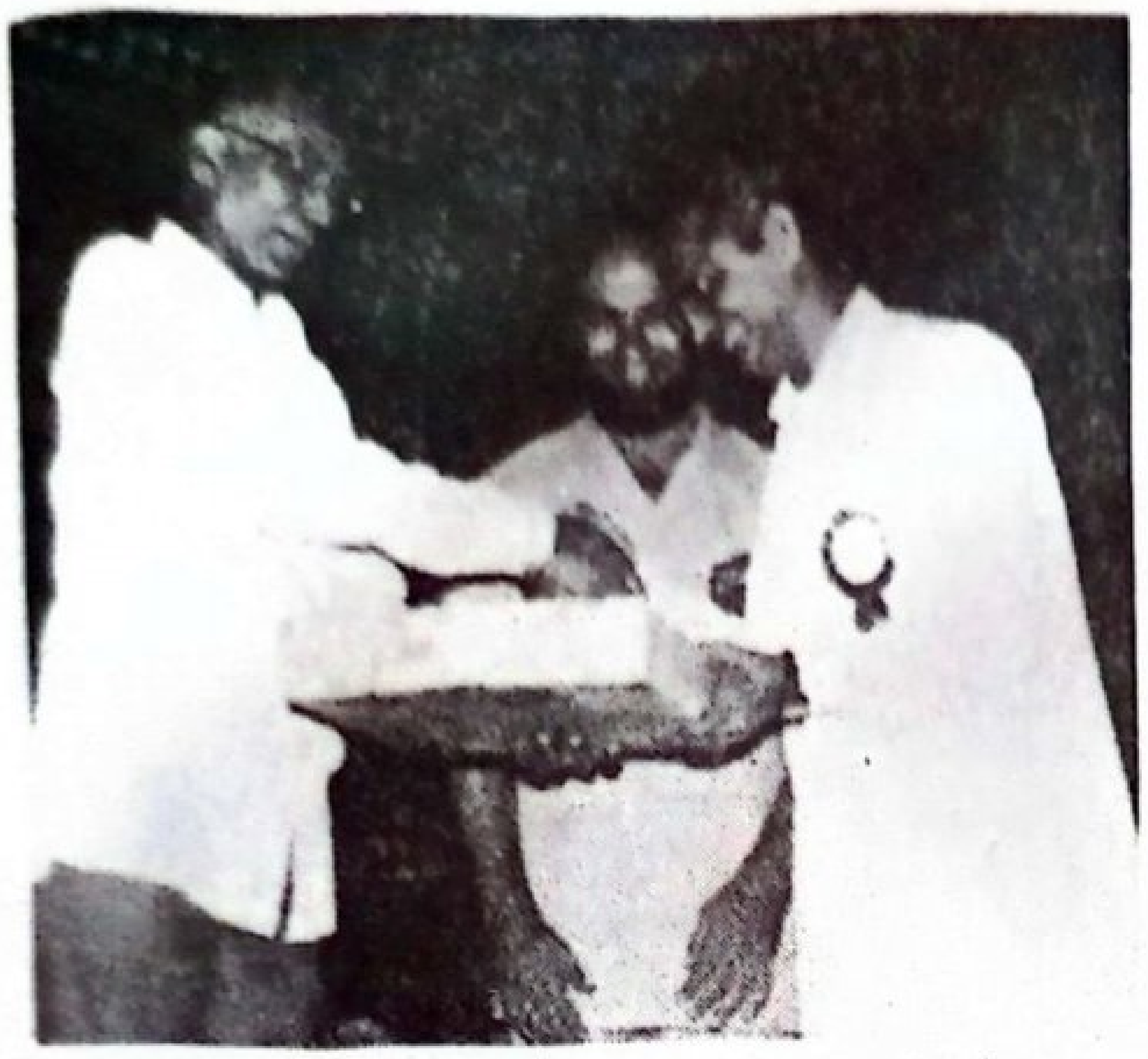

انٹرمیڈیٹ میں تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے
طالب علم محمد سہیل جیلانی کے والد امیر حسین جیلانی
اپنے ہونہار صاحبزادے کا انعام حاصل کر رہے ہیں۔

انٹرمیڈیٹ میں پہلا انعام حاصل کرکے طارق احمد

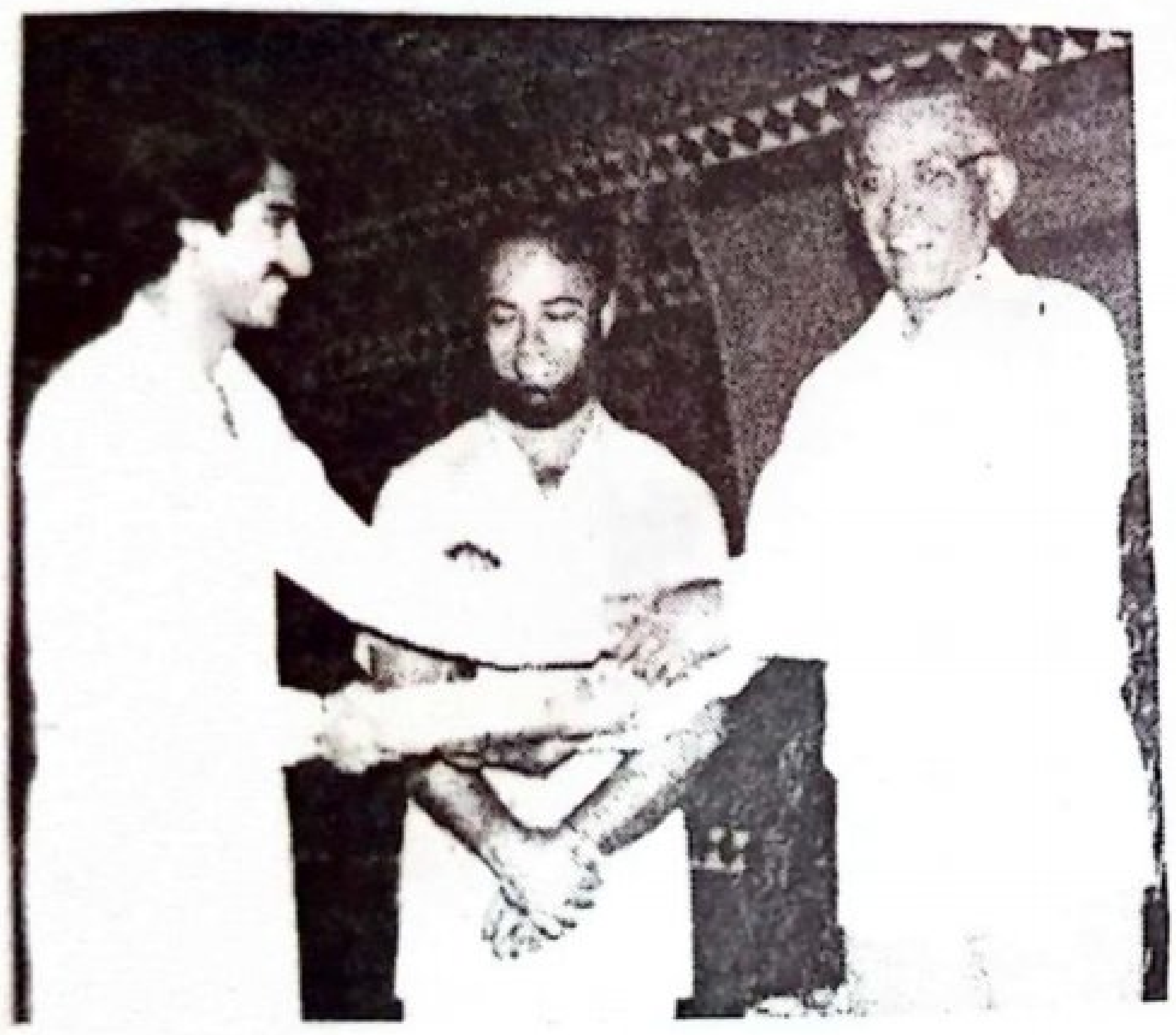

گریجویشن کا پہلا انعام نوید احمد نے حاصل کیا

گریجویشن کا دوسری پوزیشن پر امتیاز احمد کا انعام

امتیازی نمبروں سے ایم، بی، اے پاس کرنے والے
طالب علم افضال احمد خصوصی انعام حاصل کر رہے ہیں۔

CamScanner
CamScanner

برادری کی ہونہار طالبہ انیسہ عمر بقائی کیمیکل انجینئرنگ پاس کرنے پر خصوصی انعام حاصل کر رہی ہیں۔

مِس انیسہ جبیں عمر بقائی کے لئے ایک اور اعزاز

پاکستان ایٹمک انرجی کمیشن میں بحیثیت کیمیکل انجینئر تقرّر

اپنی برادری کی ایک ہونہار طالبہ **انیسہ عمر بقائی** نے میٹرک، پری انجینئرنگ اور پچھلے سال کیمیکل انجینئرنگ کے امتحانات میں متواتر فرسٹ کلاس پوزیشن حاصل کر کے نمایاں انعامات حاصل کیے۔ مزید خوشی کی بات یہ ہے کہ مِس انیسہ نے اِس سال پاکستان اٹومک انرجی کمیشن کے ایک سخت مقابلے کا اِمتحان پاس کیا۔ جس کے نتیجہ میں اُن کا، اگریڈ افسر کے سینئر اسکیل میں بطور اسسٹنٹ انجینئر (کیمیکل) کا تقرر ہوا۔ جس سے انہوں نے ثابت کر دیا کہ اِس قوم کی بچیوں نے بھی ہر شعبے میں خاطرخواہ ترقی کی ہے۔

بیڈمنٹن کے بہترین کھلاڑی نعمان رشید پہلا انعام حاصل کر رہے ہیں۔

سید محمد جمیل سیکریٹری جیمخانہ خصوصی
سے چیمپئن آف دی ڈے کا اعزاز حاصل کر رہے ہیں

ڈیلنڈ سرکل کے صدر شجاع الدین بیڈمنٹن
میں دوسرا انعام حاصل کرکے بہت خوش ہیں۔

ٹیبل ٹینس کا پہلا انعام محمد یوسف قادری کو ملا۔

جاوید اقبال لقمانی اپنا انعام حاصل کرکے بہت خوش نظر آ رہے ہیں۔

۱۰۰ میٹر ریس میں راشد زکیانی کا پہلا انعام
اُن کے بڑے بھائی وصول کر رہے ہیں۔

سلو اسکوٹر ریس میں پہلا انعام کامران عادل حاصل کر رہے ہیں

ندیم ، مجیب نے کیرم چیمپئن شپ کا انعام حاصل کر رہے ہیں

مقابلۂ معلومات میں وسیم الدین پہلی پوزیشن حاصل کر کے انعام حاصل کر رہے ہیں۔

انعامی مباحثہ کی ٹرافی محمد سہیل ذکائی نے حاصل کی۔

گیت و غزل میں دوسری پوزیشن محی الدین نے حاصل کی۔

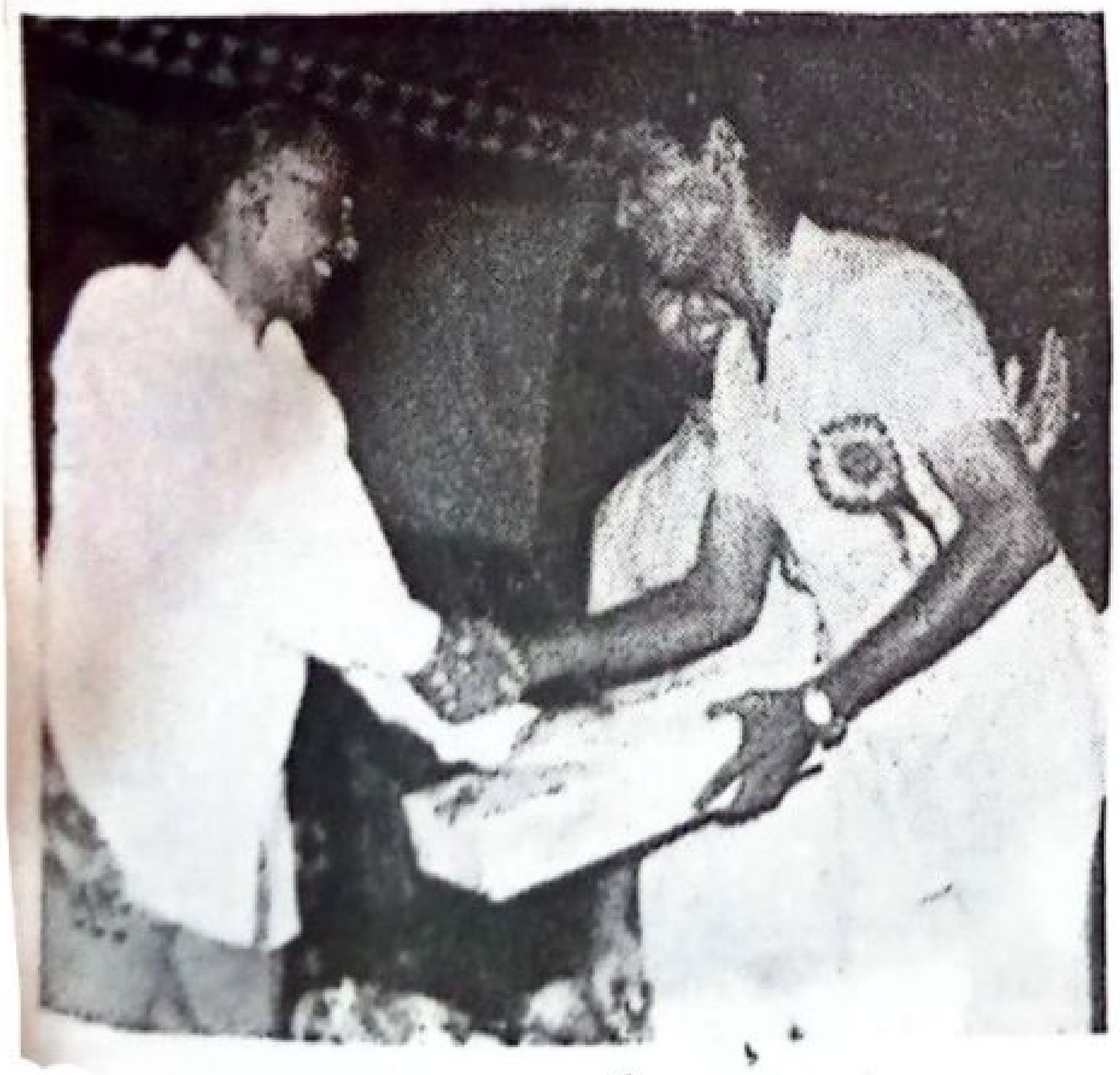

اسپورٹس سکریٹری محمد متین مزاحیہ
پروگرام کا پہلا انعام حاصل کر رہے ہیں۔

CamScanner

مہمان خصوصی ایڈیشنل سکریٹری تعلیمات جناب رضی الرحمٰن صاحب حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں

برادری کے افراد کا پروگرام میں انہماک کا ایک منظر۔

CamScanner

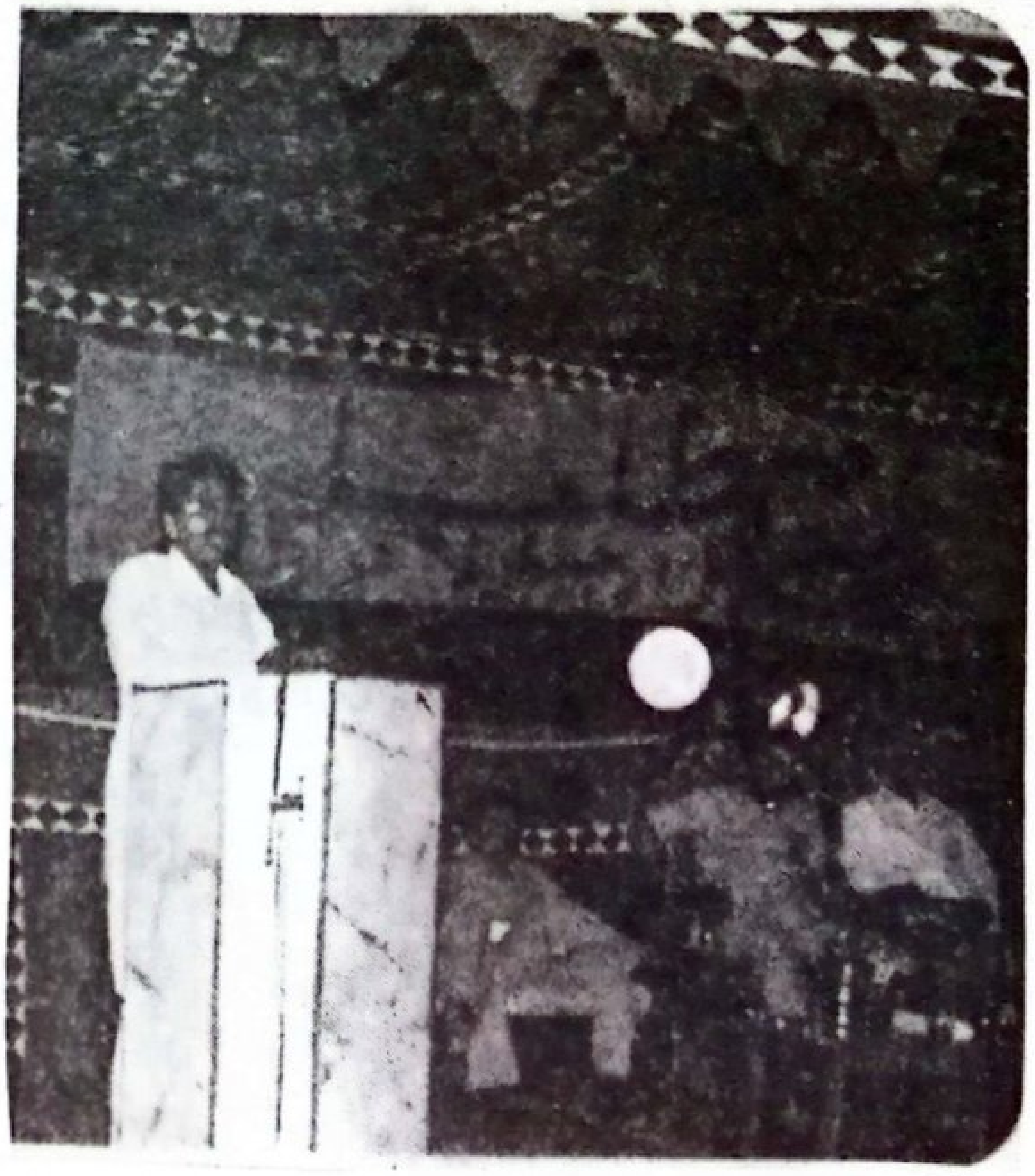

مجلسِ شوریٰ کے رکن جناب حافظ محمد تقی صاحب اور جناب محمد حنیف صاحب حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔

مطالعہ کم گپیں زیادہ! خواتین خوش گپیوں میں مصروف ہیں۔

CamScanner

مہمانِ خصوصی جناب رضی الرحمٰن صاحب مجلسِ منتظمہ کے ساتھ اسٹیج پر رونق افروز ہیں۔

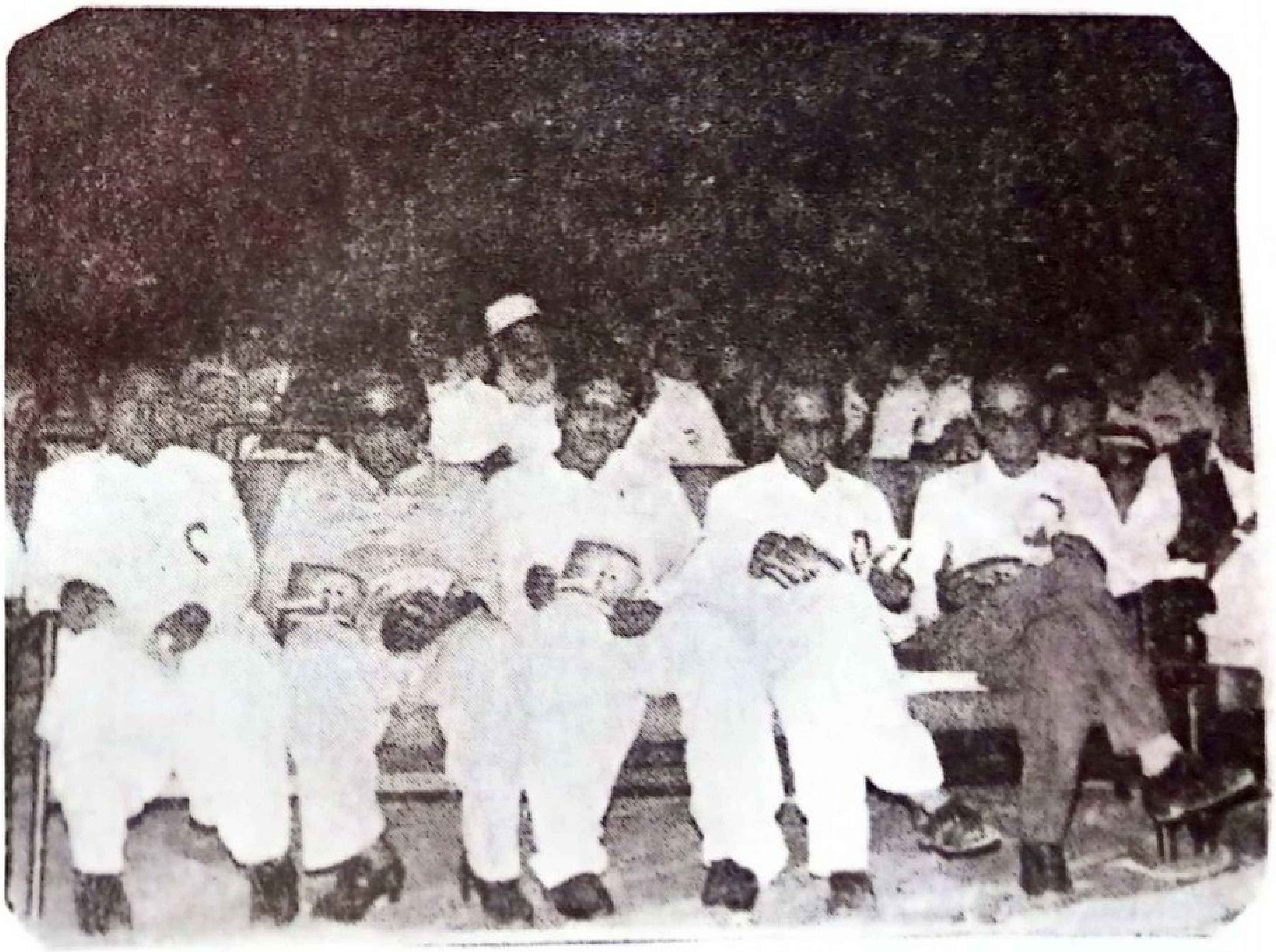

مجلسِ شوریٰ کے رکن حافظ محمد تقی استقبالیہ کمیٹی کے ساتھ "ہم خیال" میں محو ہیں۔

CamScanner

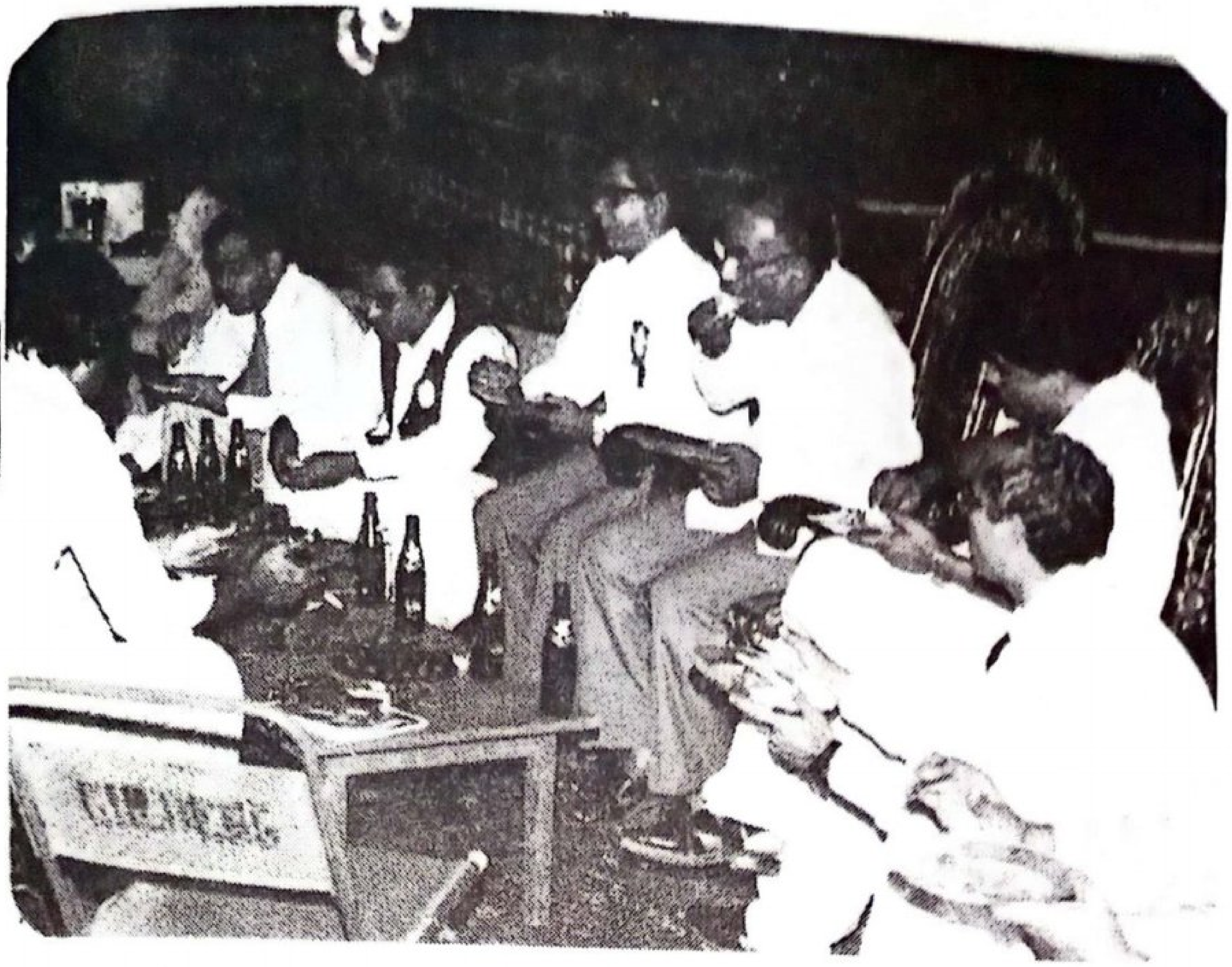

مہمان خصوصی حافظ محمد تقی استقبالیہ کمیٹی کے اراکین کے ساتھ پر تکلف عصرانے میں مصروف ہیں۔

جناب رضی الرحمٰن صاحب استقبالیہ کمیٹی اور مجلس منتظمہ فرینڈز سرکل کے ساتھ

CamScanner

CamScanner

مجلسِ اعلیٰ کے الیکشن کے چند مناظر

الیکشن سے پہلے جناب محمد تقی صاحب، جناب محمد احمد صاحب، جناب رحمت الٰہی صاحب، جناب محمد حنیف صاحب
جناب ناظم الدین لقائی صاحب اجتماعات سے خطاب کر رہے ہیں۔

سامعین کا انہماک! مقررین کو بڑے غور سے سُن رہے ہیں۔

CS CamScanner
CS CamScanner

ووٹوں کی گنتی کا ایک منظر۔ برادری کے معزز ارکان نتائج کے منتظر ہیں۔

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رو کے زمین بوس ہوئی قوم حجاز

مغرب کی نماز کا وقت ۔ حاضرین نماز ادا کر رہے ہیں

اراکین مجلسِ اعلیٰ ووٹ ڈالنے کے منتظر ہیں

اراکین جمعیت کے اجتماع کا ایک اور منظر

CamScanner

برادری کے الیکشن میں نوجوانوں کی بھرپور شرکت کا ایک منظر

بشکریہ مجلسِ منتظمہ مجلس اعلیٰ جمعیت حکیمان

CS CamScanner

ندیم احمد
اسپورٹس سکریٹری

رپورٹ اسپورٹس سکریٹری

خدا کا شکر ہے کہ مجھے یہ اعزاز نصیب ہوا کہ میں بحیثیت اسپورٹس سکریٹری آپ کے سامنے پورے سال کی اسپورٹس کی سرگرمیاں جو کہ ممبران نے انجام دیں آپ کے سامنے پیش کروں۔ اسپورٹس ڈے امسال ۸ نومبر ۸۳ء کو بمقام کمیونٹی سینٹر منعقد ہوا۔ مجھے یہ لکھتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ امسال اسپورٹس میں ممبران کی شرکت نے گزشتہ سارے ریکارڈ توڑ دیئے۔ خاص طور پر پریزیڈنٹ سرکل کے بنائے ہوئے بیڈمنٹن کورٹ پر بیڈمنٹن کے عظیم الشان مقابلے ہوئے۔ بیڈمنٹن میں ممبران کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ اس کے پہلے راؤنڈ کے مقابلے کئی دن تک جاری رہے اور اس کا فائنل تقریباً ایک ماہ بعد اسی سینٹر پر منعقد ہوا۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل کھیلوں کے پروگرام منعقد ہوئے۔

۱۔ ٹیبل ٹینس
۲۔ کیرم چیمپئن شپ
۳۔ ڈرافٹ چیمپئن شپ
۴۔ شاٹ پٹ
۵۔ جیولین تھرو
۶۔ سلو اسکوٹر ریس
۷۔ ۱۰۰ میٹر ریس۔

مندرجہ ذیل ممبران نے مختلف کھیلوں کے مقابلوں میں انعامات حاصل کیے۔

	اوّل	دوئم	سوئم
۱۔ بیڈمنٹن	وقار احمد	شجاع الدین رومی	محمد راشد ذکائی
۲۔ ٹیبل ٹینس	وقار احمد	خالد مسعود	
۳۔ کیرم چیمپئن شپ	سلیم احمد	شہزاد پرویز	محمد سلیم
۴۔ ڈرافٹ چیمپئن شپ	طارق احمد	ندیم اعجاز	ناصر احمد
۵۔ سلو اسکوٹر ریس	ناصر احمد	سلیم احمد	
۶۔ ۱۰۰ میٹر ریس	محمد یوسف قادری	خالد مسعود	محمد راشد ذکائی
۷۔ جیولن تھرو	جاوید اقبال لقائی	سلیم احمد	محمد ایاز
۸۔ شاٹ پٹ	سلیم احمد	محمد ایاز	جاوید اقبال لقائی

CamScanner

محمد متین
فنانس سکریٹری

فنانس رپورٹ

خداوند تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے اتنی ہمّت عطا فرمائی کہ آپ کے سامنے ان حضرات کا شکریہ ادا کروں جنہوں نے سرکل کے دو اہم پروگرام "جلسہ عید میلاد النبیؐ" اور "بزم طلباء" منعقد کرنے کے سلسلے میں ہماری مالی معاونت فرمائی۔

اِس تعاون کے لئے ہم ان حضرات کے بے حد مشکور ہیں:۔

جناب شجاع الدین رومی صاحب	۱۰۰۰ روپے	میسرز محمد جمیل اینڈ سنز	۱۵۰ روپے
امیر حسن جیلانی، عزیز حسن جیلانی صاحب	۵۰۰ ،،	امیر حسن چھالیہ اسٹور	۵۰ ،،
میسرز پالولر ٹریڈرس	۵۰۰ ،،	طاہر چھالیہ اسٹور	۵۰ ،،
جناب عزیز احمد صاحب ہارڈ ویئر والے	۵۰۰ ،،	جناب محمد اظہار ذکائی	۱۵۰ ،،
جناب محمد حنیف صاحب	۵۰۰ ،،	محمد امین کرانہ اسٹور	۱۰۰ ،،
جواد اینڈ سنز	۵۰۰ ،،	نیو جنرل اسٹور	۱۰۰ ،،
میسرز جنرل ٹریڈنگ کمپنی	۵۰۰ ،،	ممتاز چھالیہ اسٹور	۱۰۰ ،،
میسرز پالو کراکری	۴۰۰ ،،	سلیم اسٹور	۱۰۰ ،،
میسرز شاہد برادرس	۳۰۰ ،،	عابد اسٹور	۱۰۰ ،،
جناب جاوید اقبال نقائی	۲۰۰ ،،	مدینہ چھالیہ اسٹور	۱۰۰ ،،
ذکائی کمپنی	۲۰۰ ،،	صمد چھالیہ اسٹور	۱۰۰ ،،
گولڈن ٹریڈرس	۲۰۰ ،،	نور اینڈ سنز	۱۰۰ ،،
لکی اسٹور	۲۰۰ ،،	سبحان اللہ چھالیہ اسٹور	۱۰۰ ،،
فاران انجینئرنگ	۲۰۰ ،،	جناب ظفر منظور صاحب	۱۰۰ ،،
وسیم برادرس	۲۰۰ ،،	سبحان اللہ چھالیہ اسٹور	۱۰۰ ،،
چودھری ایوب صاحب	۲۰۰ ،،	بسم اللہ چھالیہ اسٹور	۱۰۰ ،،
ایم صغیر اینڈ سنز	۲۰۰ ،،	انصاف کرانہ اسٹور	۱۰۰ ،،
جناب محمد سعید صاحب	۲۰۰ ،،	ایچ مصلح الدین اینڈ سنز	۱۰۰ ،،

CamScanner

حکیم اینڈ کو	۱۰۰ روپے	ذوالفقار حسین صاحب	۱۰۰ روپے
انوار ٹریڈنگ کمپنی	۱۰۰ "	عزیز ٹریڈرز	۱۰۰ "
جناب عبدالخالق صاحب	۱۰۰ "	محمد عنایت سگریٹ اسٹور	۱۰۰ "
جناب جمیل احمد کھلونے والے	۱۰۰ "	پرنس چھالیہ اسٹور	۱۰۰ "
جناب محمد مبین ہارڈ ویئر والے	۱۰۰ "		
ڈاکٹر اے، خان لقمانی	۱۰۰ "		

معاونین بزم طلباء

جناب عزیز احمد ہارڈ ویئر والے ——— گولڈ میڈل

سلیم اینڈ کمپنی ——— ۲ سلور میڈل

ذکائی اینڈ کمپنی ——— پہلا انعام برائے انٹرمیڈیٹ

جناب محمد حنیف صاحب ——— دوسرا تیسرا انعام برائے انٹرمیڈیٹ

جنرل ٹریڈنگ کمپنی	۵۰۰ روپے	محمد الیاس چھالیہ والے	۲۰۰ روپے
ڈاکٹر فرید لقمانی	۵۰۰ "	محمد سعید صاحب	۲۰۰ "
جنرل ایپکس	۳۰۰ "	چودھری محمد ایوب قادری	۲۰۰ "
ہاپوڑ ڈرائی فروٹ	۳۰۰ "	محمد صغیر احمد	۲۰۰ "
عبدالخالق ذکائی صاحب	۳۰۰ "	دہلی دواخانہ	۲۰۰ "
جاوید اقبال لقمانی	۳۰۰ "	محمد جمیل اینڈ سنز	۱۵۰ "
انعام الدین	۳۰۰ "	ایچ مصلح الدین صاحب	۱۰۰ "
یونین ٹائپ فاؤنڈری	۳۰۰ "	حاجی محمد صدیق کرانہ مرچنٹ	۱۰۰ "
محمد احمد چھالیہ والے	۲۰۰ "	محمد امین اینڈ کو	۱۰۰ "
یونائیٹڈ ایپکس	۲۰۰ "	نیو جنرل اسٹور	۱۰۰ "
نقی برادرس	۲۰۰ "	پرنس چھالیہ اسٹور	۱۰۰ "
لکی اسٹور	۲۰۰ "	بسم اللہ چھالیہ اسٹور	۱۰۰ "
گولڈن ٹریڈرس	۲۰۰ "	عزیز ٹریڈرس	۱۰۰ "

CS CamScanner

انصاف کریانہ اسٹور	۱۰۰ روپے	ذوالفقار حسین	۱۰۰ ،،
سبحان سنز چھالیہ اسٹور	۱۰۰ ،،	انوار برادرس	۱۰۰ ،،
اقبال محمد رنگ والے	۱۰۰ ،،	رحمت الٰہی	۱۰۰ ،،
صمد چھالیہ اسٹور	۱۰۰ ،،	تسلیم اسٹور	۱۰۰ ،،
حکیم اینڈ کو	۱۰۰ ،،	سلطان احمد شیخ	۱۰۰ ،،
انور ٹریڈنگ	۱۰۰ ،،	محمد مبین ہارڈویئر والے	۱۰۰ ،،
فرینڈز کو	۱۰۰ ،،	نسیم الدین	۱۰۰ ،،

حدیث شریف کا ترجمہ

ہر قسم کی کامیابی اُسی شخص کے لئے ہے یا پھر وہ آدمی نجات پاسکتا ہے جو اللہ کے دین کو سمجھے اور استقامت کے ساتھ حق کو حق کہے اور یا پھر وہ شخص نجات پاسکتا ہے جو اللہ کے دین کو پہچانے اور اُس پر اُسی طرح چپ رہے کہ جب کہیں بھلائی ہوتی دیکھے تو اس پر پسندیدگی کا اظہار کرے اور اگر کہیں بُرائی ہوتے دیکھے تو اُس پر غصّے کا اِظہار کرے۔ پس پہلی قسم کا شخص آخری دونوں قسم کے لوگوں کی نسبت نجات کا زیادہ مستحق ہے۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوٰۃ باب الامر بالمعروف ۴۳۸)

صدور فرینڈز سرکل

۱۹۵۴ تا ۱۹۸۴ء

(۱) ———— جناب محفوظ احمد بقائی
(۲) ———— جناب نثار احمد قدسی
(۳) ———— ڈاکٹر معین الدین بقائیؒ
(۴) ———— جناب عبد الحمید
(۵) ———— جناب منظور حسین
(۶) ———— جناب محمد عاشقین
(۷) ———— جناب عبد الخالق زکائی
(۸) ———— جناب سلطان احمد شیخ
(۹) ———— جناب محمد مبین
(۱۰) ———— جناب محمد حسین زکائی
(۱۱) ———— جناب مختار احمد شیخ
(۱۲) ———— جناب شجاع الدین

CamScanner